تنظیم المدارس (اہلِ سنّت)، پاکستان کے جدید نصاب کے عین مطابق

سوالیہ پرچہ کے ساتھ

برائے طلباء

نورانی گائیڈ

حل شدہ پرچہ جات

درجہ عالیہ

1

مفتی محمد احمد نورانی دامت برکاتہم عالیہ

ترتیب

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2016ء

☆ پرچہ اوّل: تفسیر و اصول تفسیر	۵	☆ پرچہ دوم: حدیث و اصول حدیث	۱۲
☆ پرچہ سوم: اصولِ فقہ	۱۸	☆ پرچہ چہارم: فقہ	۲۲
☆ پرچہ پنجم: ادب عربی و بلاغت	۲۶	☆ پرچہ ششم: عقائد و منطق	۳۱

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2017ء

☆ پرچہ اوّل: تفسیر و اصول تفسیر	۳۶	☆ پرچہ دوم: حدیث و اصول حدیث	۴۳
☆ پرچہ سوم: اصولِ فقہ	۴۸	☆ پرچہ چہارم: فقہ	۵۴
☆ پرچہ پنجم: ادب عربی و بلاغت	۵۹	☆ پرچہ ششم: عقائد و منطق	۶۵

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2018ء

☆ پرچہ اوّل: تفسیر و اصول تفسیر	۷۲	☆ پرچہ دوم: حدیث و اصول حدیث	۸۰
☆ پرچہ سوم: اصولِ فقہ	۸۷	☆ پرچہ چہارم: فقہ	۹۵
☆ پرچہ پنجم: ادب عربی و بلاغت	۱۰۱	☆ پرچہ ششم: عقائد و منطق	۱۰۸

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2019ء

☆ پرچہ اوّل: تفسیر و اصول تفسیر	۱۱۶	☆ پرچہ دوم: حدیث و اصول حدیث	۱۲۵
☆ پرچہ سوم: اصولِ فقہ	۱۳۳	☆ پرچہ چہارم: فقہ	۱۳۹
☆ پرچہ پنجم: ادب عربی و بلاغت	۱۴۶	☆ پرچہ ششم: عقائد و منطق	۱۵۲

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2020ء

☆ پرچہ اوّل: تفسیر و اصول تفسیر	۱۶۲	☆ پرچہ دوم: حدیث و اصول حدیث	۱۶۹
☆ پرچہ سوم: اصولِ فقہ	۱۷۷	☆ پرچہ چہارم: فقہ	۱۸۴
☆ پرچہ پنجم: ادب عربی و بلاغت	۱۹۲	☆ پرچہ ششم: عقائد و منطق	۱۹۹

عرضِ ناشر

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ!

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

ہمارے ادارہ کے قیام کے بنیادی مقاصد میں سے ایک یہ بھی تھا کہ قرآن کریم کے تراجم وتفاسیر، کتب احادیث نبوی کے تراجم وشروحات، کتب فقہ کے تراجم وشروحات، کتب درس نظامی کے تراجم وشروحات اور بالخصوص نصاب تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان کے تراجم وشروحات کو معیاری طباعت اور مناسب داموں میں خواص وعوام اور طلباء وطالبات کی خدمت میں پیش کیا جائے۔ مختصر عرصہ کی مخلصانہ سعی سے اس مقصد میں ہم کس حد تک کامیاب ہوئے ہیں؟ یہ بات ہم قارئین پر چھوڑتے ہیں۔ تاہم بطور فخر نہیں بلکہ تحدیث نعمت کے طور پر ہم اس حقیقت کا اظہار ضرور کریں گے کہ وطن عزیز پاکستان کا کوئی جامعہ، کوئی لائبریری، کوئی مدرسہ اور کوئی ادارہ ایسا نہیں ہے جہاں ہماری مطبوعات موجود نہ ہوں۔ فالحمد للہ علٰی ذٰلک

علوم وفنون کی اشاعت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ طلباء وطالبات کی آسانی اور امتحان میں کامیابی کے لیے تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان کے سابقہ پرچہ جات حل کر کے پیش کیے جائیں۔ اس وقت ہم ''نورانی گائیڈ (حل شدہ پرچہ جات)'' کے نام سے تمام درجات کی طالبات کے لیے علمی تحفہ پیش کر رہے ہیں، جو ہمارے قلمی معاون جناب مفتی محمد احمد نورانی صاحب کے قلم کا شاہکار ہے۔ نصابی کتب کا درس لینے کے بعد اس حل شدہ پرچہ جات کا مطالعہ سونے پر سہاگہ کے مترادف ہے اور یقینی کامیابی کا ضامن ہے۔ اس کے مطالعہ سے ایک طرف تنظیم المدارس کے پرچہ جات کا خاکہ سامنے آئے گا اور دوسری طرف ان کے حل کرنے کی عملی مشق حاصل ہوگی۔ اگر آپ ہماری اس کاوش کے حوالے سے اپنی قیمتی آراء دینا پسند کریں، تو ہم ان آراء کا احترام کریں گے۔

آپ کا مخلص: شبیر حسین

تنظیم المدارس (اہلسنّت) پاکستان

سالانہ امتحان شہادۃ العالیۃ (بی اے)

سال اوّل برائے طلباء سال ۱۴۳۶ھ/2015ء

﴿پہلا پرچہ: تفسیر واصول تفسیر﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے — کل نمبر 100

نوٹ: حصہ اوّل کا پہلا سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو حل کریں جبکہ حصہ دوم سے کسی ایک سوال کا حل مطلوب ہے۔

حصہ اول: تفسیر

سوال نمبر1: واذ کر اذقال ابراھیم لابیہ وقومہ اننی براء ای بریٔ مما تعبدون الا الذی فطرنی خلقنی فانہ سیھدین یرشدنی لدینہ

(الف) عبارت مذکورہ پر حرکات وسکنات لگائیں اور ترجمہ وتشریح کریں؟ (۱۵)

(ب) براء کون سا صیغہ ہے نیز ''الا الذی'' میں استثناء کون سا ہے؟ ۱۰

(ج) ۱-اذقال سے پہلے اذکر نکال کر کیا اشارہ کیا؟ ۲-اذکر کا مخاطب کون ہے؟

۳-لابیہ سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد ہیں یا چچا؟ اور کیوں؟ ۱۵

سوال نمبر2: فاقبلت امرتہ سارۃ فی صر ۃ صحیۃ حال ای جاءت صائحۃ فصکت وجھھا لطمتہ وقالت عجوز عقیم لم تلد قط۔

(الف) ترجمہ وتشریح کریں؟ ۸

(ب) درج ذیل امور کی وضاحت کریں؟ ۱۲

١-سارۃ کی "ر" مخفف ہے یا مشدد؟۔٢-آپ نے اپنے چہرے پر طمانچہ کیوں مارا؟
٣-"عجوز عقیم" ترکیب میں کیا بنتا ہے؟

سوال نمبر3: ومريم عطف على امرءة فرعون ابنة عمران التي احصنت فرجها حفظته فنفخنا فيه من روحنا اى جبريل حيث نفخ في جيب درعها بخلق الله فعله الوصل الى فرجها فحملت بعيسىٰ .

(الف) عبارت مذکورہ کا ترجمہ تحریر کریں؟ ٨

(ب) اغراض مفسر بیان کریں؟ ١٢

سوال نمبر4: فقال لهم رسول الله صالح ناقة الله اى ذروها وسقيها وشربها في يومها وكان لها يوم ولهم يوم .

(الف) عبارت مذکورہ کا ترجمہ کریں "اى ذروها" سے کیا اشارہ کیا گیا ہے؟ ١٠

(ب) ذروها کون سا صیغہ ہے؟ ہفت اقسام میں کیا ہے؟ اس کی اصل بتائیں؟ "وسقیاها" کا عطف کس پر ہے؟ (١٠)

حصہ دوم: اصول تفسیر

سوال نمبر5: قرآن پاک نے چار گمراہ فرقوں (مشرکین، یہود، نصاریٰ، منافقین) کے ساتھ مخاصمہ کس طرح کیا؟ تفصیل سے لکھیں؟ (٢٠)

سوال نمبر6: قرآن پاک کا اسلوب اور انداز کیسا ہے؟ ناسخ ومنسوخ بیان کریں؟ (٢٠)

☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2015ء

﴿پہلا پرچہ: تفسیر واصول تفسیر﴾

حصہ اول: تفسیر

سوال نمبر1: وَاذْكُرْ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖۤ اِنَّنِيْ بَرَآءٌ اَيْ بَرِيْءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ o اِلَّا الَّذِيْ فَطَرَنِيْ خَلَقَنِيْ فَاِنَّهٗ سَيَهْدِيْنِ o يُرْشِدُنِيْ لِدِيْنِهٖ

(الف) عبارت مذکورہ پر حرکات وسکنات لگائیں اور ترجمہ وتشریح کریں؟

(ب) براء کون سا صیغہ ہے نیز "الا الذی" میں استثناء کون سا ہے؟

(ج) ١-اِذْ قَالَ سے پہلے اُذْکُرْ نکال کر کیا اشارہ کیا؟ ٢-اُذْکُرْ کا مخاطب کون ہے؟

٣-لابیہ سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد ہیں یا چچا؟ اور کیوں؟

جواب: (الف) ترجمة العبارت: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ ذیل میں ملاحظہ کریں:

"اور یاد کرو جب (حضرت) ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ (چچا) اور اپنی قوم سے فرمایا: بے شک میں بری ہوں اس سے جس کی تم عبادت کرتے ہو مگر وہ ذات جس نے مجھے پیدا کیا۔ پس بے شک وہ جلد ہی اپنے دین کی طرف میری راہنمائی کرے گا۔"

(ب) براء صیغہ: یہ مصدر کا صیغہ ہے۔

الا الذی میں استثناء: اس استثناء میں دونوں احتمال ہو سکتے ہیں۔

اِنَّهُمْ كَانُوْ يَعْبُدُوْنَ الْاَصْنَامَ پر محمول کریں تو یہ استثناء منقطع ہوگا۔

اگر اَنَّهُمْ كَانُوْا يُشْرِكُوْنَ مَعَ اللهِ الْاَصْنَامَ پر محمول کریں تو یہ استثناء متصل ہوگا۔

بعض نے اِلَّا کو صفتی یعنی غیر کے معنیٰ میں بنایا ہے۔

(ج) اذکر مقدر کی وجہ: اُذْکُرْ مقدر نکال کر اس بات کی طرف اشارہ کر دیا کہ اِذْ قَالَ الخ کا عامل مقدر ہے اور وہ اُذْکُرْ ہے۔

اُذْکُرْ کا مخاطب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک ہے۔

لِاَبِیْہِ سے مراد: اَبٌ سے مراد آپ کے چچا ہیں کہ وہ بت پرست تھا، آپ کے والد نہیں، کیونکہ تمام انبیاء کے والدین کریمین موحد ہوئے ہیں۔

سوال نمبر2: فاقبلت امرته سارة فی صرة صیحة حال ای جاءت صائحة فصکت وجهها لطمته وقالت عجوز عقیم لم تلد قط .

(الف) ترجمہ وتشریح کریں؟

(ب) درج ذیل امور کی وضاحت کریں؟

۱- سارۃ کی "ر" مخفف ہے یا مشدد؟ ۲- آپ نے اپنے چہرے پر طمانچہ کیوں مارا؟

۳- "عجوز عقیم" ترکیب میں کیا بنتا ہے؟

جواب: (الف) ترجمہ: آپ کی بیوی یعنی سارہ چیخ و پکار کی حالت میں آئی پس اپنے چہرے پر طمانچہ مارا اور کہا: میں بوڑھی ہوں کبھی اولاد کو جنم نہیں دے سکتی۔

تشریح: اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر بہت سے انعام فرمائے۔ بذریعہ وحی آپ علیہ السلام کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پیدائش کی بھی خوشخبری دی گئی اور یہ بھی ایک بہت بڑا فضل اور انعام ہے، حالانکہ آپ اور آپ کی زوجہ محترمہ حضرت سارہ بڑھاپے کی عمر کو پہنچ چکی تھیں۔ آپ کی بیوی صاحبہ بانجھ ہو چکی تھیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے بچے کی خوشخبری دی تو یہ سن کر آپ حیران ہو گئیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی چیز محال نہیں وہ ہر شئی پر قادر ہے۔ چنانچہ حسب وعدہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بیٹا عطا فرمایا۔

(ب) سارہ کی را: سارہ کی را مشدد ہے۔

طمانچہ مارنے کی وجہ: اظہار تعجب کے لیے اپنے چہرہ مبارک پر طمانچہ مارا۔

عجوز عقیم کی ترکیب: موصوف اور صفت مل کر خبر ہیں مبتدا محذوف کی جو کہ "انا"

ہے۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

سوال نمبر3: ومریم عطف علی امرءة فرعون ابنة عمران التی احصنت فرجها حفظته فنفخنا فیه من روحنا ای جبریل حیث نفخ فی جیب درعها بخلق الله فعله الوصل الی فرجها فحملت بعیسٰی .

(الف) عبارت مذکورہ کا ترجمہ تحریر کریں؟

(ب) اغراض مفسر بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمة العبارة: اور مریم (اس کا عطف امرأۃ فرعون پر ہے) جو عمران کی بیٹی ہیں، جنہوں نے اپنی عصمت کی حفاظت فرمائی۔ پس ہم نے اس میں اپنی طرف سے روح پھونکی یعنی حضرت جبریل علیہ السلام نے ان کے گریبان میں پھونکا تو اللہ تعالیٰ نے وہ پھونک ان کی عصمت تک پہنچا دی۔ وہ عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ حاملہ ہو گئی۔

(ب) اغراض مفسر: علامہ مفسر نے عطف علی امرأۃ فرعون نکال کر اس کی ترکیب نحوی بیان فرما دی کہ اس کا عطف امرأۃ فرعون پر ہے، اور یہ بھی اسی عامل کا معمول ہے جو امرأۃ فرعون کا ہے۔ قصہ کا قصہ پر عطف کی طرف اشارہ کر دیا۔ حفظته سے غرض ایک تو احصنت کا آسان معنی بیان کرنا ہے اور دوسرا اس بات کی طرف اشارہ کرنا ہے کہ احصنت چونکہ باب افعال سے ہے اور باب افعال متعدی ہو کر استعمال ہوتا ہے لیکن اس جگہ لازم ہو کر استعمال ہے۔ ای جبریل سے ایک سوال مقدر کا جواب دینا مقصود ہے۔ سوال یہ ہے کہ اللہ پھونک مارنے سے پاک ہے، پھر مذکورہ آیات مبارکہ کا کیا مطلب ہوا؟ اس کا جواب دیا کہ اس جگہ پھونک مارنے سے مراد یہ ہے کہ اللہ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو حکم دیا تو انہوں نے اللہ کے حکم سے پھونک ماری جس وجہ سے وہ حاملہ ہو گئیں۔

سوال نمبر4: فقال لهم رسول الله صالح ناقة الله ای ذروها وسقیها وشربها فی یومها وکان لها یوم ولهم یوم .

(الف) عبارت مذکورہ کا ترجمہ کریں "ای ذروها" سے کیا اشارہ کیا گیا ہے؟

(ب) ذروها کون سا صیغہ ہے؟ ہفت اقسام میں کیا ہے؟ اس کی اصل بتائیں؟

"وسقیاھا" کا عطف کس پر ہے؟

جواب: (الف) ترجمۃ العبارۃ: "پس کہا ان کو اللہ کے رسول صالح علیہ السلام نے کہ اللہ کی ناقہ (کے درپے ہونے) اور اس کے پینے کی باری سے بچو، جس دن میں اس کا پینا مقرر ہے (ہفتے میں)۔ ایک دن اونٹنی کے لیے (مقرر تھا) اور باقی دن ان کے لیے (مقرر تھے)"

ذروھا نکالنے کی وجہ: ذروھا فعل مقدر نکال کر اس بات کی طرف اشارہ کر دیا کہ ناقۃ اللہ مفعول بہ ہے اور اس کا عامل محذوف ہے۔

(ب) ذُرُوْھَا صیغہ: صیغہ جمع مذکر فعل امر حاضر معروف ثلاثی مجرد از باب ضرب یضرب۔

ہفت اقسام سے تعلق: ہفت اقسام سے مثال واوی ہے۔

سقیاھا کا عطف: اس کا عطف ناقۃ اللہ پر ہے۔

حصہ دوم: اصول تفسیر

سوال نمبر 5: قرآن پاک نے چار گمراہ فرقوں (مشرکین، یہود، نصاریٰ، منافقین) کے ساتھ مخاصمہ کس طرح کیا؟ تفصیل سے لکھیں۔

جواب: مشرکین، یہودی، عیسائی اور منافق ان چار گمراہ فرقوں سے مخاصمہ کے دو طریقے ہیں:

پہلا طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے ان کے باطل عقائد کو بیان فرمایا ہے اور ان عقائد کی شناعت اور برائی پر نص فرمائی پھر ان کی ناپسندیدگی کو بیان کیا۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ان کے کمزور شبہات کو بیان کر کے دلائل واضحہ اور قطعیہ کے ساتھ ان کا رد کیا جائے اور اللہ تعالیٰ کی توحید کا اثبات کیا جائے۔

ان چاروں فرقوں میں سے کسی بھی فرقے کا عقیدہ درست نہیں ہے، سب باطل ہیں۔ یہودی تورات پر ایمان رکھتے تھے اور ان کی گمراہیاں یہ ہیں کہ انہوں نے توراۃ کے

احکام کو بدل ڈالا۔ تورات کی آیات کو چھپانا اور جو چیز تورات میں درج نہیں اس کو داخل کر دینا، احکام کو نافذ کرنے میں کوتاہی کرنا اور عصبیت کا شکار رہنا۔ اسی طرح نبی علیہ السلام کی رسالت کو نہ ماننا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں زبان درازی کرنا ان کی گمراہیاں تھیں۔ یہودی اللہ تعالیٰ کی شان اقدس میں زبان درازی کرتے ہوئے کہتے تھے کہ بت یعنی باطل معبود بھی اللہ کے ساتھ شریک ہیں اور انہوں نے حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا قرار دیا۔ ان کا یہ بھی باطل عقیدہ ہے کہ زمین و آسمان کی تخلیق کے بعد اللہ تعالیٰ تھک ہار کر ہفتہ کے دن آرام کرنے کے لیے بیٹھ گیا۔

معاذ اللہ یہ بکواس بھی کرتے تھے کہ حضرت مریم زنا سے حاملہ ہوئیں اور معاذ اللہ حضرت عیسیٰ ولد الزناء ہیں۔ اس طرح عیسائی بھی بہت گندے اور غلط و باطل نظریات رکھتے تھے۔ یہ عقیدہ تثلیث کے قائل تھے یعنی اللہ تعالیٰ (معاذ اللہ) تین میں تیسرا ہے۔ ان کا ایک باطل عقیدہ یہ بھی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کا بیٹا ہے (معاذ اللہ)، حضرت مریم اس کی بیوی اور فرشتے اللہ کی بیٹیاں (معاذ اللہ) ہیں۔ یہی حال مشرکین کا تھا کہ یعنی شرک کرنا، تشبیہ کا قول کرنا یعنی صفات بشریہ کو اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت کرنا، تحریف کرنا، آخرت کا انکار کرنا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو بعید سمجھنا، برے اعمال کو عام کرنا، ایک دوسرے پر ظلم کرنا اور باطل تقلید کرنا وغیرہ وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ نے ان تمام عقائد باطلہ کا بطلان احسن طریقے سے فرمایا۔ مختلف دلائل سے اللہ تعالیٰ نے اپنی وحدانیت و پاکی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو ثابت کیا۔

سوال نمبر 6: قرآن پاک کا اسلوب اور انداز کیسا ہے؟ ناسخ و منسوخ بیان کریں؟

جواب: قرآن کریم آخری الہامی کتاب ہے، جو تمام سماوی کتب کی جامع ہے۔ اس کے تمام مضامین حقائق اور مقتضی الحال کے موافق ہیں۔ اس کا اسلوب حکیمانہ اور دلنشین ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے: وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ

بخاری شریف کی روایت ہے: ہر نبی کو ایسی نشانیاں و معجزات دیے گئے ہیں، جن کو

دیکھ کر بہت کم لوگ ایمان لائے۔ بے شک جو کچھ مجھے دیا گیا ہے پس مجھے یقین ہے کہ قیامت کے دن میرے ماننے والوں کی تعداد کثیر ہوگی۔ علاوہ ازیں قرآن میں سہولت انسانی کو پیش نظر رکھا گیا ہے جس وجہ سے اس کی طرف لوگوں کی کشش، میلان اور عملی وقلبی رجحان زیادہ ہے۔

ناسخ ومنسوخ کا بیان:

نسخ کا لغوی معنیٰ ہے ایک شئی کو دوسری شئی کے ساتھ زائل کرنا جبکہ اصولیوں کے نزدیک آیات کے بعض اوصاف کو دوسری آیت کے ساتھ زائل کرنا، نسخ کہلاتا ہے۔

نسخ کا باب بہت وسیع ہے۔ گہری نظر سے دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ آیات منسوخہ غیر محصور ہیں۔ یعنی ان کا تعین نہیں کیا جا سکتا جبکہ متاخرین کی اصطلاح کے مطابق منسوخ کی تعداد بہت کم ہے۔ متاخرین کے نزدیک منسوخ آیات کی تعداد تقریباً بیس (20) ہے۔

مختلف سورتوں میں نسخ کی کئی صورتیں بنتی ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱- تلاوت اور حکم دونوں منسوخ

۲- تلاوت منسوخ حکم باقی

۳- تلاوت باقی حکم منسوخ

☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس (اہلسنّت) پاکستان

سالانہ امتحان شھادۃ العالیۃ (بی اے)

سال اوّل برائے طلباء سال ۱۴۳۶ھ/2015ء

﴿دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے — کل نمبر 100

نوٹ: پہلا سوال لازمی ہے باقی ہر حصہ سے دو دو سوال حل کریں۔

القسم الاوّل...... حدیث

سوال نمبر 1: عن طلحۃ بن عبداللہ بن عوف قال صلیت خلف ابن عباس علی جنازۃ فقرأ فاتحۃ الکتاب فقال لتعلموا انھا سنۃ۔

(الف) حدیث شریف میں مذکورہ مسئلہ کا جواب تحریر کرتے ہوئے اپنے مؤقف مدلل طور پر تحریر کریں؟ ۱۲

(ب) غائبانہ نماز جنازہ جائز ہے یا نہیں اختلاف اہل سنت وغیر مقلدین مع دلائل تحریر کریں؟ ۱۳

(ج) مرد اور عورت کا کفن سنت تحریر کریں؟ ۵

سوال نمبر 2: قال یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اخبرنی عن الاسلام قال الاسلام ان تشھد ان لا الٰہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ وتقیم الصلوۃ وتوتی الزکوۃ وتصوم رمضان وتحج البیت ان استطعت الیہ سبیلا قال صدقت۔

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں؟ ۵

(ب) مذکورہ حدیث شریف کے آخر میں حضور نے جو علامات قیامت بیان کیں وہ تحریر کریں؟ ۸

(ج) "ما المسؤل عنها باعلم من السائل" سے منکرین علم غیب اپنا موقف بیان کرتے ہیں آپ اپنا موقف مع دلائل تحریر کریں؟ ۱۲

سوال نمبر 3: عن عبدالله بن عمرو قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله لا يقبض العلم انتزاعا ينتزعه من العباد ولكن يقبض العلم بقبض العلماء حتى اذالم يبق عالما اتخذ الناس رؤسا جهالا فسئلوا فافتوا بغير علم فضلوا و اضلوا

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ تحریر کریں؟ ۸

(ب) علم اور علماء کی فضیلت پر ایک جامع نوٹ تحریر کریں؟ (۱۰)

(ج) خط کشیدہ عبارت کی ترکیب نحوی تحریر کریں؟ ۷

سوال نمبر 4: درج ذیل اقسام بیوع میں سے کسی پانچ کی تعریف مع حکم تحریر کریں؟ ۵

:-تلقی جلب ۔ ۲-منابذة ۔ ۳- ملامسة ۔ ۴- بيع المصراة ۔

۵-مساومة ۔ ۶-بيع عرايا ۔ ۷-بيع نجش ۔

القسم الثانی...... اصول حدیث

سوال نمبر 5: امام ترمذی جب فرماتے ہیں "هذا حديث حسن صحيح يا حديث حسن غريب صحيح" تو اس سے کیا مراد ہوتا ہے؟ ۱۰

سوال نمبر 6: تعدد رُواۃ کے اعتبار سے حدیث کی اقسام کتنی اور کون سی ہیں؟ ہر ایک کی تعریف تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 7: درج ذیل اصطلاحات کی تعریف تحریر کریں؟ (۱۰)

مرسل، معنعن، شاذ، فرد نسبی، مقطوع

☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2015ء

﴿دوسرا پرچہ: حدیث و اصول حدیث﴾

القسم الاوّل...... حدیث

سوال نمبر 1: عن طلحة بن عبدالله بن عوف قال صليت خلف ابن عباس على جنازة فقرأ فاتحة الكتاب فقال لتعلموا انها سنة ۔

(الف) حدیث شریف میں مذکورہ مسئلہ کا جواب تحریر کرتے ہوئے اپنے موقف مدلل طور پر تحریر کریں؟

(ب) غائبانہ نماز جنازہ جائز ہے یا نہیں؟ اختلاف اہل سنت و غیر مقلدین مع دلائل تحریر کریں؟

(ج) مرد اور عورت کا کفن سنت تحریر کریں؟

جواب: (الف) مذکورہ مسئلہ کا جواب اور اپنا موقف:

مذکورہ حدیث سے یہ مسئلہ ثابت ہوتا ہے کہ نماز جنازہ میں سورت فاتحہ پڑھنا جائز ہے بلکہ پڑھی جائے گی۔ اسی حدیث کو دلیل بناتے ہوئے بعض لوگ نماز جنازہ میں قرأۃ سورۃ فاتحہ کو لازم قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نماز جنازہ میں سورت فاتحہ پڑھنا ضروری ہے۔

ہمارا مذہب یہ ہے کہ نماز جنازہ میں مخصوص دعائیں پڑھی جائیں گی۔ ہمارے نزدیک نماز جنازہ میں قرأۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک روایت میں ہے، جو انہوں نے حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے بیان کی ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نماز جنازہ میں قرأۃ نہیں کرتے تھے۔ یہی احناف کا

مذہب ہے۔اس روایت میں لفظ سنت سے مراد وہ راستہ ہے' جو دین میں چلے۔البتہ دعا کی نیت سے فاتحہ پڑھنا جائز ہے۔

(ب) غائبانہ نماز جنازہ:

ہمارے نزدیک غائبانہ نماز جنازہ جائز نہیں ہے مگر غیر مقلدین کے نزدیک غائبانہ نماز جنازہ جائز ہے۔ان کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں حبشہ کے بادشاہ کے انتقال کی خبر سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ پڑھی تھی۔ ہمارے نزدیک نماز جنازہ کے وقت میت کا حاضر ہونا ضروری ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک موقع کے علاوہ کسی موقع پر پر غائبانہ نماز جنازہ ثابت نہیں ہے۔نجاشی والی روایت کا جواب اس طرح دیا جائے گا کہ یہ واقعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے۔دوسرا یہ ہے کہ بحکم الٰہی نجاشی کی میت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا تھا، غائبانہ نماز جنازہ نہیں تھا۔ تیسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے مدینہ پاک سے حبشہ تک زمین کو سمیٹ دیا تھا اور میت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے موجود تھی۔

(ج) مرد اور عورت کا سنت کفن:

مرد کے لیے تین کپڑے سنت ہیں اور وہ یہ ہیں:

۱-قمیص۔۲-ازار۔۳-تہبند/لفافہ۔

عورت کے لیے پانچ کپڑے سنت ہیں۔تین مذکورہ، اور دو یہ ہیں:

(۱) اوڑھنی۔(۲) سینہ بند۔

سوال نمبر 2: **قال یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اخبرنی عن الاسلام قال الاسلام ان تشھد ان لا الٰہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ وتقیم الصلوۃ وتوتی الزکوٰۃ وتصوم رمضان وتحج البیت ان استطعت الیہ سبیلا قال صدقت۔**

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں؟

(ب) مذکورہ حدیث شریف کے آخر میں حضور نے جو علامات قیامت بیان کیں وہ تحریر کریں؟

(ج) "**ما المسؤل عنھا باعلم من السائل**" سے منکرین علم غیب اپنا مؤقف بیان کرتے ہیں آپ اپنا مؤقف مع دلائل تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: اس نے کہا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے اسلام کے بارے میں خبر دیجئے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔تو نماز قائم کرے، زکوٰۃ ادا کرے، رمضان کے روزے رکھے اور بیت اللہ کا حج کرے اگر تو اس کی طرف راستے کی طاقت رکھتا ہو۔اس نے کہا: آپ نے سچ کہا۔

(ب) علامات قیامت:

☆ لونڈی اپنے آقا کو جنم دے گی۔☆ ننگے پاؤں، ننگے بدن والے، محتاج وفقیر اور چرواہے کو تو دیکھے گا کہ بلند عمارتوں پر فخر کریں گے۔

(ج) علم غیب کا بیان:

کچھ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا انکار کرتے ہیں اور وہ اپنے مؤقف پر مذکورہ بالا عبارت سے دلیل پکڑتے ہیں کہ اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو آپ یہ جملہ ارشاد نہ فرماتے۔

ہمارے نزدیک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی عطاء سے **ماکان ومایکون** سب جانتے ہیں، سب آپ کے علم میں ہے۔ ہمارے اس مؤقف پر قرآن مجید کی متعدد آیات مبارکہ دال ہیں، اسی طرح کثیر احادیث مبارکہ موجود ہیں۔متعدد واقعات اس بات کی طرف مشیر ہیں کہ نبی علیہ السلام کو علم غیب ہے۔قرآن مجید میں ہے: **تبیانًا لکل شیء** کہ قرآن میں ہر شئی کا بیان ہے۔

قرآن مجید آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اترا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی

قرآن کو جاننے والا نہ تھا۔ اسی طرح دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے جس میں صراحتاً رسولوں کے علم غیب کا بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ترجمہ ومفہوم: ''اللہ کے بغیر کوئی علم غیب نہیں جانتا مگر اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے غیب کا علم عطا فرما دیتا ہے۔'' اس کے علاوہ اور بھی بے شمار آیات واحادیث ہیں جو ہمارے مؤقف کی تائید کرتی ہیں۔

مذکورہ قول مبارک کا جواب یعنی منکرین کا جواب:

☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بتدریج تمام چیزوں کا علم عطا فرمایا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ قیامت کے بارے میں اس وقت علم نہ عطا کیا گیا ہو ورنہ تو دوسری روایات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کا وقت تک بتا دیا ہے کہ جمعہ کے دن قائم ہوگی۔

☆ قاعدہ ہے جب اسم تفضیل تحت النفی واقع ہو وہاں بالکلیہ مشتق منہ کی نفی نہیں ہوتی۔ مطلب یہ ہوا کہ اے جبریل قیامت کے بارے میں جتنا مجھے بتایا گیا ہے اتنا بتا دیا یعنی ہم دونوں کا علم برابر ہے۔

سوال نمبر3: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ اِنْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ وَلٰكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتّٰى اِذَا لَمْ يَبْقَ عَالِمًا اِتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوْا فَاَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ تحریر کریں؟

(ب) علم اور علماء کی فضیلت پر ایک جامع نوٹ تحریر کریں؟

(ج) خط کشیدہ عبارت کی ترکیب نحوی تحریر کریں؟

جواب: (الف) اعراب اوپر لگا دیے گئے۔

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ بندوں سے علم کھینچ کر ختم نہیں کرے گا بلکہ علماء کے اٹھانے کے سبب علم اٹھائے گا حتیٰ کہ ایک عالم بھی باقی نہیں رہے گا۔ لوگ جہلاء کو اپنے آئمہ تعینات کریں گے، پس وہ ان سے سوال کریں گے تو وہ انہیں بغیر علم کے فتویٰ دیں گے۔ وہ خود بھی

گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔''

(ب) فضیلت علم وعلماء:

علم ایک ایسی لازوال دولت ہے، جو کبھی بھی ختم نہیں ہو سکتی اور ایسا سمندر ہے کہ اس کی گہرائی تک پہنچنا ممکن نہیں ہے۔ قرآن میں علماء کی عظمت کثیر آیات مبارکہ میں بیان ہوئی ہے، ارشاد ربانی ہے: اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا۔ دوسری جگہ ارشاد ہے: فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ تیسری جگہ ہے: هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ علاوہ ازیں اور بھی بہت سی آیات مبارکہ وارد ہیں۔

احادیث مبارکہ میں بھی علم وعلماء کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔'' مزید فرمایا: ''تم علم دین حاصل کرو چاہے تمہیں چین ہی جانا پڑے۔'' فرمایا: ''ایک عالم باعمل ہزار عابدوں سے زیادہ شیطان پر بھاری ہے۔'' فرمایا: ''علماء کے قلم کی روشنائی شہید کے خون کے برابر ہے۔'' فرمایا: ''عالم باعمل سے مصافحہ اور اس کی زیارت نبی کی زیارت کی طرح ہے۔'' اس طرح مزید احادیث مبارکہ وارد ہیں۔

(ج) خط کشیدہ عبارت کی ترکیب:

ان حرف مشبہ بفعل، اللہ اسم، لا یقبض فعل وفاعل، العلم مفعول بہ، انتزاعاً موصوف۔ ینتزعہ فعل، فاعل اور مفعول بہ، من حرف جار، العباد مجرور، جار مجرور ظرف لغو۔ فعل، فاعل، مفعول بہ اور ظرف لغو سے مل کر صفت، موصوف صفت مل کر مفعول مطلق۔ لا یقبض فعل فاعل اور مفعول بہ اور مفعول مطلق سے مل کر جملہ ہو کر خبر۔ ان اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

سوال نمبر4: درج ذیل اقسام بیوع میں سے کسی پانچ کی تعریف مع حکم تحریر کریں؟

۱-تلقی جلب ۔ ۲-منابذة ۔ ۳-ملامسة ۔ ۴-بیع المصراة ۔

۵-مساومة . ۶-بیع عرایا . ۷-بیع نجش .

جواب: ۱-تلقی جلب: شہری کا دیہاتی سے شہر میں داخل ہونے اور قیمت معلوم کرنے سے پہلے ہی شہر کے باہر جا کر کوئی چیز خرید لینا۔ یہ منع ہے۔

۲-منابذہ: بائع اور مشتری دونوں اس بات پر راضی ہو جائیں کہ بائع کہے کہ جب میں کوئی چیز تمہاری طرف پھینکوں تو بیع لازم ہو جائے گی اور اسے واپس کرنے کا اختیار نہیں۔ یہ بھی منع ہے اور حرام ہے۔

۳-ملامسہ: کسی چیز کو چھونے سے مشتری مبیع کا مالک ہو جائے۔ یہ منع ہے کیونکہ اس میں فریقین کا نقصان ہے۔

۴-مصراة: چند ایام تک کسی جانور کا دودھ تھنوں میں روک کر فروخت کرنا۔ یہ بھی منع ہے کہ اس میں دھوکہ ہے۔

۵-عرایا: درخت پر لگے ہوئے پھل کو پکنے سے پہلے فروخت کرنا۔ یہ بھی منع ہے۔

۶-مساومة: قیمت پر قیمت لگانا۔ یہ بھی منع ہے۔

۷-نجش: کسی چیز کی اصل قیمت لگا دی جائے۔ اس کے بعد کسی شخص کا زیادہ قیمت لگانا جبکہ اس کا ارادہ چیز کو خریدنے کا نہ ہو بلکہ قیمت میں اضافہ کرنا ہو۔ یہ بھی منع ہے۔

القسم الثانی...... اصول حدیث

سوال نمبر 5: امام ترمذی جب فرماتے ہیں: "ھذا حدیث حسن صحیح یا حدیث حسن غریب صحیح" تو اس سے کیا مراد ہوتا ہے؟

جواب: پہلی صورت پر اعتراض ہوتا ہے کہ حسن اور صحیح مستقل دو قسمیں ہیں: یہ کیسے جمع ہو سکتی ہیں؟ اس کے دو جواب ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱-راویوں کے اوصاف میں آئمہ حدیث کے مختلف اقوال ہیں۔ بعض کے نزدیک وہ حدیث حسن ہے اور بعض کے مطابق صحیح۔ اس صورت میں اس جگہ حرف عطف "او"

محذوف ہوگا۔

۲-یہ حدیث دو سندوں سے مروی ہے ایک کے اعتبار سے حسن اور دوسری کے اعتبار سے صحیح۔ اس صورت میں یہاں واؤ محذوف ہوگی۔

دوسری صورت پر اعتراض ہوتا ہے کہ غریب ایک طریقہ سے مروی حدیث کو کہتے ہیں جبکہ صحیح متعدد طریقوں سے مروی ہوتی ہے تو کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک روایت حسن ہو، غریب بھی ہو اور صحیح بھی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث حسن میں دو اصطلاحات ہیں: ایک جمہور کی جس میں تعدد طرق کی شرط نہیں اور دوسری امام ترمذی کی اصطلاح ہے جس میں تعدد طرق شرط ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ جہاں "ھذا حدیث حسن غریب" فرماتے ہیں وہاں لفظ حسن جمہور کی اصطلاح کے مطابق ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ غرابت کے منافی نہیں ہے اور جہاں ھذا حدیث حسن فرماتے ہیں وہاں ان کی اپنی اصطلاح مراد ہوتی ہے۔

سوال نمبر 6: تعدد رُواۃ کے اعتبار سے حدیث کی اقسام کتنی اور کون سی ہیں ہر ایک کی تعریف تحریر کریں؟

جواب: تعدد رُواۃ کے اعتبار سے حدیث کی چار قسمیں ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱-غریب: جس حدیث کا راوی ایک ہو۔

۲-عزیز: اگر راویوں کی تعداد زیادہ ہو تو اُسے عزیز کہتے ہیں۔

۳-مشہور: اگر راویوں کی تعداد دو سے زائد ہو تو مشہور کہلاتی ہے۔

۴-متواتر: اگر ہر دور میں راویوں کی تعداد اتنی زیادہ ہو کہ ان کا جھوٹ پر جمع ہونا محال ہو۔

سوال نمبر 7: درج ذیل اصطلاحات کی تعریف تحریر کریں؟

مرسل، معنعن، شاذ، فرد نسبی، مقطوع

جواب: مرسل: جس حدیث کی سند کے اخیر سے کوئی راوی ساقط کیا گیا ہو مثلاً تابعی صحابی کو چھوڑ کر براہ راست حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرے۔

معنعن: وہ حدیث ہے جو الفاظ عن، عن سے بیان کی گئی ہو۔

شاذ: جس روایت میں ثقہ راوی اپنے سے زیادہ ثقہ کی مخالفت کرے۔

فرد نسبی: جب سند کے درمیان میں تفرد ہو مثلاً صحابی سے روایت کرنے والے ایک سے زائد ہوں مگر بعد میں ایک ہو۔

مقطوع: وہ حدیث ہے جس میں تابعین کے اقوال، افعال اور تقریرات کا بیان ہو۔

☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس (اہلسنّت) پاکستان

سالانہ امتحان شهادة العالية (بی اے)

سال اوّل برائے طلباء سال ۱۴۳۶ھ/2015ء

﴿تیسرا پرچہ: اصول فقہ﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے — کل نمبر 100

نوٹ: سوال نمبر 4 لازمی ہے باقی میں سے کوئی سے دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: (الف) قیاس کا لغوی و اصطلاحی معنی لکھیں؟ (۱۰)

(ب) قیاس کی شرط اور اس کے ارکان تحریر کریں؟ ۱۳

(ج) ولما صارت العلة عندنا علة بأثر قلنا على القياس الاستحسان۔

عبارت مذکورہ کا ترجمہ و تشریح کریں؟ نیز استحسان کا لغوی و شرعی معنی تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 2: (الف) علل طردیہ اور علل مؤثرہ کی وضاحت کریں؟ ۱۲

(ب) ممانعة، فساد وضع اور مناقضة کی تعریفات و امثلہ تحریر کریں؟ ۹

(ج) سبب، علت، شرط اور عدالت کی تعریفات و امثلہ تحریر کریں؟ ۱۲

سوال نمبر 3: واقامة الشيء مقام غيره نوعان احدهما اقامة السبب الداعي مقام المدعو كما في السفر والمرض۔

(الف) عبارت کا ترجمہ و تشریح کریں اور بتائیں سبب داعی کون ہے مدعو کون ہے؟ ۱۰

(ب) کیا عقل علل موجبات میں سے ہے یا نہیں؟

معتزلہ اور اشعریہ کا اختلاف مع دلیل لکھ کر قول صحیح بیان کریں؟ ۲۳

سوال نمبر 4: والاغماء مثل النوم فی فوت الاختیار وفوت استعمال القدرة حتی منع صحة العبارات وهو اشد منه لان النوم فترة اصلية وهذا عارض ينافي القوة اصلاً .

(الف) عبارت مذکورہ کا ترجمہ وتشریح تحریر کریں؟ ۱۲

(ب) ۱- اغماء کی تعریف کریں؟ ۶

۲- کیا اغماء تمام حالات میں ناقض وضو ہے یا بعض حالات میں؟ وضاحت کریں؟ ۸

۳- نیند کس حال میں ناقض وضوء ہے اس فرق کی وجہ مفصل بیان کریں؟ ۸

☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2015ء

﴿تیسرا پرچہ: اصول فقہ﴾

سوال نمبر 1: (الف) قیاس کا لغوی واصطلاحی معنیٰ لکھیں؟

(ب) قیاس کی شرط اور اس کے ارکان تحریر کریں؟

(ج) ولما صارت العلة عندنا علة باثر قلمنا على القياس الاستحسان .

عبارت مذکورہ کا ترجمہ وتشریح کریں؟ نیز استحسان کا لغوی وشرعی معنیٰ تحریر کریں؟

جواب: (الف) قیاس کا لغوی واصطلاحی معنیٰ:

قیاس کا لغوی معنیٰ ہے اندازہ کرنا جبکہ اصطلاحی معنیٰ ہے کسی حکم شرعی کو اصل سے فرع کے لیے ثابت کرنا' کیونکہ اس میں بھی وہی علت موجود ہے' جو اصل میں ہے۔

(ب) قیاس کی شرائط:

قیاس کی چار شرطیں ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱- وہ کسی نص سے ثابت نہ ہو کہ اصل کا حکم اصل سے مخصوص ہو جیسے: حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی کو دو گواہوں کے برابر قرار دینا۔ یہاں انفرادی خصوصیت ہے' جو غیر میں نہیں ہے۔

۲- منصوص علیہ مسئلہ خلاف قیاس نہ ہو۔

۳- غیر منصوص علیہ مسئلہ صرف منصوص علیہ مسئلہ کی نظیر ہو خواہ منصوص علیہ نہ ہو' نیز وہ حکم شرعی ہو مگر لغوی نہ ہو۔

۴- تعلیل کے بعد اصل حکم اپنی سابقہ حالت میں موجود رہے یعنی نص کا حکم تبدیل نہ

ہو۔

ارکانِ قیاس: قیاس کے ارکان چار ہیں:

۱-اصل۔ ۲-فرع۔ ۳-علت۔ ۴-حکم

(ج) ترجمة العبارة و تشريحا:

جب علت ہمارے نزدیک علت باثرہ ہے تو مقدم کیا ہم نے قیاس پر استحسان کو۔

جب استحسان کی صورتیں قیاس جلی کے خلاف ہوں تو قیاس کو استحسان کے مقابلہ میں چھوڑ دیا جائے گا جیسا کہ کسی شخص سے نیا جوتا تیار کروایا ہو تو پہلے اسے ناپ دیا جاتا ہے پھر وہ اس کے مطابق جوتا تیار کرتا ہے۔ گو جوتا تیار موجود نہیں ہوتا مگر اس کی بیع ہو جاتی ہے' قیاس کے خلاف ہے' کیونکہ اس کے جواز پر اجماع منعقد ہو چکا ہے۔ لہٰذا قیاس پر نہیں بلکہ استحسان پر عمل ہوگا۔

استحسان کا لغوی معنیٰ: کسی چیز کو حسین اور خوبصورتی سے شمار کرنا۔

اصطلاحی معنیٰ: علماء اصول کی اصطلاح میں قیاس خفی کا دوسرا نام استحسان ہے۔

سوال نمبر2: (الف) علل طردیہ اور علل مؤثرہ کی وضاحت کریں؟

(ب) ممانعة، فساد وضع اور مناقضة کی تعریفات وامثلہ تحریر کریں؟

(ج) سبب، علت، شرط اور عدالت کی تعریفات وامثلہ تحریر کریں؟

جواب: (الف) علل طردیہ ومؤثرہ کی وضاحت:

علت طردیہ کا مطلب یہ ہے کہ اس کے وجود وعدم کے ساتھ اس کا حکم معلق رہتا ہے۔ گویا علت ہو تو حکم موجود اور علت نہ ہو تو حکم معدوم ہوگا۔ علت مؤثرہ سے مراد یہ ہے کہ جس کا اثر نص یا اجماع امت سے معلل ہو جو جنس کی صورت میں ظاہر ہو مثلاً حدیث سے ثابت ہے کہ بلی کی آمد ورفت کی کثرت کے باعث اس کا جھوٹا پانی پاک قرار دیا گیا ہے۔

(ب) ممانعت:

یعنی سامع استدلال کرنے والے کی دلیل کے تمام مقدمات یا بعض کو تسلیم کرنے

سے انکار کرے مثلاً سامع مستدل سے یوں کہے کہ جس وصف کو تم نے علت قرار دیا میں اسے تسلیم نہیں کرتا، کیونکہ میرے نزدیک اس کی علت اور چیز ہے۔

فسادِ وضع: علت کا از خود اصل حکم کو تسلیم نہ کرنا اور اس کے عکس کا تقاضا کرنا فساد وضع کہلاتا ہے جیسے: زوجین میں سے کوئی ایک مسلمان ہو جائے تو نکاح فاسد ہو جاتا ہے اور دونوں میں تفریق ہو جاتی ہے۔ اس تفریق کی علت دونوں میں سے ایک کا اسلام قبول کرنا ہے۔

مناقضہ: دوسرے کی بات کو روک کر اس پر اعتراض کرنا مناقضہ کہلاتا ہے، جیسا کہ کوئی کہے کہ رکوع جاتے اور اٹھتے وقت رفع یدین نہیں کرنا چاہیے۔ اس پر مدمقابل کہے کہ میں آپ کی بات نہیں مانتا اور ساتھ ہی رفع یدین والی حدیث پیش کر دے۔

(ج) سبب: کسی چیز کا وہ متعلق جو اس چیز تک پہنچا دے جیسے: وہ راستہ جو منزل مقصود تک پہنچاتا ہے۔

علت: کسی چیز کا وہ حکم جو اس کے لیے نفاذ کا باعث بنے جیسے: مسافر کے لیے ترک صوم کی اجازت ہے۔ اب سفر اذن کی علت ہے۔

شرط: یعنی کسی شئی کو کسی شئی پر معلق کرنا جیسے: اگر کوئی اپنی بیوی کو کہے: "اِنْ دَخَلْتِ الدَّارَ فَاَنْتِ طَالِقٌ" تو اس میں دخولِ دار شرط ہے طلاق کی۔

عدالت: اس علت کا اثر پہلے ظاہر ہو گیا ہو جیسے: نابالغ کا اثر مال کی ولایت پر یعنی نابالغ کو مال پر ولایت حاصل نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا ولی یا ذمہ دار اس کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ جب وہ بالغ ہو جائے تو انہیں نکاح کے اعتبار سے اپنے نفس پر اور مال کے لحاظ سے اس کے تصرف پر ولایت حاصل ہو جاتی ہے۔

سوال نمبر3: **واقامة الشیء مقام غیرہ نوعان احدهما اقامة السبب الداعی مقام المدعو کمافی السفر والمرض۔**

(الف) عبارت کا ترجمہ وتشریح کریں اور بتائیں سبب داعی کون ہے مدعو کون ہے؟

(ب) کیا عقل علل موجبات میں سے ہے یا نہیں؟

معتزلہ اور اشعریہ کا اختلاف مع دلیل لکھ کر قول صحیح بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ وتشریح: ایک شئی کو غیر کی جگہ رکھنے کی دو قسمیں ہیں: ان میں سے ایک یہ ہے کہ سبب داعی کو مدعو کی جگہ رکھنا جیسا کہ سفر اور مرض میں۔

مصنف یہاں سے علت کی اقسام بیان کر رہے ہیں کہ علت کی دو قسمیں ہیں:

(۱) علت تامہ یعنی وہ علت ہے جس میں تین چیزیں پائی جائیں: حکم کا اس کی طرف مضاف ہونا، حکم میں مؤثر ہونا، حکم کا اس سے متصل ہونا اور زمانی انفصال نہ ہو۔

(۲) علت ناقصہ یعنی وہ علت جس میں علت تامہ کی صفات ثلاثہ میں سے ایک یا دو یا تینوں نہ ہوں۔ اس میں سفر داعی اور مشقت مدعو ہے۔ اسی طرح دوسری مثال میں مرض داعی اور جان کا ضیاع مدعو ہے۔

(ب) عقل کا تعلق:

اس بات میں اختلاف ہے کہ عقل کا تعلق موجبات سے ہے یا نہیں؟ بعض نے عقل کو علل موجبات سے شمار کیا ہے جبکہ بعض نے علل موجبات سے عقل کو شمار نہیں کیا ہے۔

معتزلہ کا مؤقف ہے کہ اچھی چیزوں میں عقل کا تعلق علت موجبہ سے ہے اور اشاعرہ کہتے ہیں کہ عقل کا سمع کے بغیر کوئی اعتبار نہیں ہے۔ لہٰذا اگر مشرک کو دعوت نہ پہنچے تو وہ معذور ہوگا۔ اس بارے میں صحت پر مبنی قول یہ ہے کہ عقل صلاحیت اور اہلیت کو ثابت کرنے کے لیے معتبر ہے۔ اس حقیقت کو احناف اور ماتریدیہ بھی مانتے ہیں۔

سوال نمبر 4: والاغماء مثل النوم فی فوت الاختیار وفوت استعمال القدرة حتی منع صحة العبارات وهو اشد منه لان النوم فترة اصلية وهذا عارض ينافي القوة اصلاً ۔

(الف) عبارت مذکورہ کا ترجمہ وتشریح تحریر کریں؟

(ب) اغماء کی تعریف کریں؟

(ج) کیا اغماء تمام حالات میں ناقض وضو ہے یا بعض حالات میں؟ وضاحت

کریں؟

(د) نیند کس حال میں ناقض وضوء ہے اس فرق کی وجہ مفصل بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: اختیار ختم ہونے اور قوت کے استعمال کے ختم ہونے میں بے ہوشی، نیند کی مثل ہے حتیٰ کہ صحت عبادات کے منع ہونے میں بھی۔

یہ نیند سے بھی زیادہ سخت ہے، کیونکہ نوم فترۃ اصلیہ ہے اور بے ہوشی ایک عارضہ ہے جو قوت کے بالکل منافی ہے۔

تشریح: ماتن اس عبارت میں اغماء کی تعریف اور حکم بیان فرما رہے ہیں، نیز اغماء اور نوم کے درمیان فرق کی وضاحت کر رہے ہیں۔

(ب) اغماء کی تعریف:

بے ہوشی کا ایسا غلبہ جس کے نتیجہ میں قوت اختیاری اور قدرت استعمال ختم ہو جائے اور عقل مکمل طور پر مغلوب ہو جائے۔

(ج) اغماء کا حکم:

اغماء وضو کو توڑ دیتی ہے، اس کے سبب نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

(د) نوم کا حکم:

نیند سے وضو تب ٹوٹتا ہے جب مقعد کو زمین پر قرار نہ رہے۔ اگر زمین پر گرنے سے پہلے پہلے بیدار ہو گیا تو ایسی نیند وضو کو نہیں توڑتی۔ اسی طرح وہ نیند جس میں مقعد کو زمین پر قرار رہے، بھی وضو کو نہیں توڑتی۔

☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس (اہلسنّت) پاکستان

سالانہ امتحان شہادۃ العالیۃ (بی اے)

سال اوّل برائے طلباء سال ۱۴۳۶ھ/2015ء

﴿چوتھا پرچہ: فقہ﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے　　　　کل نمبر 100

نوٹ: سوال نمبر 1 لازمی ہے باقی سوالات میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: وتعتبر الكفاءة ايضاً فی الدين وتعتبر فی المال .

(الف) ترجمہ کریں؟ کفاءت کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ لکھیں؟ (۱۰)

(ب) كفاءة فی الدين میں امام صاحب اور امام محمد کا اختلاف مع دلیل تحریر کریں؟ (۱۰)

(ج) کتنے مال میں کفاءت معتبر ہے؟ اس کی مقدار کیا ہے اور اس پر دلیل کیا ہے؟ کیا فقیر عورت غنی کا کفو ہوسکتی ہے؟ شیخین کا اختلاف مع دلیل تحریر کریں؟ ۱۴

سوال نمبر 2: والكنايات على ضربين منها ثلاثة الفاظ يقع بها طلاق رجعی ولا تقع بها الا واحدة وهی قوله اعتدی استبرئی رحمك انت واحدة .

(الف) عبارت کا ترجمہ و تشریح لکھیں؟ ۱۳

(ب) مذکورہ تین الفاظ سے طلاق رجعی کیوں ہوتی ہے مفصلاً بیان کریں؟ ۱۲

(ج) مذکورہ تین الفاظ سے وقوع طلاق کے لیے نیت ضروری ہے یا نہیں؟ انت واحدة، انت واحدةٌ دونوں کا ایک حکم ہے یا الگ الگ؟ ۸

سوال نمبر 3: واذا طلق الرجل امرأته طلاقا بائناً او رجعيا او وقعت الفرقة بينهما بغير طلاق وهی حرة ممن تحيض فعدتها ثلاثة اقراء .

(الف) عبارت کا ترجمہ و تشریح کریں؟ ۹

(ب) درج ذیل امور کی وضاحت کریں؟ ۲۴

۱- طلاق مغلظہ کا ذکر کیوں نہیں کیا گیا؟

۲- وهی حرة کی قید کیوں لگائی گئی ہے؟

۳- ممن تحيض کی قید کا فائدہ کیا ہے؟

۴- فرقہ بدون الطلاق کی صورت لکھیں؟

۵- "ثلاثة اقراء" میں اقراء سے مراد کیا ہے؟

۶- عدت کا فلسفہ کیا ہے؟

سوال نمبر 4: ويقطع يمين السارق من الزند ويحسم .

(الف) ترجمہ و تشریح کریں؟ ۹

(ب) مذکورہ دونوں مسئلوں پر دلیلیں دیں؟ ۸

(ج) کاٹے ہوئے ہاتھ کا کیا کیا جائے؟ ۸

(د) اگر چور کاٹے ہوئے ہاتھ کو جڑوانا چاہے تو کیا حکم ہے؟ ۸

☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2015ء

چوتھا پرچہ: فقہ

سوال نمبر 1: وتعتبر الكفاءة ايضاً في الدين وتعتبر في المال .

(الف) ترجمہ کریں؟ کفاءت کا لغوی واصطلاحی معنی لکھیں؟

(ب) کفاءة في الدين میں امام صاحب اور امام محمد کا اختلاف مع دلیل تحریر کریں؟

(ج) کتنے مال میں کفاءت معتبر ہے؟ اس کی مقدار کیا ہے اور اس پر دلیل کیا ہے؟ کیا فقیر عورت غنی کا کفو ہو سکتی ہے شیخین کا اختلاف مع دلیل تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: اور اعتبار کیا جاتا ہے کفاءت کا دین میں بھی اور مال میں کفاءت معتبر ہے۔

کفاءت کا لغوی معنی: برابری، ہمسری اور نظیر ہونا

اصطلاحی معنی: عقد نکاح میں زوجین کا حسب ونسب، حسن وجمال، دین ومال اور عمروسال میں ایک دوسرے کے برابر ہونا۔

(ب) مال کی مقدار:

مال کی مقدار یہ ہے کہ زوج مہر اور نفقہ کا مالک ہو۔ اگر وہ ان دونوں چیزوں میں سے ایک کا مالک نہ ہوگا تو کفو نہ ہوگا، کیونکہ مہر بضع کا بدل ہے۔ اس کا ادا کرنا ضروری ہے۔ نفقہ کی وجہ سے رشتہ ازدواج قائم اور باقی رہتا ہے۔

امام صاحب اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک غنی میں کفاءت معتبر ہے۔ حتیٰ کہ فائقه في اليسار کو مہر اور نفقہ پر قادر شخص کافی نہ ہوگا، کیونکہ لوگ غنی کے سبب ایک

دوسرے پر فخر کرتے ہیں اور فقر کی وجہ سے عار دلاتے ہیں۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: معتبر نہیں ہے۔ دلیل: لانه لاثبات له اذاالمال غاد ورائح۔

(ج) کفاءت في الدين میں طرفین کا اختلاف:

شیخین کے نزدیک کفاءت فی الدین معتبر ہے اور یہی قول صحیح ہے، کیونکہ دین و دیانت اعلیٰ مفاخر سے ہے۔ عورت کو فسق زوج کی وجہ سے نسب سے بھی زیادہ عار دلائی جاتی ہے۔ لہٰذا کفاءت في الدين معتبر ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: معتبر نہیں، کیونکہ یہ امور آخرت سے ہے۔ لہٰذا دنیا کے احکام اس پر لاگو نہیں ہوں گے۔

سوال نمبر 2: والكنايات على ضربين منها ثلاثة الفاظ يقع بها طلاق رجعي ولاتقع بها الا واحدة وهي قوله اعتدى استبرئى رحمك انت واحدة .

(الف) عبارت کا ترجمہ وتشریح لکھیں؟

(ب) مذکورہ تین الفاظ سے طلاق رجعی کیوں ہوتی ہے؟ مفصلاً بیان کریں؟

(ج) مذکورہ تین الفاظ سے وقوع طلاق کے لیے نیت ضروری ہے یا نہیں؟

انت واحدة، انت واحدةٌ دونوں کا ایک حکم ہے یا الگ الگ؟

جواب: (الف) ترجمہ: اور کنایات کی دو قسمیں ہیں: ان میں سے تین الفاظ ایسے ہیں، جن سے طلاق رجعی واقع ہوتی ہے۔ اور نہیں واقع ہوتی ان کے ساتھ مگر ایک اور وہ یہ ہیں: اعتدی، استبرئی، انت واحدة۔

تشریح: مصنف طلاق صریح کے بیان سے فارغ ہوئے، اب کنایہ کی انواع کے بیان میں شروع ہوتے ہیں۔ فرماتے ہیں: طلاق کنایہ کی دو قسمیں ہیں: ان میں سے ایک قسم یہ ہے کہ تین الفاظ ایسے ہیں، جن سے طلاق رجعی واقع ہوتی ہے اور صرف ایک طلاق واقع ہوتی ہے اگرچہ زیادہ کی نیت کرے۔ وہ تین الفاظ وہ ہیں جو اوپر مذکور ہوئے۔

(ب) مذکورہ تین الفاظ سے طلاق رجعی واقع ہونے کی وجہ:

پہلے لفظ سے اس لیے کہ وہ نکاح سے اعتداد یعنی اوقات شمار کرنے کا بھی احتمال رکھتا

ہے اور اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنے کا بھی احتمال رکھتا ہے۔ اگر اس اوّل احتمال کی نیت کی تو پھر اس کی نیت کا اعتبار ہوگا۔ لہٰذا یہ ایسی طلاق کا تقاضا کرتا ہے جس کے بعد رجعت بھی ہو۔ دوسرے کلمے سے اس لیے کہ وہ کبھی اعتداد کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ اعتداد کی وجہ گزر چکی ہے۔ تیسرے لفظ سے اس لیے کہ وہ محذوف مصدر کی صفت ہے۔ وہ ہے: تطلیقۃً اصل عبارت یوں ہوگی: اَنْتِ تَطْلِیْقَۃً وَاحِدَۃً۔ اس لیے تینوں الفاظ سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگی۔

(ج) وقوع طلاق کے لیے نیت ضروری ہونا:

مذکورہ تین الفاظ چونکہ طلاق اور غیر طلاق دونوں کا احتمال رکھتے ہیں اس لیے وقوع طلاق میں نیت کا ہونا ضروری ہے۔

انت واحد، انث واحدۃ سے ایک ہی طلاق واقع ہوگی، کیونکہ دوسرا جملہ پہلے کی تاکید ہے۔

سوال نمبر3: واذا طلق الرجل امرء ته طلاقا بائناً او رجعیا او وقعت الفرقۃ بینھما بغیر طلاق وھی حرۃ ممن تحیض فعدتھا ثلاثۃ اقراء ۔

(الف) عبارت کا ترجمہ وتشریح کریں؟

جواب: ترجمہ: اور جب مرد نے اپنی عورت کو طلاق بائنہ یا رجعی دی یا دونوں کے درمیان بغیر طلاق کے فرقت واقع ہوگئی اور آزاد ہے اور ان عورتوں میں سے ہے جن کو حیض آتا ہے تو اس کی عدت تین حیض ہے۔

تشریح: یہاں سے ماتن مطلقہ عورت کی عدت بیان کررہے ہیں۔

(ب) درج ذیل امور کی وضاحت کریں؟

۱-طلاق مغلظہ کا ذکر کیوں نہیں کیا گیا؟

جواب: طلاق مغلظہ کا بھی حکم وہی ہے' جو مذکورہ طلاقوں کا ہے' اس لیے اس کو علیحدہ ذکر نہیں کیا۔

۲-وھی حرۃ کی قید کیوں لگائی گئی ہے؟

جواب: حرۃ کی قید اس لیے لگائی کہ باندی کی مدت دو حیض ہے' اس کو خارج کرنے کے لیے حرۃ کی قید لگائی ہے۔

۳-ممن تحیض کی قید کا فائدہ کیا ہے؟

جواب: اس قید سے وہ عورت مذکورہ حکم سے نکل گئی جس کو صغرسنی یا بڑھاپے کی وجہ سے حیض نہیں آتا، کیونکہ اس کی مدت تین مہینے ہے۔ اگر اس کو حیض نہیں آتا تو اس کی عدت ڈیڑھ مہینہ ہے۔

۴-فرقہ بدون الطلاق کی صورت لکھیں؟

جواب: اگر شوہر عنین ہو تو قاضی اس کو ایک سال کی مہلت دے گا۔ اگر ٹھیک ہو جائے تو فبہا ورنہ تفریق کردی جائے گی؟

۵-"ثلاثۃ اقراء" میں اقراء سے مراد کیا ہے؟

جواب: عندالاحناف اس سے مراد حیض ہے جبکہ عند الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ اس سے مراد طہر ہے۔

۶-عدت کا فلسفہ کیا ہے؟

جواب: عدت کا لغوی معنی ہے "عورت کے ایام حیض"۔ شرع میں عدت کا مطلب ہے کہ کسی بھی وجہ یعنی طلاق اور موت وغیرہ کی وجہ سے جب ملک متعہ زائل ہو جائے تو عورت کا مخصوص مدت تک انتظار کرنا۔ اس عدت سے مقصود عورت کے رحم کی برأت ہے کہ کہیں نسب ایک دوسرے کے ساتھ خلط ملط نہ ہوجائے۔

سوال نمبر4: ویقطع یمین السارق من الزند ویحسم ۔

(الف) ترجمہ وتشریح کریں؟

(ب) مذکورہ دونوں مسئلوں پر دلیلیں دیں؟

(ج) کاٹے ہوئے ہاتھ کا کیا کیا جائے؟

(د) اگر چور کاٹے ہوئے ہاتھ کو جڑوانا چاہے تو کیا حکم ہے؟

جواب: (الف) ترجمہ: اور کاٹا جائے گا چور کا دایاں ہاتھ گٹ سے اور داغا جائے گا۔

تشریح: یہاں سے ماتن چور کی حد اور اس کی سزا بیان فرما رہے ہیں کہ چور کا دایاں ہاتھ کاٹا جائے گا، کیونکہ ارشاد ربانی ہے:

"وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا"

(ب) مذکورہ مسئلوں پر دلیلیں:

ہاتھ کاٹنے پر دلیل اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

"وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا" پر دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے: "فَاقْطَعُوْهُ وَاحْسِمُوْهُ"

دوسری بات یہ ہے کہ جسم سے تلف کا خدشہ جاتا رہتا ہے۔

(ج) کاٹے ہوئے ہاتھ کا حکم:

اس کو دفن کر دیا جائے گا، چور کو واپس نہیں کیا جائے گا۔

☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس (اہلسنّت) پاکستان

سالانہ امتحان شهادة العالية (بی اے)

سال دوم برائے طلباء سال ۱۴۳۶ھ/2015ء

﴿پانچواں پرچہ: ادب عربی و بلاغت﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے　　　　کل نمبر 100

نوٹ: ہر قسم سے کوئی دو، دو سوال حل کریں۔

القسم الاوّل: ادب عربی

سوال نمبر 1: درج ذیل عبارات میں سے پانچ کا اردو ترجمہ کریں؟ (۲۵)

فدلفت اليه لا قتبس من فوائده والتقط بعض فرائده

تحمى عن النكر ولا تتحاماه وتزحزح عن الظلم ثم تغشاه

فوجدته مثافنا لتلميذ على خبز سميذ وجدى حنيذ

يتحلى برواء ورواية ومدارة ودراية وبلاغة رائعة

يفتر عن لؤلؤ وعن برد وعن اقاح وعن طلع وعن حبب

استغزروا ديمته واجملوا عشرته وجملوا قشرته

سوال نمبر 2: درج ذیل عبارات میں سے پانچ کا اردو ترجمہ کریں؟ (۲۵)

قلماسلم مكثار او اقيل له عثار

واعتصم مما يصم واسترشد الى ما يرشد

يا رواة القريض واساة القول المريض

ثم قال لى ادن فكل فقم وان شئت فقم وقل

واغراه عدم العراق بتطليق العراق

فزحزحت شفقا غشى سنا قمر

سوال نمبر3: درج ذیل عبارات میں سے پانچ کا سلیس اردو ترجمہ کریں؟ (۲۵)

فعن لنا اعمال الركاب في ليلة فتية الشباب

ولا اسمح بمواساتي لمن يفرح بمسائاتي

وكل من يطلب عندي جنى فماله الا جنى غرسه

ولا ترج الود ممن يرى انك محتاج الى فلسه

والذى احلنى ذراكم لاتلمظت بقراكم

ففصلت عنه بكبد مرضوضة ودموع مفضوضة

القسم الثانی: بلاغت

سوال نمبر 4: (الف) صاحب مختصر المعانی کی ذکر کردہ نظم قرآن کی تعریف وتوضیح سپرد قلم کریں؟ ۷

(ب) حشو، تطویل، تعقید اور قاعدہ کی تعریف لکھیں۔ ۸

(ج) کتاب مختصر المعانی کی ترتیب کی وجہ حصر بیان کریں؟ نیز بتائیں کتاب مختصر المعانی متن ہے یا شرح؟ ۱۰

سوال نمبر5: (الف) غرابت اور مخالفت کی تعریف ومثال بیان کریں؟ ۸

(ب) **ولیس قرب قبر حرب قبر** کس کی مثال ہے؟ مثل لہ کی تعریف بھی کیجئے؟ (۶)

(ج) خبر کے صدق وکذب کا معیار کیا ہے؟ مختصر المعانی کی روشنی میں واضح کریں۔ ۱۱

سوال نمبر6: (الف) **ولها طرفان اعلى وهو حد الاعجاز وما يقرب منه** عبارت مذکورہ کی تشریح وتوضیح سپرد قلم کریں؟ ۸

(ب) **ما يقرب منه** کے معطوف علیہ اور منه کی ضمیر کا مرجع متعین کریں؟ ۸

(ج) **ان كان لنسبته خارج تطابقه او لاتطابقه فخبر والافانشاء** مختصر المعانی کی روشنی میں عبارت مذکورہ کی تشریح کریں؟ ۹

درجہ عالیہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2015ء

پانچواں پرچہ: ادب عربی وبلاغت

القسم الاول: ادب عربی

سوال نمبر1: درج ذیل عبارات میں سے پانچ کا اردو ترجمہ کریں؟

۱- فدلفت اليه لا قتبس من فوائده والتقط بعض فرائده

۲- تحمي عن النكر ولا تتحاماه وتزحزح عن الظلم ثم تغشاه

۳- فوجدته مثافنا لتلميذ على خبز سميذ وجدي حنيذ

۴- يتحلى برواء ورواية ومدارة ودراية وبلاغة رائعة

۵- يفتر عن لؤلؤ وعن برد وعن اقاح وعن طلع وعن حبب

۶- استغزروا ديمته واجملوا عشرته وجملوا قشرته

جواب: ترجمہ:

۱- پس میں کھسکتا ہوا اس کی طرف آگے بڑھا تا کہ اس کے کچھ فوائد حاصل کروں اور اس کے بعض یکتا موتیوں کو چنوں۔

۲- تو دوسروں کو برائی سے روکتا ہے اور خود رکتا نہیں۔ اور تو دوسروں کو ظلم سے دور کرتا ہے پھر خود ہی تو اس کو ڈھانپ لیتا ہے۔

۳- میں نے اس کو ایک شاگرد کے سامنے برابر بیٹھا ہوا پایا، ایک خمیری روٹی اور بھنے ہوئے بکری کے بچے پر۔

۴- حسن صورت، کمال روایت ملائمت، عقلمندی اور عمدہ بلاغت کے ساتھ وہ مزین کر رہا تھا اپنے کلام کو۔

۵- وہ ہنستا ہے موتیوں سے، اولوں سے، گل بابونہ سے، شگوفہ کلی سے اور بلبلے سے۔

۶- اس کی بارش کو کثیر جانا انہوں نے اس کے کنبے کو حسین جانا انہوں نے اور اس کے لیے مال جمع کرنے میں مصروف ہو گئے۔

سوال نمبر 2: درج ذیل عبارات میں سے پانچ کا اردو ترجمہ کریں؟

۱- قلماسلم مکثار او اقیل له عثار

۲- واعتصم مما یصم واسترشد الی مایرشد

۳- یا رواۃ القریض واساۃ القول المریض

۴- ثم قال لی ادن فکل فقم وان شئت فقم وقل

۵- واغراہ عدم العراق بتطلیق العراق

۶- فزحزحت شفقا غشی سنا قمر

جواب: ترجمہ:

۱- بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ کثیر باتیں کرنے والا محفوظ رہا ہو یا اس کی لغزش کو معاف کیا گیا ہو۔

۲- اور مضبوطی سے پکڑوں اس کو جس کو محفوظ کیا جاتا ہے اور راہنمائی طلب کروں اس کی طرف جس سے ہدایت لی جاتی ہے۔

۳- اے شعر کو نقل کرنے والو اور بیمار قول کے طبیبو!

۴- پھر اس نے مجھے کہا: قریب ہو جاؤ اور کھاؤ اگر تم چاہتے ہو اور اگر تو چاہتا ہے کھڑا ہو جا اور کہہ۔

۵- اور ہڈی پر گوشت کے نہ ہونے نے اس کو عراق چھوڑنے پر مجبور کیا۔

۶- پس دور کیا میں نے اس شفق کو جس نے چاند کی روشنی کو ڈھانپ رکھا تھا۔

سوال نمبر 3: درج ذیل عبارات میں سے پانچ کا سلیس اردو ترجمہ کریں؟

۱- فعن لنا اعمال الرکاب فی لیلة فتیة الشباب

۲- ولا اسمح بمواساتی لمن یفرح بمسائاتی

۳- وکل من یطلب عندی جنی فماله الا جنی غرسه

۴- ولا ترج الود ممن یری انك محتاج الی فلسه

۵- والذی احلنی ذراکم لاتلمظت بقراکم

۶- ففصلت عنه بکبد مرضوضة ودموع مفضوضة

جواب: ترجمہ:

۱- پس ظاہر ہوا ہمارے لیے سواریوں کو تیار کرتا جوان کالے کوے کے پروں جیسی سیاہ رات میں۔

۲- اور جو شخص میری برائی سے خوش ہوتا ہے میں اس کی غمخواری نہیں کرتا ہوں۔

۳- ہر وہ شخص جو میرے ہاں میوے طلب کرتا ہے، وہ محض اپنے ہی لگائے ہوئے درخت کا میوہ پا سکتا ہے۔

۴- اور نہ بڑھا محبت اس شخص کے ساتھ جو تجھے اپنے پیسوں کی طرف محتاج خیال کرتا ہے۔

۵- اس ذات کی قسم جس نے مجھے تمہارے صحن میں اتارا، میں اس وقت تک تمہارے کھانے کو مس نہیں کروں گا۔

۶- پس میں اس سے جدا ہوا زخمی جگر اور بہتے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ۔

القسم الثانی: بلاغت

سوال نمبر 4: (الف) صاحب مختصر المعانی کی ذکر کردہ نظم قرآن کی تعریف و توضیح سپرد قلم کریں؟

(ب) حشو، تطویل، تعقید اور قاعدہ کی تعریف لکھیں؟

(ج) کتاب مختصر المعانی کی ترتیب کی وجہ حصر بیان کریں؟ نیز بتائیں کتاب مختصر المعانی متن ہے یا شرح؟

جواب: (الف) نظم قرآن کی تعریف: کلمات کو جوڑنا اس حال میں کہ ان کے معانی کا ترتیب وار ہونا اور عقل کے تقاضا کے مطابق متناسب الدلالۃ ہونا، نظم قرآن کہلاتا ہے۔ ایسا نہیں کہ بعض بعض کے ساتھ ملیں جیسے: بھی ہو۔

(ب) حشو کی تعریف: وہ زائد عبارت کہ جس سے مرادی معنیٰ ادا کرنے میں استغنیٰ ہوسکتا ہے۔

تطویل: بغیر کسی فائدہ کے اصل مراد پر زیادتی 'تطویل کہلاتی ہے۔

تعقید: کلام کا مشکل ہونا کہ آسانی سے اس کا معنیٰ سمجھ میں نہ آسکتا ہو۔

قاعدہ: وہ حکم کلی ہے' جو اپنی تمام جزئیات کو شامل ہو، تا کہ اس سے اس کے احکام معلوم کیے جائیں۔

(ج) ترتیب کی وجہ حصر: دیکھیں گے کہ جو کچھ اس مختصر میں مذکور ہے وہ اس فن کے مقاصد کے قبیلے سے ہے یا نہیں۔ بصورت ثانی مقدمہ۔ بصورت اوّل اگر اس سے غرض معنیٰ مرادی کو ادا کرنے کی غلطی سے بچنا ہو تو یہ فن اوّل ہے۔ اگر اس سے غرض تعقید معنوی سے بچنا ہو تو یہ فن ثانی ہے ورنہ فن ثالث ہے۔ مختصر المعانی تلخیص المفتاح کی شرح ہے۔

سوال نمبر 5: (الف) غرابت اور مخالفت کی تعریف و مثال بیان کریں؟

(ب) ولیس قرب قبر حرب قبر کس کی مثال ہے؟ ممثل لہ کی تعریف بھی کیجئے۔

(ج) خبر کے صدق و کذب کا معیار کیا ہے؟ مختصر المعانی کی روشنی میں واضح کریں۔

جواب: (الف) غرابت کی تعریف: کلمے کا وحشی ہونا یعنی معنیٰ مرادی پر ظاہر الدلالت نہ ہونا جیسے: مُسَرَّج۔

مخالفت کی تعریف: کلمہ کا صرفی قانون کے خلاف ہونا جیسے: اجلل فك ادغام کے ساتھ۔

(ب) ممثل لہ کی نشاندہی:

مذکورہ مثال تنافر کلمات کی ہے۔ تنافر کا مطلب یہ ہے کہ کلمات کا زبان پر ثقیل ہونا

اگرچہ علیحدہ علیحدہ ہر کلمہ فصیح ہو۔

(ج) صدق خبر و کذب خبر کا معیار:

صدق خبر و کذب خبر کی تفسیر و تعریف میں اختلاف ہے۔

جمہور کا موقف: جمہور کے نزدیک صدق خبر یہ ہے کہ خبر کا واقع و خارج کے مطابق ہونا اور کذب خبر یہ ہے کہ خبر کا واقع کے مطابق نہ ہونا۔

نظام کا موقف: نظام معتزلی کے نزدیک صدق یہ ہے کہ خبر کا مخبر کے اعتقاد کے مطابق ہونا خواہ وہ اعتقاد غلط ہی ہو۔ کذب خبر یہ ہے کہ خبر کا مخبر کے اعتقاد کے مطابق نہ ہونا۔

جاحظ کا موقف: جاحظ نے خبر کے صدق و کذب میں انحصار کا انکار کیا ہے اور واسطہ کو ثابت کیا ہے۔ اس کے نزدیک صدق خبر یہ ہے کہ خبر کا واقع اور اعتقاد دونوں کے مطابق ہونا اور کذب خبر یہ ہے کہ خبر کا واقع اور اعتقاد دونوں کے مطابق نہ ہونا۔ لہٰذا اس کے نزدیک کچھ خبریں ایسی بھی ہیں جو نہ سچی ہیں نہ جھوٹی۔

سوال نمبر 6: (الف) ولها طرفان اعلی وهو حدالاعجاز وما يقرب منه عبارت مذکورہ کی تشریح و توضیح سپرد قلم کریں؟

(ب) مایقرب منه کے معطوف علیہ اور منه کی ضمیر کا مرجع متعین کریں؟

(ج) ان كان لنسبته خارج تطابقه او لاتطابقه فخبر والافانشاء مختصر المعانی کی روشنی میں عبارت مذکورہ کی تشریح کریں؟

جواب: (الف) مذکورہ عبارت کی وضاحت:

یہاں سے ماتن رحمہ اللہ تعالیٰ بلاغت فی الکلام کے مراتب بیان فرما رہے ہیں کہ بلاغت کی دو طرفیں یعنی دو مرتبے ہیں طرف اعلیٰ اور جو طرف اعلیٰ کے قریب ہے۔ طرف اعلیٰ وہ حدِ اعجاز ہے اور حد اعجاز کا مطلب یہ ہے کہ کلام بلاغت کے اس مرتبے پر فائز ہو جائے کہ وہ طاقت انسانی سے نکل جائے اور اس کا معارضہ نہ ہو سکے۔ دوسری طرف طرف اسفل ہے۔

(ب) مایقرب منه کا معطوف علیہ: مایقرب منه کا عطف ماتن کے قول "ھو" پر ہے۔

منه کی ضمیر کا مرجع: منه میں ضمیر اعلیٰ کی طرف لوٹ رہی ہے تو مطلب یہ ہوا کہ طرف اعلیٰ اور جو اس کے قریب ہے دونوں ہی حد اعجاز ہیں۔

(ج) عبارت مذکورہ کی تشریح:

یہاں سے ماتن رحمہ اللہ تعالیٰ اقسام کلام کی تعریفیں فرما رہے ہیں۔ کلام کی دو قسمیں ہیں: خبر اور انشاء۔ اگر کلام کی نسبت کے لیے کوئی خارج ہو تین زمانوں میں سے کسی ایک میں یعنی طرفین (مسند و مسند الیہ) کے درمیان خارج میں کوئی نسبت ہو خواہ نسبت ثبوتی ہو یا سلبی۔ عام ہے کہ وہ نسبت اس خارج کے مطابق ہو بایں طور کہ دونوں ثبوتی ہوں یا دونوں سلبی یا مطابق نہ ہو بایں طور کہ کلام سے حاصل ہونے والی نسبت ثبوتی ہو اور خارج اور واقع میں سلبی ہو تو یہ خبر ہے۔ ورنہ یعنی اگر نسبت کے لیے خارج ہی نہیں تو وہ کلام انشاء ہوگا۔

☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس (اہلسنّت) پاکستان

سالانہ امتحان شهادة العالية (بی اے)

سال اوّل برائے طلباء سال ۱۴۳۶ھ/2015ء

﴿چھٹا پرچہ: عقائد و منطق﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے — کل نمبر 100

نوٹ: ہر قسم سے دو دو سوال حل کریں۔

القسم الاوّل: عقائد

سوال نمبر 1: **رؤيته صلى الله عليه وسلم فی اليقظة ممكنة وواقعة فقد ذكر العلماء نفع الله بهم ان كثيرا من ائمة الصوفية رأوه صلى الله عليه وسلم فی المنام ثم رأوه فی اليقظة وسألوه عن اشياء من مصالحهم ومآربهم .**

(الف) پیش کردہ عبارت پر اعراب لگا کر سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟ (۱۰)

(ب) کوئی سے تین بزرگوں کے نام تحریر کریں جنہوں نے حالت بیداری میں زیارت سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی سعادت حاصل کی ہو؟ ۵

(ج) حالت بیداری میں زیارت کیسے ممکن ہے؟ دلائل سے واضح کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 2: (الف) گستاخ رسول کی مذمت پر دو قرآنی آیات پیش کریں؟ (۱۰)

(ب) گستاخ رسول کی توبہ مقبول ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں حضرات صحابہ میں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ائمہ مجتہدین میں سے امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ کا نظریہ بالتفصیل سپرد قلم کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 3: درج ذیل میں سے کسی پانچ پر مختصر نوٹ تحریر کریں؟ (۲۵)

کرامت ولی، اذان سے قبل صلوٰۃ وسلام، زیارت قبور کا مستحسن طریقہ

اثبات عذاب قبر، دعا بعد از نماز جنازہ، محبت اہل بیت

القسم الثانی: منطق

سوال نمبر 4: (الف) قطبی کے متن اور ماتن کا نام تحریر کریں؟ (۶)

(ب) قطبی کس فن کی کتاب ہے؟ فن اور کتاب کا اصل نام بتائیں؟ (۶)

(ج) اس فن کی تعریف، موضوع، غرض وغایت اور اہمیت تحریر کریں؟ ۱۳

سوال نمبر 5: (الف) تصور مطلق اور تصور فقط میں فرق تحریر کریں؟ (۶)

(ب) مقسم، قسم اور قسیم کسے کہتے ہیں۔ ۹

(ج) وہم، ظن اور شک تصدیق کی قسموں سے ہیں یا تصور کی قسموں میں سے؟ دلائل کے ساتھ وضاحت کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 6: درج ذیل اصطلاحات کی تعریفات تحریر کریں؟ (۲۵)

فکر، دور، تسلسل، ترتیب، لا بشرط شیء

☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2015ء

﴿چھٹا پرچہ: عقائد و منطق﴾

القسم الاوّل: عقائد

سوال نمبر 1: رُؤْيَتُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْيَقْظَةِ مُمْكِنَةٌ وَوَاقِعَةٌ فَقَدْ ذَكَرَ الْعُلَمَاءُ نَفَعَ اللّٰهُ بِهِمْ اِنَّ كَثِيْرًا مِنْ اَئِمَّةِ الصُّوْفِيَّةِ رَأَوْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ ثُمَّ رَأَوْهُ فِي الْيَقْظَةِ وَسَأَلُوْهُ عَنْ اَشْيَاءَ مِنْ مَصَالِحِهِمْ وَمَآرِبِهِمْ ۔

(الف) پیش کردہ عبارت پر اعراب لگا کر سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) کوئی سے تین بزرگوں کے نام تحریر کریں جنہوں نے حالت بیداری میں زیارت سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی سعادت حاصل کی ہو؟

(ج) حالت بیداری میں زیارت کیسے ممکن ہے؟ دلائل سے واضح کریں۔

جواب: (الف) ترجمہ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں ترجمہ ملاحظہ کریں:

"بیداری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ممکن ہے اور ایسا ہوا ہے۔ پس بے شک علماء علیہم الرحمۃ نے یہ بات ذکر کی ہے کہ کثیر آئمہ صوفیہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت خواب میں زیارت کی ہے اور پھر بیداری میں بھی۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں کے لیے مفید اور نافع امور کے بارے میں سوالات بھی کیے۔"

(ب) بزرگوں کے نام:

۱- مجدد دین وملت حضرت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ تعالیٰ

۲- قاطع قادیانیت، بحر العلوم حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ

۳۔صوفی باصفا عارف باللہ حضرت پیر میاں شیر محمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ

(ج) حالت بیداری میں زیارت پر دلیل:

بخاری و مسلم اور ان کے علاوہ کثیر محدثین نے اس حدیث کو روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے مجھے خواب میں دیکھا پس عنقریب وہ مجھے بیداری میں دیکھے گا اور شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا۔''

علماء اس حدیث شریف کی شرح اور مفہوم میں یوں بیان فرماتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی تو وہ کامیاب ہو گیا اور انشاء اللہ ضرور وہ بیداری میں بھی آپ کی زیارت سے مشرف ہوگا۔ اگرچہ موت سے کچھ وقت پہلے۔

امام سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جسم اور روح کے ساتھ زندہ ہیں اور آپ جیسا چاہیں تصرف فرماتے ہیں، جہاں چاہیں آ، جا سکتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی حالت میں ہیں جو وفات سے پہلے تھی، پس آنکھوں سے آپ غائب ہیں جس طرح کہ فرشتے۔ جب اللہ چاہتا ہے وہ حجاب اٹھا دیتا ہے اور جس کو چاہے زیارت سے مشرف فرما دیتا ہے۔

سوال نمبر 2: (الف) گستاخ رسول کی مذمت پر دو قرآنی آیات پیش کریں؟

(ب) گستاخ رسول کی توبہ مقبول ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں حضرات صحابہ میں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ائمہ مجتہدین میں سے امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ کا نظریہ بالتفصیل سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) دو آیات قرآنی:

۱۔ فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۝

۲۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا۝

(ب) گستاخ رسول کی توبہ کا مسئلہ:

جس شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں ذرا سی بھی گستاخی کی تو اس کی سزا قتل ہے اور اس کی توبہ نا قابل قبول ہے۔ یہی جمہور ائمہ کرام کا موقف ہے۔ امام قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تصنیف ''الشفاء'' میں اس بات کی خوب وضاحت کی ہے۔

تمام صحابہ کرام کا بھی یہی موقف و مذہب رہا ہے۔

روایات میں موجود ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک گستاخ رسول عورت کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا کیونکہ وہ عورت اشعار میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کرتی تھی۔ اسی طرح آپ رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کذاب، منکرین زکوٰۃ اور گستاخانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جہاد و قتال کیا۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ کا بھی یہ موقف ہے:

''گستاخ رسول کی ایک ہی سزا
سر تن سے جدا، سر تن سے جدا''

کسی فقیہ نے بھی اس مسئلہ میں نرمی و معافی کا فتویٰ جاری نہیں کیا ہے، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہی عین ایمان اور اصل ایمان ہے۔ امام شافعی، امام مالک اور امام اسحاق رحمہم اللہ تمام کا یہی موقف ہے۔

سوال نمبر 3: درج ذیل میں سے کسی پانچ پر مختصر نوٹ تحریر کریں؟

کرامت ولی، اذان سے قبل صلوٰۃ وسلام، زیارت قبور کا مستحسن طریقہ
اثبات عذاب قبر، دعا بعد از نماز جنازہ، محبت اہل بیت

جواب: کرامت ولی: قرآن وسنت سے ثابت ہے کہ کرامات اولیاء حق ہیں، ان کا منکر گمراہ ہے۔ مسلمان کبھی بھی اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ ولی کے لیے کرامت کا ہونا ضروری نہیں ہے۔ تاہم کرامت ولی کی ولایت کی نشانی ہوتی ہے۔ کرامت اصل میں اس فعل کا نام

ہے، جو غیر نبی اور مسلمان سے خلاف عادت صادر ہو۔

قبل اذان صلوٰۃ وسلام: صلوٰۃ وسلام کی بہت فضیلت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو صلوٰۃ وسلام پیش کرنے کا حکم دیا۔ زندگی میں ایک مرتبہ پڑھنا فرض ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اقدس جب بھی سنے تو درود وسلام پڑھے۔ درود وسلام پڑھنے کا کوئی خاص وقت نہیں۔ جب چاہے پڑھ سکتا ہے، کیونکہ آیت کریمہ مطلق ہے۔ لہٰذا اذان سے پہلے بھی پڑھ لے تو کوئی حرج نہیں۔ البتہ اذان اور درود وسلام کے درمیان وقفہ ضرور کرلے تاکہ کوئی اذان کا جزء نہ سمجھ لے۔

زیارت قبور کا مستحسن طریقہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود قبروں کی زیارت کی اور تعلیم بھی فرمائی ہے۔ عورتوں کو قبرستان میں نہیں جانا چاہیے بالخصوص آج کے دور میں، کیونکہ فتنہ کا بہت خطرہ ہے۔ قبرستان میں جائے تو السلام علیکم یا اہل القبور کہے، وہ اس کا جواب دیتے ہیں۔ وہاں قبرستان میں قرآن کریم کی تلاوت کرے یا کوئی اور ذکر واذکار کر کے ان کی روحوں کو ایصال ثواب کرے۔ بہتر یہ ہے کہ قبر سے کچھ فاصلے پر قبر کی دائیں جانب کھڑا ہو کر فاتحہ خوانی کرے۔ زیارت کے وقت جھکنا وغیرہ سخت حرام ہے۔

اثبات عذاب قبر: قبر کا عذاب حق ہے، اس کا انکار گمراہی و بے دینی ہے۔ نیک لوگوں کے لئے قبر راحت گاہ اور منافقین ومشرکین کے لیے سزا کا گڑھا ہے۔ جب میت کو قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے، تو اس کی روح اور جسم کا تعلق بحال ہو جاتا ہے۔ عذاب کا تعلق دونوں سے ہوتا ہے، مومن مسلمان کو قبر ایسے دباتی ہے جیسے: ماں اپنے بچے کو مگر کفار اور منافقین کو اس طرح دباتی ہے کہ ایک طرف کی پسلیاں دوسری طرف اور دوسری طرف کی ایک طرف آ جاتی ہیں۔ یہ عذاب قیامت تک جاری رہتا ہے۔

دعا بعد از نماز جنازہ: حدیث شریف میں دعا کو عبادت کا مغز قرار دیا گیا ہے۔ دعا کسی بھی وقت مانگی جاسکتی ہے۔ دعاء کرنے کی فضیلت بھی قرآن وحدیث میں وارد ہے۔ نماز جنازہ کے بعد میت کے لیے اجتماعی طور پر دعا کرنا حدیث سے ثابت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم نماز جنازہ سے فارغ ہو جاؤ تو اپنے مردہ کے لیے خصوصی

دعا کرو۔''

محبت اہل بیت: حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اصل ایمان ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا تقاضا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ، ازواج مطہرات، اقارب اور آل واولاد کے ساتھ محبت بھی درحقیقت آپ سے محبت ہے۔ اہل بیت سے محبت رکھنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔ اس مقدس خاندان کی عظمت وفضیلت قرآن وسنت میں بیان کی گئی ہے۔

القسم الثانی: منطق

سوال نمبر 4: (الف) قطبی کے متن اور ماتن کا نام تحریر کریں؟

(ب) قطبی کس فن کی کتاب ہے؟ فن اور کتاب کا اصل نام بتائیں۔

(ج) اس فن کی تعریف، موضوع، غرض وغایت اور اہمیت تحریر کریں؟

جواب: (الف) **متن کا نام:** رسالہ شمسیہ

ماتن کا نام: ابوعبداللہ قطب الدین محمد بن محمد رازی

(ب) **فن کا نام:** قطبی فن منطق کی کتاب ہے۔

کتاب کا اصل نام: شرح رسالہ شمسیہ

(ج) **منطق کی تعریف:** منطق ایسا قانونی آلہ ہے، جس کی رعایت کرنے سے ذہن کو فکری غلطی سے بچایا جاسکتا ہے۔

موضوع: معرف وقول شارح اور دلیل وحجت

غرض: ذہن کو فکری غلطی سے بچانا اس فن کی غرض ہے۔

اہمیت: فن منطق کو تمام علوم کے لیے آلہ قرار دیا گیا ہے یہ علم نطق ظاہری اور باطنی دونوں میں طاقت دیتا ہے۔ اس کو جاننے والا نہ جاننے والے پر غالب آ جاتا ہے۔ یہ ایسا علم ہے، جو عقل کو لطیف کرتا ہے۔ جس وجہ سے عقل خالق حقیقی تک رسائی کرنے کے لیے تیار ہو جاتی ہے۔ علم اعلیٰ تک پہنچائے وہ خود بھی اعلیٰ ٹھہرا۔

سوال نمبر 5: (الف) تصور مطلق اور تصور فقط میں فرق تحریر کریں؟

(ب) مقسم، قسم اور قسیم کسے کہتے ہیں؟

(ج) وہم، ظن اور شک تصدیق کی قسموں سے ہیں یا تصور کی قسموں میں سے؟ دلائل کے ساتھ وضاحت کریں؟

جواب: (الف) مطلق تصور: کسی شئی کی صورت کا عقل میں حاصل ہونا۔

تصور فقط: وہ تصور ساذج ہی ہے یعنی ایسا تصور جس کے ساتھ حکم نہ ہو۔ یہ تصدیق کے مقابل ہے۔

(ب) مقسم: جس شئی کی تقسیم ہو اس کو مقسم کہتے ہیں جیسے: کلمہ کہ اس کی کئی اقسام ہیں:

قسم: شئی کی قسم وہ ہوتی ہے، جو شے کے تحت داخل ہو اور اس سے خاص ہو جیسے: اسم کلمہ کی قسم ہے۔

قسیم: شئی کا قسیم وہ ہوتا ہے، جو شئی کا مقابل ہو اور کسی دوسری شئی کے تحت داخل ہو جیسے: اسم، فعل اور حرف کا قسیم ہے۔

(ج) وہم، ظن اور شک میں سے ظن اور شک تصور کی قسموں سے ہیں، کیونکہ ان میں حکم نہیں ہے جبکہ تصدیق کے لیے حکم کا ہونا ضروری ہے۔ وہم تصدیق کی قسم ہے، کیونکہ یہ حکم سے متعلق ہے۔

سوال نمبر 6: درج ذیل اصطلاحات کی تعریفات تحریر کریں؟

فکر، دور، تسلسل، ترتیب، لا بشرط شیء

جواب: فکر کی تعریف: امور معلومہ کو اس طرح ترتیب دینا کہ وہ مجہول شئی تک پہنچا دیں۔

دور کی تعریف: کسی شئی کا ایسی شئی پر موقوف ہونا کہ وہ دوسری شئی اس (پہلی) شئی پر موقوف ہو ایک ہی جہت سے خواہ ایک مرتبہ سے یا کئی مراتب سے۔

تسلسل کی تعریف: امور غیر متناہیہ کا مترتب ہونا۔

ترتیب: ہر چیز کو اس کے مرتبہ میں رکھنا ترتیب کہلاتا ہے۔

لا بشرط شیء: مطلق تصور کو کہتے ہیں۔ مطلق تصور کی تعریف پیچھے گزر گئی ہے۔

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس لأهل السنة باكستان

الشهادة العالية "السنة الاولىٰ" للطلاب

الموافق سنة ۱۴۳۷ھ/2016ء

﴿پہلا پرچہ: تفسیر واصول تفسیر﴾

الوقت المحدد: ثلث ساعات — مجموع الأرقام: ۱۰۰

سوال نمبر 1 اور 5 لازمی ہیں باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

القسم الاوّل: تفسیر

سوال نمبر 1: الرحمٰن علم من شاء القرآن خلق الانسان أی الجنس علمه البیان النطق الشمس والقمر بحسبان بحساب یجریان والنجم مالاساق له من النبات والشجر ماله ساق یسجدان یخضعان بما یراد منهما

(۱) کلام باری تعالیٰ وکلام مفسر کا ترجمہ تحریر کریں؟ (۱۰)

(۲) اغراض مفسر سپرد قلم کریں؟ نیز بتائیں کہ لفظ "رحمٰن" ترکیب میں کیا واقع ہو سکتا ہے؟ کوئی دو صورتیں بیان کریں؟ (۱۰)

(۳) مذکورہ سورت کے کتنے اور کون کون سے اسماء ہیں؟ وجہ تسمیہ بھی سپرد قلم کریں؟ (۱۰)

(۴) لفظ حسبان مفرد ہے یا جمع؟ وضاحت کرنے کے بعد مصنف کے مختار قول کی نشاندہی کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 2: لقد صدق الله رسوله الرؤیا بالحق

(۱) کلام باری تعالیٰ میں جس خواب کا ذکر ہے اس کی وضاحت کریں، نیز آیت
مبارکہ کا شان نزول جلالین کی روشنی میں بیان کریں؟(۱۰)

(۲) خط کشیدہ لفظ کا ماقبل اور مابعد سے نحوی تعلق واضح کریں؟(۱۰)

سوال نمبر3: والسماء ذات البروج للكواكب اثنا عشر برجا تقدم
في الفرقان واليوم الموعود يوم القيامة وشاهد يوم الجمعة ومشهود يو[م]
عرفة كذفسرت الثلاثة في الحديث فالاول موعود به والثاني شاهد
بالعمل فيه والثالث يشهده الناس والملائكة .

(۱) کلام باری تعالیٰ وکلام مفسر کا ترجمہ تحریر کریں، نیز سورت کا شان نزول ذکر کر[نے]
کے بعد بروج کی وضاحت کریں؟(۱۰)

(۲) اصحاب اخدود کا واقعہ تفصیلاً تحریر کریں؟(۱۰)

سوال نمبر4: انا أعطينك يا محمد الكوثر

(۱) سورۃ الکوثر کا سبب نزول بیان کریں؟ نیز بتائیں یہ سورۂ مبارکہ کس موقع پر ناز[ل]
ہوئی؟۱۰

(۲) کوثر کے معانی جلالین کی روشنی میں بیان کریں؟ نیز "اِنَّ شَانِئَكَ هُ[وَ]
الْاَبْتَرُo" کی تشریح وتوضیح سپرد قلم کریں؟(۱۰)

القسم الثانی: اصول تفسیر

سوال نمبر5: کسی دو اجزاء کا جواب دیں۔

(۱) فہم قرآن میں دشواریوں کے اسباب سپرد قلم کریں؟(۱۰)

(۲) قرآنی آیات اور اشعار میں فرق تحریر کریں؟(۱۰)

(۳) ناسخ ومنسوخ میں اختلاف کی وجوہات قلمبند کریں؟(۱۰)

☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2016ء

﴿پہلا پرچہ: تفسیر واصول تفسیر﴾

القسم الاول: تفسیر

سوال نمبر1: الرحمٰن علم من شاء القرآن خلق الانسان أي الجنس
علمه البيان النطق الشمس والقمر بحسبان بحساب يجريان والنجم
ما لا ساق له من النبات والشجر ما له ساق يسجدان يخضعان بما يراد
منهما

(الف) کلام باری تعالیٰ وکلام مفسر کا ترجمہ تحریر کریں؟

(ب) اغراض مفسر سپرد قلم کریں؟ نیز بتائیں کہ لفظ "رحمٰن" ترکیب میں کیا واقع ہو
سکتا ہے؟ کوئی دو صورتیں بیان کریں؟

(ج) مذکورہ سورت کے کتنے اور کون کون سے اسماء ہیں؟ وجہ تسمیہ بھی سپرد قلم کریں؟

(د) لفظ حسبان مفرد ہے یا جمع؟ وضاحت کرنے کے بعد مصنف کے مختار قول کی
نشاندہی کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: وہ رحمٰن ہے جس نے جسے چاہا قرآن سکھایا، اس نے جنس
انسان کو پیدا فرمایا۔ اس نے بیان یعنی نطق کی تعلیم دی۔ سورج اور چاند اپنے حساب کے
ساتھ رواں دواں ہیں اور نجم یعنی وہ انگوریاں جن کی پنڈلی نہ ہو۔ اور شجر یعنی جس کی پنڈلی ہو
دونوں سجدہ ریز ہیں یعنی اپنے حال کے مطابق جھکے ہوئے (اللہ کے سامنے) ہیں۔

(ب) اغراض مفسر

علامہ مفسر نے علم کے بعد من شاء نکال کر اس کے مفعول اوّل کی طرف اشارہ کر

دیا۔ الانسان کے بعد الجنس نکال کر اس میں موجود الف لام کے جنسی ہونے کی طرف اشارہ فرمایا۔ النطق نکال کر بیان کا معنی اور مراد بتادی یعنی بیان سے مراد ہے مافی الضمیر کو بیان کرنا۔ بحساب نکال کر اس بات کی طرف اشارہ کردیا کہ حسبان مصدر ہے حساب کے معنی میں۔ مطلب ہوا کہ سورج اور چاند اپنے برج اور منازل میں وقت مقررہ میں رواں دواں رہتے ہیں۔ پھر نجم اور شجر کا معنی بیان کیا اور بتادیا کہ ان کا سجدہ کرنا ایسا نہیں ہے جس طرح انسان سجدہ کرتا ہے بلکہ ان کے سجدہ کرنے سے مراد ان کا جھکنا ہے۔ اب اس کی کیفیت کیا ہے؟ بس ہر شئی کے تسبیح و تحلیل و جھکنے کا انداز الگ الگ ہے۔

لفظ رحمٰن کی ترکیب: لفظ رحمٰن ترکیب میں خبر ہے۔ مبتدا محذوف کی تب تقدیری عبارت یوں ہوگی: "اللہ الرحمن " یا یہ مبتدا ہے اس کی خبر یعنی ربنا محذوف ہے۔ تب اصل عبارت یوں ہوگی: الرحمن ربنا ۔ یا یہ مبتدا ہے اور مابعد والا جملہ اس کی خبر۔ یوں اس کی ترکیب میں تین احتمال ہوئے۔

(ج) سورت رحمٰن کے اسماء:

اللہ تعالیٰ کی عادت کریمہ ہے کہ وہ سورت کا نام کسی ایک جزء پر رکھ دیتا ہے۔ گویا سورتوں کے نام بھی توقیفیہ ہیں۔

پہلا نام: سورۃ الرحمٰن: یہ نام اس لیے رکھا گیا ہے، کیونکہ اس میں رحمٰن اور اس کی صفات کا ذکر ہے۔ اس سورت کو عروس القرآن بھی کہتے ہیں، کیونکہ ہر شئی کے لیے عروس (دلہن) ہوتی ہے اور قرآن کی عروس سورۃ رحمٰن ہے۔

(د) لفظ حسبان کی صرفی تحقیق:

لفظ حسبان مفرد ہے بمعنی حساب جیسے: غفران اور کفران۔ یہ بھی صحیح ہے کہ حساب کی جمع ہو جیسے: شہاب کی جمع شہبان آتی ہے۔ مصنف کا مختار یہ ہے کہ حسبان مصدر ہے۔ مصدر میں تذکیر و تانیث، افراد و تثنیہ اور جمع برابر ہوتے ہیں۔

سوال نمبر 2: لقد صدق اللہ رسولہ الرؤیا بالحق

(الف) کلام باری تعالیٰ میں جس خواب کا ذکر ہے اس کی وضاحت کریں، نیز آیت مبارکہ کا شان نزول جلالین کی روشنی میں بیان کریں؟

(ب) خط کشیدہ لفظ کا ماقبل اور مابعد سے نحوی تعلق واضح کریں؟

جواب: (الف) خواب کی وضاحت اور آیت کا شان نزول:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح حدیبیہ کے سال خواب میں دیکھا کہ آپ اور آپ کے اصحاب مکہ پاک میں امن سے داخل ہوئے، حلق کروایا اور کچھ نے قصر کروایا۔ آپ نے اس خواب کو صحابہ کے سامنے بیان کیا تو وہ بہت خوش ہوئے۔ جب صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں نکلے تو کفار نے اسلامی لشکر کو حدیبیہ میں روک لیا اور واپس آگئے۔ یہ بات صحابہ پر بہت شاق گزری اور بعض منافقین نے عجیب و غریب باتیں کرنا شروع کردیں۔ فتح مکہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک خواب کو سچا کر دکھایا اور منافقوں کو منہ کی کھانا پڑی۔

(ب) بالحق کا نحوی تعلق:

لفظ بالحق کی ترکیب میں کئی احتمال ہیں۔ یہ صدق کے متعلق ہے یا الرؤیا سے حال واقع ہورہا ہے اور اس کا مابعد اس کی تفسیر ہے۔

سوال نمبر 3: والسماء ذات البروج للکواکب اثنا عشر برجا تقدمت فی الفرقان والیوم الموعود یوم القیامۃ وشاھد یوم الجمعۃ ومشھود یوم عرفۃ کذفسرت الثلاثۃ فی الحدیث فالاول موعودبہ والثانی شاھد بالعمل فیہ والثالث یشھدہ الناس والملائکۃ ۔

(الف) کلام باری تعالیٰ و کلام مفسر کا ترجمہ تحریر کریں، نیز سورت کا شان نزول ذکر کرنے کے بعد بروج کی وضاحت کریں؟

(ب) اصحاب اخدود کا واقعہ تفصیلاً تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: برج والے آسمان کی قسم! یہ بارہ برج ہیں جو ستاروں کے

لیے اوران کا ذکر سورت فرقان میں تفصیل سے گزر چکا ہے۔ اس دن کی قسم جس کا وعدہ دیا گیا ہے یعنی قیامت کا دن۔ شاہد یعنی جمعہ کے دن کی قسم اور مشہود یعنی یوم عرفہ کی قسم۔ اسی طرح تینوں کی تفسیر حدیث پاک میں کی گئی ہے۔ پس اوّل موعود بہ ہے اور دوسرا شاہد ہے بسبب اس میں عمل کرنے کے۔ تیسرا اس میں لوگ اور فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔

سورت کا شانِ نزول: جب کافر مومنوں کو ایذاء دیتے تھے اور ایذاء دینے میں انتہاء کو پہنچ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو ایمان پر ثابت قدم رہنے اور کافروں کی ایذاؤں پر صبر کرنے کی تلقین کے لیے یہ سورت اتاری۔ تم سے پہلے مومنوں کے ساتھ بھی کفار ایسا ہی سلوک کرتے بلکہ تم سے زیادہ ایذائیں ان کو ملتیں تو انہوں نے صبر کا مظاہرہ کیا۔ لہٰذا تم بھی صبر وتحمل کا مظاہرہ کرو۔

بروج کی وضاحت: اللہ تعالیٰ نے آسمان میں بارہ برج بنائے، سات سیاروں کے لیے۔ وہ بارہ برج یہ ہیں: ۱۔ حمل۔ ۲۔ ثور۔ ۳۔ جوزا۔ ۴۔ سرطان۔ ۵۔ اسد۔ ۶۔ سنبلہ۔ ۷۔ میزان۔ ۸۔ عقرب۔ ۹۔ قوس۔ ۱۰۔ جدی۔ ۱۱۔ دلو۔ ۱۲۔ حوت۔ سات سیارے یہ ہیں:

۱۔ مریخ: اس کے لیے حمل اور عقرب ہیں۔
۲۔ زہرہ: اس کے لیے ثور اور میزان ہیں۔
۳۔ عطارد: اس کے لیے جوزا اور سنبلہ ہیں۔
۴۔ قمر: اس کے لیے سرطان ہے۔
۵۔ شمس: اس کے لیے اسد ہے۔
۶۔ مشتری: اس کے لیے قوس اور حوت ہیں۔
۷۔ زحل: اس کے لیے جدی اور دلو ہیں۔

(ب) اصحاب اخدود کا واقعہ

مسلم شریف کی روایت کے مطابق واقعہ اس طرح ہے کہ ایک بادشاہ کے پاس ایک

جادوگر رہتا تھا۔ جب جادوگر بوڑھا ہو گیا تو بادشاہ نے اس کے ساتھ ایک لڑکا ضم کر دیا تا کہ وہ اس سے جادو سیکھے۔ (وہ لڑکا اس کے پاس آنے جانے لگا) اس کے راستے میں ایک راہب رہتا تھا۔ لڑکے کا دل اس کی طرف مائل ہو گیا۔ اس لڑکے نے راستے میں ایک دن بہت بڑا چار پایہ دیکھا، لوگ اس جانور کی وجہ سے رک گئے۔ لڑکے نے ایک پتھر لیا اور کہنے لگا: ”اے اللہ! اگر راہب کا معاملہ تجھے اس ساحر سے زیادہ محبوب ہے تو تو اس دابہ کو قتل کر دے تا کہ لوگ گزر جائیں۔“ اس لڑکے نے زور سے پتھر پھینکا تو وہ دابہ مر گیا۔ وہ لڑکا پھر راہب کے پاس آیا اور واقعہ کی خبر دی۔ راہب نے کہا: آج تو مجھ سے افضل ہے۔ عنقریب تجھے آزمائش میں ڈالا جائے گا۔ پس اگر تجھے آزمائش میں ڈالا جائے تو میرے بارے میں کچھ نہیں بتانا۔ وہ لڑکا کوڑھ والوں کو، برص والوں کو اور اندھوں کو صحیح کرتا تھا۔ بادشاہ کا ہمنشین اندھا ہو گیا تو لڑکے نے اس کو ٹھیک کر دیا تو وہ اللہ پر ایمان لے آیا۔ جب بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ تجھے کس نے ٹھیک کیا ہے تو کہنے لگا میرے رب نے۔ بادشاہ کو غصہ آیا اس نے لڑکے کو سزا دی تو لڑکے نے راہب کا بتا دیا۔ بادشاہ نے راہب کو آرے کے ساتھ چیر دیا اور قوم کے ساتھ لڑکے کو پہاڑ پر بھیجا تا کہ وہ لڑکے کو اوپر سے پھینک کر ہلاک کر دیں۔ لڑکے نے بددعا کی تو وہ قوم ہلاک ہو گئی اور لڑکا بچ گیا۔ پھر بادشاہ نے لڑکے کو کشتی میں بٹھایا تا کہ وہ غرق کر دے۔ اس لڑکے نے بددعا کی تو کشتی الٹ گئی اور جو بھی اس میں سوار تھے سب ہلاک ہو گئے اور لڑکا بچ گیا۔ لڑکا بادشاہ سے کہنے لگا کہ تم مجھے قتل نہیں کر سکتے حتیٰ کہ لوگوں کو جمع کر کے مجھے سولی چڑھایا جائے۔ پھر ایک تیر لو اور اس طرح کہو: ”اللہ کے نام سے جو اس لڑکے کا رب ہے۔“ پھر تم وہ تیر مجھ پر پھینک دو۔ سو اس بادشاہ نے ایسا ہی کیا تو تیر اس کے دماغ میں گیا اور وہ لڑکا فوت ہو گیا۔ یہ معاملہ دیکھ کر تمام لوگ ایمان لے آئے۔ بادشاہ کو ان کے ایمان لانے پر بہت غصہ آیا اس نے کہا: ایک بہت بڑی آگ جلاؤ اور جو ان میں سے اپنے دین سے رجوع نہیں کرتا اس کو آگ میں پھینک دو۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ تمام کو آگ میں پھینکتے گئے حتیٰ کہ ایک عورت آئی۔ اس کے ساتھ ایک بچہ تھا۔ عورت آگ میں واقع ہونے سے ڈر گئی تو بچہ بولا اے ماں! آپ صبر کریں بے شک آپ حق پر ہیں۔

سوال نمبر 4: اِنَّا أَعْطَيْنٰكَ يَا مُحَمَّدُ الْكَوْثَرَ

(الف) سورۃ الکوثر کا سبب نزول بیان کریں؟ نیز بتائیں یہ سورۂ مبارکہ کس موقع پر نازل ہوئی؟

(ب) کوثر کے معانی جلالین کی روشنی میں بیان کریں؟ نیز "اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ" کی تشریح وتوضیح سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) سبب نزول:

اس سورت مبارکہ کے نزول کا سبب یہ ہے کہ عاص بن وائل السہمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسجد میں باب بنی سہم کے پاس ملاقات کی۔ کچھ باتیں ہوئیں۔ مسجد میں قریش کے کچھ سردار بیٹھے ہوئے تھے۔ جب وہ ان کے پاس آیا تو انہوں نے پوچھا: تو کس سے باتیں کر رہا تھا؟ اس نے کہا: اس ابتر سے (العیاذ باللہ) (یعنی نبی علیہ السلام سے) اور اس کا بیٹا قاسم فوت ہوگیا۔ جب اس نے یہ بات کہی تو اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کو تسلی اور آپ کو خوشخبری دینے کے لیے یہ سورت نازل فرمائی۔

(ب) کوثر کے معانی:

کوثر سے مراد یا جنت کی ایک نہر ہے یا حوض ہے جس پر نبی علیہ السلام کی امت وارد ہوگی یا کوثر سے مراد خیر کثیر ہے یعنی نبوت، قرآن اور شفاعت وغیرہ۔

القسم الثانی: اصول تفسیر

سوال نمبر 5: کسی دو اجزاء کا جواب دیں۔

(الف) فہم قرآن میں دشواریوں کے اسباب سپرد قلم کریں؟

(ب) قرآنی آیات اور اشعار میں فرق تحریر کریں؟

(ج) ناسخ ومنسوخ میں اختلاف کی وجوہات قلمبند کریں؟

جواب: (الف) دشواریوں کے اسباب:

قرآن پاک کی مراد سمجھنے میں دشواریوں کے اسباب درج ذیل ہیں:

☆ غریب لفظ کا استعمال ہونا۔ ☆ ناسخ ومنسوخ پر قلت اطلاع ہونا۔

☆ اسباب نزول سے غافل ہونا۔ ☆ مضاف یا موصوف یا ترخیم منادیٰ کا حذف ہونا۔

☆ ایک شئی کو دوسری شئی سے یا ایک حرف کو دوسرے حرف سے یا اسم کو اسم سے یا فعل کو فعل سے بدلنے کے سبب یا مفرد کی جگہ جمع ذکر کرنے یا اس کے برعکس یا التفات کی وجہ۔

☆ یا مؤخر کو مقدم کرنے یا اس کا عکس کرنے سے۔ ☆ ضمائر کے انتشار کے سبب یا ایک ہی لفظ سے متعدد معانی مراد لینے سے۔ ☆ تکرار اور اطناب کے سبب۔

☆ کنایہ، تعریض، متشابہ اور مجاز عقلی کے سبب۔

(ب) قرآنی آیات اور اشعار میں فرق:

قرآنی آیات اور اشعار میں سے ہر ایک متکلم اور نفس کو لذت دینے کے لیے پڑھے جاتے ہیں۔ مگر فرق یہ ہے کہ اشعار علم عروض اور قافیوں کے ساتھ مقید ہوتے ہیں، جن کو خلیل بن احمد نے مدون کیا۔ پھر اس سے شعراء لیتے آئے ہیں جبکہ آیات کا دارومدار مجمل قافیہ ووزن پر ہوتا ہے۔ یہ دونوں امر طبعی کے مشابہ ہیں۔ عروض کے افاعیل اور تفاعیل پر بناء نہیں ہے۔ اسی طرح آیات کی بناء ان قافیوں پر بھی نہیں جو معین ہیں اور امر مصنوعی اور اصطلاحی سے تعلق رکھتے ہیں۔

(ج) ناسخ ومنسوخ میں اختلاف کی وجوہات:

علم تفسیر میں مشکل جگہوں میں سے ایک جگہ ہے ناسخ ومنسوخ کی معرفت، کیونکہ ایک تو اس کی ابحاث بہت زیادہ ہیں اور دوسرا اس میں اختلاف کا میلان بہت وسیع ہے۔

اس کی اقوی وجہ متقدمین اور متاخرین کی اصطلاح میں اختلاف کا ہونا ہے۔ متقدمین کے نزدیک نسخ کا معنی اور ہے جبکہ متاخرین کے نزدیک نسخ کا معنی اور ہے۔ تعریفوں میں اختلاف کی وجہ سے آیات منسوخ کی تعداد میں بھی اختلاف ہوگیا۔ متقدمین کے نزدیک آیات منسوخ کی تعداد پانچ سو تک ہے جبکہ متاخرین کے نزدیک بیس کے قریب ہیں۔

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس لأهل السنة باكستان

الشهادة العالیة "السنة الاولیٰ" للطلاب

الموافق سنة ۱۴۳۷ھ/2016ء

﴿دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث﴾

الوقت المحدد: ثلث ساعات — مجموع الأرقام: ۱۰۰

سوال نمبر 4اور 5لازمی ہیں باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

القسم الاوّل: حدیث

سوال نمبر 1: عن انس قال قلما خطبنا رسول الله صلی الله علیه وسلم الا قال لا ایمان لمن لا امانة له ولا دین لمن لاعهدله

(۱) خط کشیدہ لفظ کی صرفی ونحوی تحقیق قلمبند کریں؟ ۵

(۲) حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟ (۱۰)

(۳) حدیث میں حقیقت ایمان ودین کی نفی ہے یا کمال کی؟ اپنا مؤقف مع الدلائل سپرد قلم کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 2: عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا حسد الا فی اثنین رجل اٰتاه الله مالا فسلطه علی هلكته فی الحق ورجل اٰتاه الله الحكمة فهو یقضی بها ویعلمها

(۱) حدیث کا ترجمہ سپرد قلم کریں؟ ۵

(۲) حسد اور غبطہ کی تعریف کریں؟ نیز بتائیں کہ یہاں لفظ حسد کیوں استعمال فرمایا؟ ۱۰

(۳) لفظ "رجل" پر کون کون سا اعراب پڑھا جاسکتا ہے؟ وجہ ضرور تحریر فرمائیں؟ (۱۰)

سوال نمبر 3: عن ابن مسعود أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال كنت نهیتكم عن زیارة القبور فزوروها فانها تزهد فی الدنیا وتذكر الأخرة

(۱) حدیث کا ترجمہ وتشریح کریں؟ (۱۰)

(۲) عورتوں کا قبرستان جانا کیسا ہے؟ اس بارے میں ایک مختصر مگر جامع نوٹ تحریر کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 4: عن ابی جحیفة أن النبی صلی الله علیه وسلم نهی عن ثمن الدم وثمن الكلب وكسب البغی ولعن اٰكل الربٰو وموكله والواشمة والمستوشمة والمصور .

(۱) مذکور حدیث کا ترجمہ تحریر کریں اور خط کشیدہ الفاظ کی تشریح وتوضیح قلمبند کریں؟ (۱۵)

(۲) بیع مزابنہ، بیع مخابرہ، بیع محاقلہ اور بیع عرایا میں سے تین کی تعریف وحکم سپرد قلم کریں؟ (۱۵)

القسم الثانی: اصول حدیث

سوال نمبر 5: کوئی دو اجزاء کا حل مطلوب ہے۔

(۱) متصل، منقطع، معلق اور مرسل میں سے کسی دو کی تعریف و وجہ تسمیہ تحریر کریں؟ (۱۰)

(۲) مضطرب اور متابع کی تعریفات بیان کریں؟ (۱۰)

(۳) متفق علیہ کی وضاحت کریں نیز کل متفق علیہ احادیث کی تعداد سپرد قلم کریں؟ (۱۰)

درجہ عالیہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2016ء

﴿دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث﴾

القسم الاوّل: حدیث

سوال نمبر 1: عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَلَّمَا خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا قَالَ لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَةَ لَهٗ وَلَا دِيْنَ لِمَنْ لَّا عَهْدَ لَهٗ

(الف) خط کشیدہ لفظ کی صرفی ونحوی تحقیق قلمبند کریں؟

(ب) حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(ج) حدیث میں حقیقت ایمان ودین کی نفی ہے یا کمال کی؟ اپنا موقف مع الدلائل سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) خط کشیدہ لفظ کی تحقیق:

قلما میں ما مصدریہ ہے خطبة کے معنیٰ میں ہے تقدیر عبارت یوں ہوگی: قل خطبة خطبنا۔ یہ بھی جائز ہے کہ ما کافة ہو اور یہ نفی میں استعمال ہوتا ہے۔ اس پر دلیل یہ ہے کہ آگے استثناء ہو رہا ہے۔ ای ما وعظنا کے معنیٰ میں ہوگا۔

(ب) ترجمہ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: نہیں وعظ کیا ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مگر آپ نے فرمایا: اس شخص کا ایمان نہیں جو امانت دار نہ ہو اور اس شخص کا دین نہیں جو وعدہ پورا نہ کرتا ہو۔''

(ج) ایمان ودین کی نفی سے مراد:

حدیث پاک میں جو دین کی نفی ہوئی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ یقین کے راستے پر

نہیں ہے۔ اس طرح نفی ایمان سے کمال کی نفی ہے حقیقت کی نہیں۔ یہ حدیث اور اس جیسی دوسری روایات بطور وعید اور زجر کے ہیں۔ ان سے حقیقت مراد نہیں ہے بلکہ زجر اور فضیلت کی نفی ہے، کیونکہ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جس نے لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ دیا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ امانت میں خیانت اور اسی طرح وعدہ خلافی کبیرہ گناہ میں شامل ہے اور کبیرہ گناہ کا مرتکب اہلسنت کے نزدیک مومن ہے کافر نہیں ہے۔ البتہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس سے حقیقت کی نفی مراد ہے۔

سوال نمبر 2: عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا حسد الا فى اثنين رجل اٰتاه الله مالا فسلطه على هلكته فى الحق ورجل اٰتاه الله الحكمة فهو يقضى بها ويعلمها

(الف) حدیث کا ترجمہ سپرد قلم کریں؟

(ب) حسد اور غبطہ کی تعریف کریں؟ نیز بتائیں کہ یہاں لفظ حسد کیوں استعمال فرمایا؟

(ج) لفظ ''رجل'' پر کون کون سا اعراب پڑھا جاسکتا ہے؟ وجہ ضرور تحریر فرمائیں۔

جواب: (الف) ترجمۃ الحدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسد صرف دو آدمیوں کے لیے جائز ہوسکتا ہے۔ پہلا وہ مرد جس کو اللہ نے مال دیا اور وہ اسے راہ حق میں خرچ کرتا ہے۔ دوسرا وہ مرد ہے جس کو اللہ نے علم دین دیا تو وہ اس کے ساتھ فیصلے کرتا ہے اور لوگوں کو سکھاتا ہے۔

(ب) حسد اور غبطہ کی تعریف:

کسی کے پاس موجود نعمت کے زوال کی تمنا کرنا، حسد کہلاتا ہے جبکہ اس کی مثل نعمت کے حصول کی تمنا کرنا غبطہ کہلاتا ہے۔ یہاں حسد سے مراد غبطہ ہے اور حسد کا اس پر اطلاق مجازاً ہے۔

(ج) رجل پر اعراب:

لفظ رجل کو مجرور بھی پڑھ سکتے ہیں تب یہ اثنین سے بدل ہوگا اور مرفوع بھی پڑھ

سکتے ہیں تب یہ **احدھما** مبتدامحذوف کی خبر ہوگا۔

سوال نمبر3: **عن ابن مسعود ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کنت نھیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا فانھا تزھد فی الدنیا وتذکر الأخرۃ**

(الف) حدیث کا ترجمہ وتشریح کریں؟

(ب) عورتوں کا قبرستان جانا کیسا ہے؟ اس بارے میں ایک مختصر مگر جامع نوٹ تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تم کو قبروں کی زیارت کرنے سے روکا تھا اب تم ان کی زیارت کیا کرو؛ کیونکہ یہ دنیا کو چھڑواتی ہے اور آخرت یاد دلاتی ہے۔

تشریح: قبروں کی زیارت کرنا مستحب ہے بلکہ بعض نے تو واجب کا قول کیا ہے کیونکہ زیارت کرنے سے دل نرم ہوتے ہیں اور آخرت یاد آتی ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے فوائد ہیں۔ وہاں جا کر قبرستان والوں کے لیے دعا کرنا چاہیے، ان کے لیے استغفار کرنا چاہیے اور فاتحہ خوانی کرنا چاہیے۔ شروع میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی حکمت کی بناء پر قبروں کی زیارت کرنے سے منع کیا تھا۔ جب مسلمان ایمان واسلام میں پکے ہوگئے پھر اجازت فرمادی۔ حدیث پاک میں صیغہ امر استحباب اور رخصت کے لیے ہے۔ یہی جمہور کا مؤقف ہے۔

(ب) عورتوں کا قبرستان میں جانا:

شرح السنہ میں ہے کہ قبرستان جانے کی جو رخصت ہے یہ صرف مردوں کے ساتھ خاص ہے۔ یہی عام اہل العلم کا مؤقف ہے۔ عورتوں کے لیے رخصت کو جائز قرار نہیں دیتے، کیونکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی۔ بعض اہل علم کا خیال ہے کہ یہ روایت

رخصت ملنے سے پہلے کی ہے، جب رخصت مل گئی تو رخصت عام ہے عورتیں بھی اس میں شامل ہیں۔ بعض نے کہا: عورتوں کا قبرستان میں جانا مکروہ ہے، کیونکہ ان کے اندر صبر نہیں ہوتا وہ وہاں جا کر جزع وفزع کریں گی۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اس بات پر اجماع ہے مردوں کے لیے سنت ہے۔ عورتوں کے بارے میں دو گروہ ہیں: بعض کہتے ہیں مکروہ ہے اور بعض نے کہا: مکروہ نہیں ہے بشرطیکہ فتنہ سے امن ہو۔

فی زمانہ بہتر اور حق یہی ہے کہ عورتیں صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کی زیارت کر سکتی ہیں۔ عام قبرستان جانے سے پرہیز کریں، کیونکہ فتنے کا دور ہے اور بے حیائی کا بازار گرم ہے۔ اگر وہ قبرستان جائیں گی تو وہاں جانے کا مقصد فوت ہو جائے گا۔ البتہ بوڑھی عورت جو قابل شہوت نہ ہو اس کے جانے میں کوئی حرج نہیں۔ تاہم وہ بھی اندھیرے میں جائے۔ جوان لڑکیاں اور قابل شہوت عورتوں کا فی زمانہ قبرستان جانا حرام ہے، کیونکہ اس سے فتنہ اور بے حیائی کو عروج ملتا ہے۔ ویسے بھی اس زمانہ کی لڑکیوں اور عورتوں میں حیاء نام کی کوئی چیز نہیں رہی کیونکہ بے پردہ ہو کر گھر سے نکلتی ہیں۔ (اِلَّا مَا شَآءَ اللہُ)

سوال نمبر4: **عن ابی جحیفۃ أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن ثمن الدم وثمن الکلب وکسب البغی ولعن اکل الربٰو وموکلہ والواشمۃ والمستوشمۃ والمصور.**

(الف) مذکور حدیث کا ترجمہ تحریر کریں اور خط کشیدہ الفاظ کی تشریح وتوضیح قلمبند کریں؟

(ب) بیع مزابنہ، بیع مخابرہ، بیع محاقلہ اور بیع عرایا میں سے تین کی تعریف وحکم سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خون کی ثمن (قیمت)، کتے کی ثمن اور سرکش (زانی، زانیہ) کی کمائی سے منع فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے، کھلانے والے، بال گوندنے والی اور

گدوانے والی اور تصویر بنانے والے پر لعنت فرمائی۔

خط کشیدہ الفاظ کی وضاحت:

واشمہ: وہ عورت ہے، جو کسی دوسرے کے جسم پر سوئی چبھو کر اس کے جسم میں نیل یا سرمے سے بھر کر نقش ونگار بنائے۔

مستوشمہ: وہ عورت ہے، جو اپنے جسم پر نقش ونگار کا کام کرواتی ہے۔

مصور: وہ مرد ہے، جو جاندار کی تصویر بنائے۔

(ب) بیع مزابنہ: درخت پر لگی ہوئی کھجوروں کو چھواروں کے بدلے معین پیمانے سے بیچنا یا یوں کہ کھجور پر لگے ہوئے پھل کو سو فرق کے بدلے بیچنا۔ (فرق پیمانے کا نام ہے)

بیع مخابرہ: زمین کو تہائی یا چوتھائی پیداوار پر کرایہ پر دینا۔

بیع محاقلہ: محاقلہ یہ ہے کہ آدمی کھیتی کو سو فرق گندم کے عوض بیچے۔

فرق ایک پیمانہ ہے، جو مدینہ پاک میں مشہور ہے۔ اس میں سو رطل آتے ہیں۔ اگر لفظ فرق را کے سکون کے ساتھ ہو تو اس میں 120 رطل آتے ہیں۔

بیع عرایا: اس کا مطلب ہے کوئی چیز بطور عطیہ اور عاریۃً دینا۔

القسم الثانی: اصول حدیث

سوال نمبر 5: کوئی دو اجزاء کا حل مطلوب ہے۔

(الف) متصل، منقطع، معلق اور مرسل میں سے کسی دو کی تعریف و وجہ تسمیہ تحریر کریں؟

(ب) مضطرب اور متابع کی تعریفات بیان کریں؟

(ج) متفق علیہ کی وضاحت کریں نیز کل متفق علیہ احادیث کی تعداد سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) متصل: اگر حدیث کی سند سے کسی راوی کا اسقاط نہیں ہو تو اس کو متصل کہتے ہیں۔ چونکہ راوی ساقط نہیں ہوتا، لہٰذا عدم سقوط کی وجہ سے اس کو متصل کہتے ہیں۔

منقطع: اگر سند سے ایک یا دو راویوں کا ذکر ساقط ہے تو اس کو منقطع کہتے ہیں۔ چونکہ اس میں راویوں کا اسقاط ہوتا ہے اور اسقاط کا نام انقطاع ہے۔ اس لیے اس کو منقطع کہتے ہیں۔

مرسل: اگر سند سے راویوں کا اسقاط آخر میں ہو مثلاً تابعی کے بعد تو اس کو حدیث مرسل کہتے ہیں جیسے: تابعی فرمائیں:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔

(ب) مضطرب: اگر سند یا متن میں کسی راوی کا اختلاف ہوگیا ہو کہ مقدم کو مؤخر اور مؤخر کو مقدم کردیا یا کمی پیشی ہوگئی یا ایک کو دوسرے کی جگہ ذکر کردیا یا ایک متن کی جگہ دوسرا متن ذکر کردیا کہ اسمائے سند میں تصحیف ہوگئی یا اجزائے متن میں اختلاف، اقتصار و حذف وغیرہ ہوگیا تو ایسی حدیث کا نام مضطرب ہے۔

متابع: ایک راوی کا دوسرے راوی کی موافقت میں روایت کرنا، اوّل کی حدیث کو متابع کہتے ہیں۔

(ج) متفق علیہ: وہ حدیث ہے جسے امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ نے روایت کیا ہو۔ شیوخ حدیث نے فرمایا ہے کہ متفق علیہ حدیثوں کی تعداد دو ہزار تین سو چھبیس ہے۔ یعنی (2326)

☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس لأهل السنة باکستان

الشهادة العالیة "السنة الاولیٰ" للطلاب

الموافق سنة ۱۴۳۷ھ/2016ء

﴿تیسرا پرچہ: اصول فقہ﴾

الوقت المحدد: ثلث ساعات مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: پہلا سوال لازمی ہے باقی تین میں سے دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر1: القیاس وهو یشتمل علی بیان نفس القیاس ورکنه و حکمه ودفعه

(۱) قیاس کا لغوی واصطلاحی معنی بیان کریں اور صاحب حسامی نے قیاس کے لغوی معنی میں جو مطابقت بیان کی ہے اسے تحریر کریں؟ ۱۷

(۲) قیاس کی کتنی شرائط عدمی ہیں اور کتنی وجودی؟ نیز حسامی کی روشنی میں عدمی شرائط مع امثلہ تحریر کریں؟ ۱۷

سوال نمبر2: (۱) رکن کا لغوی واصطلاحی معنی اور قیاس کا رکن لکھیں؟ نیز بتائیں کہ وصف صالح اور وصف معدل سے کیا مراد ہے؟ (۱۶)

(۲) استحسان کا لغوی وشرعی معنی قلمبند کریں نیز استحسان بالاجماع اور استحسان بالضرورۃ کو مثالیں دے کر واضح کریں؟ ۱۷

سوال نمبر3: اما المعارضة التی فیها مناقضة فالقلب وهو نوعان

(۱) قلب کا لغوی واصطلاحی معنی لکھیں؟ نیز بتائیں کہ قلب کی نوع اوّل کس محل میں صحیح ہوتی ہے اور نوع ثانی کے تحقق کے لیے کیا امر ضروری ہے؟ (۱۶)

(۲) قلب کی دونوں انواع، ان کا ماخوذ منہ اور امثلہ سپرد قلم کریں؟ ۱۷

سوال نمبر 4: (۱) احکام مشروعہ کے متعلقات کتنے اور کون کون سے ہیں؟ نیز سبب کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں؟ (۱۶)

(۲) اما العلة فهی فی الشریعة عبارة عما یضاف الیه وجوب الحکم ابتداء

علت کا لغوی و اصطلاحی معنی بیان کرنے کے بعد خط کشیدہ قیود کے فوائد زینت قرطاس کریں؟ ۱۷

☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2016ء

﴿تیسرا پرچہ: اصول فقہ﴾

سوال نمبر 1: القیاس وھو یشتمل علی بیان نفس القیاس ورکنہ و حکمہ ودفعہ

(الف) قیاس کا لغوی واصطلاحی معنی بیان کریں اور صاحب حسامی نے قیاس کے لغوی معنی میں جو مطابقت بیان کی ہے اسے تحریر کریں؟

(ب) قیاس کی کتنی شرائط عدمی ہیں اور کتنی وجودی؟ نیز حسامی کی روشنی میں عدمی شرائط مع امثلہ تحریر کریں؟

جواب: (الف) قیاس کا لغوی واصطلاحی معنی:

جواب: جواب حل شدہ پرچہ بابت 2015ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

لغوی معنیٰ میں مطابقت: لغوی معنیٰ ہے اندازہ کرنا۔ پھر قیاس کو قیاس اس لیے کہتے ہیں کہ مجتہدین غیر منصوص مسئلے کا منصوص علیہ مسئلے کے ساتھ اندازہ کرتے ہیں۔

(ب) قیاس کی عدمی شرائط ووجودی شرائط کی تعداد:

قیاس کی کل چار شرطیں ہیں۔ ان میں سے دو (2) عدمی ہیں اور دو (2) ہی وجودی ہیں

عدمی شرائط: پہلی عدمی شرط یہ ہے کہ اصل کسی دوسری نص سے اپنے حکم کے ساتھ خاص نہ ہو۔ یعنی کسی نص سے یہ ثابت نہ ہو کہ اصل کا حکم اصل کے ساتھ ہی خاص ہے جیسے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی کا دو گواہیوں کے قائم مقام ہونا اور آپ اکیلے کی گواہی قبول ہونا نص سے ثابت ہے اور آپ کے ساتھ ہی خاص ہے۔

دوسری عدمی شرط یہ ہے کہ اصل یعنی منصوص علیہ مسئلہ خلاف قیاس نہ ہو جیسے: رکوع

سجود والی نماز میں بالغ آدمی کا قہقہہ لگانے سے طہارت یعنی وضو واجب ہوتا ہے۔

سوال نمبر 2: (الف) رکن کا لغوی واصطلاحی معنی اور قیاس کا رکن لکھیں نیز بتائیں کہ وصف صالح اور وصف معدل سے کیا مراد ہے؟

(ب) استحسان کا لغوی وشرعی معنی قلمبند کریں؟ نیز استحسان بالاجماع اور استحسان بالضرورۃ کو مثالیں دے کر واضح کریں؟

جواب: (الف) رکن کا لغوی واصطلاحی معنی:

لغت میں کسی شئی کی قوی جانب کو رکن کہتے ہیں۔ اصطلاح میں وہ عمل ہے جس پر کسی حکم شرعی کی بنیاد ہو اور اس کے بغیر مامور بہ کی ادائیگی صحیح نہ ہو جیسے: قیام اور رکوع وغیرہ نماز کے رکن ہیں۔

قیاس کے رکن: قیاس کے چار رکن ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱-اصل ۲-فرع ۳-علت ۴-حکم

وصف صالح: وصف صالح سے مراد یہ ہے کہ وہ وصف ان علتوں کے موافق ہو جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سلف سے منقول ہیں۔

وصف معدل: وہ وصف ہے' جو وصف صالح کی طرح نہ ہو۔

(ب) استحسان کا لغوی واصطلاحی معنی:

اس کا لغوی معنی ہے: حسن کو طلب کرنا اور اصطلاح میں قیاس خفی کو ہی استحسان کہتے ہیں۔

مثالیں: استحسان بالاجماع کی مثال جیسے: استصناع کی بیع۔ قیاس تو چاہتا ہے کہ نا جائز ہو لیکن اجماع امت کی وجہ سے جائز ہے۔ (استصناع کا مطلب ہے کہ سائی پر کوئی شئی تیار کروانا) استحسان بالضرورۃ کی مثال جیسے: جب کنویں کا پانی نکالیں تو وہ پاک ہو جاتا ہے جبکہ قیاس کا تقاضا ہے کہ اس کی دیواریں، رسی، ڈول، دیواریں، کیچڑ اور اس میں موجود گھاس سب نجس ہیں کہ ان کو پاک پانی سے نہیں دھویا گیا۔ لہٰذا ضرورت کے تحت استحساناً طہارت کا حکم لگا دیا۔

سوال نمبر3: اما المعارضة التی فیها مناقضة فالقلب وهو نوعان

(الف) قلب کا لغوی و اصطلاحی معنی لکھیں؟ نیز بتائیں کہ قلب کی نوع اوّل کس محل میں صحیح ہوتی ہے اور نوع ثانی کے تحقق کے لیے کیا امر ضروری ہے؟

(ب) قلب کی دونوں انواع، ان کا ماخوذ منہ اور امثلہ سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) قلب کا لغوی و اصطلاحی معنی:

قلب لغت میں دو معانی پر بولا جاتا ہے:

نمبر۱: شئی کے اعلیٰ کو اس کا اسفل بنانا جیسے: قصعہ کا قلب۔

نمبر۲: شئی کے ظاہر کو باطن بنانا جیسے: جراب کا قلب۔

اصطلاح میں قلب کا معنی ہے علت کو اس ہیئت کی طرف پھیرنا/بدلنا۔ وہ ہیئت پہلی ہیئت کے مخالف ہو وہ اس طرح کہ معلول کو علت اور علت کو معلول بنایا جائے۔

قلب کی نوع اوّل اس قیاس اور محل میں صحیح ہوتی ہے جس میں تعلیل حکم پر ہو۔ قلب کی دوسری قسم کے تحقق کے لیے ضروری ہے کہ اس تعلیل میں کوئی وصف زائد موجود ہو جو وصف اوّل کی تفسیر بنے۔

(ب) دونوں قسموں کا ماخوذ منہ:

قلب کی پہلی قسم قلب الاناء سے ماخوذ ہے۔ دوسری قسم کا ماخوذ منہ قلب الجراب ہے۔

قلب کی اقسام اور مثالیں: قلب کی پہلی قسم یہ ہے کہ علت کو حکم بنانا اور حکم کو علت بنانا۔ اس کی مثال جیسے: غیر شادی شدہ کافر اگر زنا کرے تو اس کی حد زنا سو کوڑے ہیں۔ اگر شادی شدہ کافر زنا کرتا ہے تو اس کی سزا میں اختلاف ہے۔ عند الشوافع اس کی سزا رجم ہے وعند الاحناف اس صورت میں بھی سو کوڑے ہی لگائے جائیں گے۔ احناف کہتے ہیں کہ کنوارے مسلمان کو سو کوڑے لگائے جاتے ہیں جبکہ شادی شدہ کو رجم کیا جاتا ہے۔ جب انقلاب کا احتمال باقی ہے تو پھر اصل باطل ہو گیا۔

قلب کی دوسری قسم ہے کہ حکم کو باقی رکھتے ہوئے سابقہ ثابت شدہ حکم کے خلاف

علت بنا دیا جائے جیسے: عند الشوافع رمضان کے روزے نیت کی تعیین کے بغیر درست نہیں ہیں، کیونکہ رمضان کی قضا فرض ہے اور فرض بغیر تعیین کے درست نہیں۔ احناف کہتے ہیں: تعیین جب شارع علیہ السلام کی طرف سے ہو چکی ہے، کیونکہ رمضان کا روزہ فرض ہے اور فرض معین ہوتا ہے۔ لہٰذا تعیین کی ضرورت نہیں۔ البتہ قضاء رمضان میں تعیین ضروری ہے۔

سوال نمبر4: (الف) احکام مشروعہ کے متعلقات کتنے اور کون کون سے ہیں نیز سبب کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں؟

(ب) اما العلة فهی فی الشریعة عبارة عما یضاف الیه وجوب الحکم ابتداء

علت کا لغوی و اصطلاحی معنی بیان کرنے کے بعد خط کشیدہ قیود کے فوائد زینت قرطاس کریں؟

(الف) احکام مشروعہ کے متعلقات:

احکام مشروعہ کے متعلقات چار ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱۔سبب ۲۔علت ۳۔شرط ۴۔علامت

سبب کی اقسام: سبب کی چار قسمیں ہیں:

۱۔سبب حقیقی ۲۔سبب مشابہ بالعلت ۳۔سبب مجازی ۴۔سبب بمعنی علت۔

(ب) علت کا لغوی و اصطلاحی معنی:

العلة فی اللغة عبارة عن المغیر یعنی لغت میں علت تبدیلی کو کہتے ہیں؟

اصطلاح میں علت اس کو کہتے ہیں جس کی طرف ابتداء حکم مضاف ہوتا ہے۔

خط کشیدہ قیود کا فائدہ:

اس قید سے سبب، علامت اور علت کی علت سے احتراز ہو گیا اور ان چیزوں کو نکالنے کے لیے اس قید کا اضافہ کیا گیا ہے، کیونکہ مذکورہ چیزوں کی طرف ابتداء حکم کا وجوب مضاف نہیں ہوتا۔

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس لأهل السنة باکستان

الشهادة العالية "السنة الاولیٰ" للطلاب

الموافق سنة ۱۴۳۷ھ/2016ء

﴿چوتھا پرچہ: فقہ﴾

الوقت المحدد: ثلث ساعات　　　　مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: پہلا سوال لازمی ہے باقی تین میں سے دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: واذا طلق الرجل امرأته بائنا أو رجعيا لم يجز له أن يتزوج باختها حتى تنقضى عدتها

(۱) عبارت پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟ (۱۰)

(۲) مذکورہ مسئلہ میں اختلاف ائمہ مع الدلائل قلمبند کریں؟ (۱۵)

(۳) حالت احرام میں نکاح کے بارے میں اختلاف ائمہ مع الدلائل تحریر کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 2: واذا اختلط لبن امرأتين تعلق التحريم باغلبهما

(۱) رضاع کا لغوی واصطلاحی معنی بیان کریں؟ (۱۰)

(۲) مذکورہ مسئلہ میں اختلاف ائمہ مع الدلائل قلمبند کریں؟ (۲۰)

سوال نمبر 3: الايمان على ثلاثة أضرب اليمين الغموس ويمين منعقدة ويمين لغو

(۱) یمین کی اقسام ثلاثہ کی تعریف کرنے کے بعد غموس کی وجہ تسمیہ سپرد قلم کریں؟ (۱۰)

(۲) کفارۂ یمین کی کتنی اور کون کون سی صورتیں ہیں؟ تفصیلاً تحریر کریں؟ (۲۰)

سوال نمبر 4: اذا قذف الرجل امرأته بالزنا وهما من اهل الشهادة والمرأة ممن يحد قاذفها او نفى نسب ولدها و طالبته بموجب القذف فعليه اللعان .

(۱) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کریں؟ (۱۰)

(۲) لعان کا لغوی واصطلاحی معنی تحریر کریں؟ (۱۰)

(۳) غلام، کافر یا محدود فی القذف خاوند، اگر اپنی بیوی پر تہمت لگائے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ بالدلیل سپرد قلم کریں؟ (۱۰)

☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2016ء

﴿چوتھا پرچہ: فقہ﴾

سوال نمبر 1: وَاِذَا طَلَّقَ الرَّجُلُ امْرَاَتَهٗ طَلَاقًا بَائِنًا اَوْ رَجْعِيًّا لَمْ يَجُزْ لَهٗ اَنْ يَتَزَوَّجَ بِاُخْتِهَا حَتّٰى تَنْقَضِيَ عِدَّتُهَا

(الف) عبارت پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(ب) مذکورہ مسئلہ میں اختلاف ائمہ مع الدلائل قلمبند کریں؟

(ج) حالت احرام میں نکاح کے بارے میں اختلاف ائمہ مع الدلائل تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ سطور ذیل میں ملاحظہ کریں:

اور جب مرد نے اپنی بیوی کو طلاق بائنہ یا رجعی دی تو اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ اس کی عدت پوری ہونے تک اس کی بہن سے نکاح کرے۔

(ب) مذکورہ مسئلہ میں اختلاف آئمہ فقہ:

اگر اپنی بیوی کو طلاق بائنہ یا رجعی دی تو عدت پوری ہونے سے پہلے اس کی بہن سے شادی کرنا حرام ہے۔ یہ احناف کا مؤقف ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اگر اس کی عدت طلاق بائنہ یا تین طلاق والی ہو تو اس کی بہن سے شادی کرنا جائز ہے، کیونکہ اس صورت میں نکاح بالکل ختم ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حرمت کا علم رکھتے ہوئے اس سے وطی کرتا ہے تو اس پر حد واجب ہے۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ پہلا نکاح احکام کے باقی رہنے کی وجہ سے قائم ہے۔ یعنی نکاح بالکل ختم نہیں ہوا بلکہ اس کے احکام مثلاً عورت کو نان ونفقہ دینا وغیرہ باقی ہے۔ رہا حد کا مسئلہ اولاً

تو ہم تسلیم ہی نہیں کرتے کہ حد واجب ہے۔ اگر بالفرض مان بھی لیں تو حلیت کے حق میں مرد کی ملکیت زائل ہو چکی ہے۔ اس لیے اگر اس کے ساتھ وطی کرے گا تو زناء ثابت ہو جائے گا۔ مذکورہ مسائل میں چونکہ ملکیت باقی ہے اس لیے اگر اس کی بہن سے نکاح کرے گا تو جمع بین الاختین لازم آئے گا جو کہ جائز نہیں ہے۔

(ج) حالت احرام میں نکاح کا حکم:

عندالاحناف محرم اور محرمہ کا حالت احرام میں نکاح کرنا جائز ہے جبکہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ناجائز ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لا ینکح المحرم ولا ینکح"۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے حالت احرام میں نکاح کیا۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی بیان کردہ روایت وطی پر محمول ہے۔

سوال نمبر 2: واذا اختلط لبن امرأتين تعلق التحريم باغلبهما

(الف) رضاع کا لغوی واصطلاحی معنی بیان کریں؟

(ب) مذکورہ مسئلہ میں اختلاف ائمہ مع الدلائل قلمبند کریں؟

جواب: (الف) رضاع کا لغوی واصطلاحی معنی:

رضاع کا لغوی معنیٰ ہے: چھاتی سے دودھ چوسنا۔ اصطلاحی معنیٰ ہے: شیر خوار بچے کا مخصوص چھاتی یعنی عورت کی چھاتی سے مخصوص مدت میں دودھ چوسنا۔

(ب) مذکورہ مسئلہ میں اختلاف آئمہ:

جب دو عورتوں کا دودھ مل جائے تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حرمت اس سے متعلق ہوگی جس کا دودھ زیادہ ہوگا، کیونکہ دونوں ہی مل کر ایک شئی ہو گئے ہیں۔ لہٰذا اقل کو اکثر کے تابع کیا جائے گا۔ امام صاحب کی ایک روایت یہی ہے۔ امام محمد اور امام زفر رحمہما اللہ فرماتے ہیں: تحریم کا تعلق دونوں سے ہوگا، کیونکہ جنس جنس پر غالب نہیں آتی۔ لہٰذا شئی اپنی جنس سے مل کر ہلاک نہیں ہوتی بلکہ زیادہ ہوتی ہے، کیونکہ مقصد متحد ہے۔ امام

صاحب کی اس مسئلہ میں دو روایتیں ہیں:

ایک روایت میں وہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہیں۔امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بھی ایک قول یہی ہے۔ایک روایت میں آپ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہیں۔

سوال نمبر3: الایمان علی ثلاثة أضرب الیمین الغموس ویمین منعقدة ویمین لغو

(الف) یمین کی اقسام ثلاثہ کی تعریف کرنے کے بعد غموس کی وجہ تسمیہ سپرد قلم کریں؟

(ب) کفارہ یمین کی کتنی اور کون کون سی صورتیں ہیں؟ تفصیلاً تحریر کریں؟

جواب:(الف) اقسام یمین کی تعریفیں:

یمین کی تین اقسام ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱-یمین غموس: گزشتہ بات پر جان بوجھ کر جھوٹ بولتے ہوئے قسم اٹھانا، یمین غموس کہلاتا ہے۔

۲-یمین منعقدہ: زمانہ مستقبل میں کسی امر کے کرنے یا نہ کرنے کی قسم اٹھانا ہے۔

۳-یمین لغو: کسی امر ماضی پر یہ گمان کرتے ہوئے قسم اٹھانا کہ جس طرح میں نے کہا: ویسا ہی ہے، حالانکہ معاملہ اس کے خلاف ہوتا ہے۔

غموس کی وجہ تسمیہ: غموس غمس سے ہے اور غمس کا معنی ہے ڈوبنا، غوطہ لگانا۔ایسی قسم اٹھانے والا چونکہ گناہ میں ڈوبتا ہے، اس لیے اس قسم کو غموس کہتے ہیں۔

(ب) کفارہ یمین کی صورتیں:

قسم کا کفارہ ایک غلام آزاد کرنا ہے یا دس مسکینوں کو کپڑے پہنانا ہے۔ہر مسکین کو ایک یا ایک سے زیادہ کپڑے دے۔کپڑا کم از کم اتنا ہو کہ اس میں نماز جائز ہو یا چاہے تو دس مسکینوں کو کھانا کھلا دے۔اگر مذکورہ تینوں چیزوں میں سے کسی ایک پر بھی قادر نہ ہو تو پھر مسلسل تین روزے رکھے۔امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ اختیار دیتے ہیں کہ مسلسل روزے

رکھے یا الگ الگ۔

سوال نمبر4: اذا قذف الرجل امرأته بالزنا وهما من اهل الشهادة والمرأة ممن يحد قاذفها او نفى نسب ولدها و طالبته بموجب القذف فعليه اللعان .

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کریں؟

(ب) لعان کا لغوی واصطلاحی معنیٰ تحریر کریں؟

(ج) غلام، کافر یا محدود فی القذف خاوند اگر اپنی بیوی پر تہمت لگائے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ بالدلیل سپرد قلم کریں؟

جواب:(الف) ترجمۃ العبارت:

جب مرد اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے اور وہ دونوں اہل شہادت سے ہوں اور عورت وہ ہے جس کے قاذف کو حد لگائی گئی ہو یا پھر اس کے بچے کے نسب کی نفی کردی گئی ہو۔عورت نے موجب قذف کا مطالبہ کیا تو اس پر لعان ہے۔

(ب) لعان کا لغوی واصطلاحی معنیٰ:

لعان کا لغوی معنیٰ ہے: لعنت کرنا، پھٹکارنا۔اصطلاح میں ان شہادتوں کا نام ہے جو زوجین کے درمیان جاری ہوں اور غضب ولعن کے ساتھ مقرون ہوں۔

(ج) مذکورہ افراد کی بیوی پر تہمت کا حکم:

اگر غلام یا کافر یا قذف کی سزا یافتہ شوہر اپنی بیوی پر تہمت لگائے تو اس پر حد جاری ہو گی، کیونکہ مذکورہ افراد اہل شہادت نہیں ہیں۔اس لیے لعان متعذر رہے۔جب لعان متعذر ہوا تو پھر حکم موجب اصلی کی طرف پھیرا جائے گا اور وہ حدِ قذف ہے۔یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے ثابت ہے:"وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصِنَاتِ، الاية" لعان تو موجب اصلی کا خلیفہ ہے۔جب خلیفہ متعذر رہا تو حکم اصلی ثابت ہو جائے گا۔

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس لأهل السنة باكستان

الشهادة العالية "السنة الاولیٰ" للطلاب

الموافق سنة ۱۴۳۷ھ/2016ء

﴿پانچواں پرچہ: عربی ادب وبلاغت﴾

الوقت المحدد: ثلث ساعات　　مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: القسم الاول کے دونوں جبکہ القسم الثانی سے کوئی دوسوال حل کریں۔

القسم الاوّل: عربی ادب

سوال نمبر 1: درج ذیل میں سے پانچ اجزاء کا ترجمہ کریں؟ ۵×۸=۴۰

(۱)قال لما اقتعدت غارب الاغتراب وانأتنی المتربة عن الاتراب طوحت بی طوائح الزمن الی صنعاء اليمن .

(۲)فزفر زفرة القيظ وكاد يتميز من الغيظ ولم يزل يحملق الی حتی خفت يسطو علی .

(۳)فلما أبت من غربتی الی منبت شعبتی حضرت دار كتبها التی هی منتدی المتادبين وملتقی القاطنين منهم والمتغربين .

(۴)فلما رأيت تلهب جذوته وتالق جلوته امعنت النظر فی توسمه وسرحت الطرف فی ميسمه .

(۵)فما زال به قطوب الخطوب وحروب الكروب وشرر الحسود وانتياب النوب السود حتی صفرت الراحة .

(۶)فقلت كيف حالك والحوادث فقال انقلب فی الحالين بؤس

ورخاء وانقلب مع الريحين زعزع ورخاء .

(۷)احتمل الخليط ولو ابدی التخليط واود الحميم ولو جرعنی الحميم وافضل الشفيق علی الشقيق .

سوال نمبر 2: درج ذیل میں سے پانچ الفاظ کے معانی تحریر کریں؟ (۱۰)

(۱)فَوَلَجْتُ . (۲) تَنْتَهِكُ . (۳) مُطَاوِعَةٌ . (۴) جَدَحَتْ .

(۵)تَوَجَّسَ . (۶)الشَّوَائِبُ . (۷)اِسْتَطَبْنَا . (۸) يُنَافِسُ .

القسم الثانی: بلاغت

سوال نمبر 3: (۱) تنافر کی تعریف کرتے ہوئے درج ذیل شعر کا ترجمہ کریں اور اس میں تنافر کی نشاندہی فرمائیں؟ ۱۲

غدائره مستشزرات الی العلی　　تضل العقاص فی مثنی ومرسل

(۲) اگر مستشزرات کی بجائے مستشرف ہوتا تو کیا ثقل زائل ہوسکتا تھا؟ مختصر المعانی کی روشنی میں جواب دیں۔ ۱۳

سوال نمبر 4: (۱) يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا کی تشریح اس انداز سے کریں کہ واضح ہوجائے یہ کس کی مثال ہے؟ نیز مثل لہ کی تعریف کریں؟ ۱۲

(۲) قصر کا لغوی واصطلاحی معنی بیان کرنے کے بعد "قصر الموصوف علی الصفة" اور "قصر الصفة علی الموصوف" کی وضاحت کریں؟ ۱۳

سوال نمبر 5: درج ذیل میں سے کسی پانچ اصطلاحات کی تعریف کریں اور مثال دیں؟ (۲۵)

التمنی، النداء، فصل، وصل، تذنیب، التوشیع، التذییل، الاعتراض

☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2016ء

﴿پانچواں پرچہ: عربی ادب وبلاغت﴾

القسم الاول: عربی ادب

سوال نمبر 1: درج ذیل میں سے پانچ اجزاء کا ترجمہ کریں؟

(۱) قال لما اقتعدت غارب الاغتراب وانأتني المتربة عن الاتراب طوحت بي طوائح الزمن الی صنعاء اليمن .

(۲) فزفر زفرة القيظ وكاد يتميز من الغيظ ولم يزل يحملق الي حتى خفت يسطو علي .

(۳) فلما أبت من غربتي الى منبت شعبتي حضرت دار كتبها التي هي منتدى المتأدبين وملتقى القاطنين منهم والمتغربين .

(۴) فلما رأيت تلهب جذوته وتالق جلوته امعنت النظر في توسمه وسرحت الطرف في ميسمه .

(۵) فما زال به قطوب الخطوب وحروب الكروب وشرر شر الحسود وانتياب النوب السود حتى صفرت الراحة .

(۶) فقلت كيف حالك والحوادث فقال انقلب في الحالين بؤس ورخاء وانقلب مع الريحين زعزع ورخاء .

(۷) احتمل الخليط ولو ابدى التخبيط واود الحميم ولو جرعني الحميم وافضل الشفيق على الشقيق .

جواب: ترجمۃ:

۱- اس نے کہا: جب میں سفر کی کوہان پر سوار ہوا اور فقر نے مجھے ہم عمر دوستوں سے دور کر دیا تو زمانے کے حوادثات نے مجھے صنعاء یمن کی طرف پھینکا۔

۲- پس اس نے ایک گرم لمبی سانس لی قریب تھا کہ وہ غصے سے پھٹ جاتا اور میری طرف مسلسل آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا حتیٰ کہ میں نے خوف کیا کہ وہ مجھ پر حملہ نہ کر دے۔

۳- پس جب میں اپنے سفر سے اپنی شاخ کے اگنے کی جگہ کی طرف لوٹا تو میں اس کے اس کتب خانہ میں حاضر ہوا جو ادیبوں کے جمع ہونے کی جگہ اور ان میں سے مسافر اور مقیم لوگوں کے ملنے کا مقام تھا۔

۴- پس جب میں نے اس کی چنگاری کے شعلے کو اور اس کے جلوے کو چمکتے دیکھا تو میں نے اسے پہچاننے کے لیے گہری نظر سے دیکھا اور اس کی علامت میں نگاہ دوڑائی۔

۵- پس ہمیشہ اس کے ساتھ حوادثات کی ترش روئی، غموں کی لڑائی، حاسد کے شر کی چنگاریاں اور سیاہ مصیبتوں کا بار بار آنا رہا ہے حتیٰ کہ ہتھیلی خالی ہوگئی۔

۶- پس کیا حال ہے تیرا حوادثات زمانہ کے ساتھ؟ پس اس نے کہا: میں دو حالتوں یعنی تنگی اور فراخی میں پلٹتا ہوں اور دو ہواؤں یعنی آندھی اور نسیم کے ساتھ بدلتا ہوں۔

۷- میں ساتھی برداشت کرتا ہوں اگرچہ وہ گڑبڑ کرے، میں دوست سے محبت کرتا ہوں اگرچہ وہ مجھے گرم پانی گھونٹ گھونٹ کر پلائے اور میں دوست کو سگے بھائی پر ترجیح دیتا ہوں۔

سوال نمبر 2: درج ذیل میں سے پانچ الفاظ کے معانی تحریر کریں؟

(۱) فولجت . (۲) تنتهك . (۳) مطاوعة . (۴) جدحت .

(۵) توجس . (۶) الشوائب . (۷) استطبنا . (۸) ينافس .

جواب: فَوَلَجْتُ: پس میں داخل ہوا۔ تَنْتَهِكُ: تو بے حرمتی کرتا ہے۔

جَدَّحَتْ: ملا دیا، خلط ملط کر دیا، تھما دیا اس نے۔

تَوَجَّسُ: اس نے محسوس کیا۔شَوَائِبُ: شائبہ کی جمع ہے بمعنی مصیبتیں۔

اِسْتَطْبَنَا: ہم نے پسند کیا۔ہم نے اچھا سمجھا۔

یُنَافَسُ: رغبت دلائی جاتی ہے۔

القسم الثانی: بلاغت

سوال نمبر3:(الف) تنافر کی تعریف کرتے ہوئے درج ذیل شعر کا ترجمہ کریں اور اس میں تنافر کی نشاندہی فرمائیں؟

غدائرہ مستشزرات الی العلی   تضل العقاص فی مثنی ومرسل

(ب) اگر مستشزرات کی بجائے مستشرف ہوتا تو کیا ثقل زائل ہوسکتا تھا؟ مختصر المعانی کی روشنی میں جواب دیں۔

جواب:(الف) تنافر کی تعریف: کلمے میں ایسا وصف ہونا جو زبان پر ثقل کو واجب کر دے اور نطق کو مشکل کر دے۔

شعر کا ترجمہ: اس کی مینڈیاں اوپر کی طرف اٹھی ہوئی ہیں اور (اس کے بالوں کا) جوڑا گوندھے اور لٹکے ہوئے بالوں میں غائب ہے۔

محل استشہاد: مذکورہ شعر میں لفظ مستشزرات میں تنافر پایا جا رہا ہے۔

(ب) اگر مستشزرات کی جگہ متشرف ہونے کا حکم؟

اگر مستشزرات کی جگہ مستشرفات ہوتا تو یہ ثقل زائل ہو جاتا لیکن اس میں نظر و اعتراض ہے، کیونکہ راء مہملہ بھی مجہورہ سے ہے جو ثقل کا سبب مستشزر میں تھا وہی مستشرف میں رہا۔

سوال نمبر4:(الف) یَوْمًا یَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِیْبًا کی تشریح اس انداز سے کریں کہ واضح ہو جائے یہ کس کی مثال ہے، نیز مُشَبَّہ لہ کی تعریف کریں۔

(ب) قصر کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ بیان کرنے کے بعد "قصر الموصوف علی الصفۃ" اور "قصر الصفۃ علی الموصوف" کی وضاحت کریں؟

جواب:(الف) مذکورہ مثال کی تشریح: یہ مجاز عقلی کی مثال ہے، کیونکہ اس مثال میں فعل کی نسبت زمان کی طرف کی گئی ہے حالانکہ بوڑھا کرنا حقیقت میں اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔

مجاز عقلی کی تعریف: فعل یا شبہ فعل کا اسناد ایسے ملابس کی طرف کرنا جو ما ھو لہ کا غیر ہو قرینہ کے ساتھ۔

(ب) قصر کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ:

قصر کا لغوی معنیٰ ہے حبس یعنی بند کرنا اور اصطلاحی معنیٰ ہے مخصوص طریقے سے ایک شئی کو دوسری شئی کے ساتھ خاص کرنا۔

قصر موصوف علی الصفت: قصر کی ابتداء دو قسمیں ہیں: ۱-قصر حقیقی۔۲-قصر غیر حقیقی۔ پھر ان میں ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں۔ پہلی قسم قصر موصوف علی الصفت۔ یعنی موصوف کو اس صفت پر بند کرنا کہ موصوف اس سے صفت سے متجاوز ہو کر دوسری صفت کی طرف نہیں جاتا لیکن وہ صفت کسی دوسرے موصوف کی ہو سکتی ہے جیسے: مَا زَیْدٌ اِلَّا کَاتِبٌ اس کا مطلب یہ ہے کہ زید صفت کتابت کے علاوہ کسی اور صفت سے متصف نہیں ہے لیکن کتابت زید کے علاوہ اور میں بھی پائی جا سکتی ہے۔

قصر صفت علی الموصوف: صفت کو موصوف پر بند کرنا کہ وہ صفت اس موصوف سے متجاوز ہو کر کسی دوسرے موصوف کی طرف نہیں جاتی لیکن موصوف میں کوئی اور صفت بھی پائی جا سکتی ہے جیسے: مَا فِی الدَّارِ اِلَّا زَیْدٌ اس کا مطلب یہ ہے کہ دار معین میں حصول صرف زید پر ہی بند ہے۔

سوال نمبر5: درج ذیل میں سے کسی پانچ اصطلاحات کی تعریف کریں اور مثال دیں۔

التمنی، النداء، فصل، وصل، تذنیب، التوشیع، التذییل،

الاعتراض

جواب: ۱- تمني: محبت کے طریقے پر کسی شئی کو طلب کرنا جیسے: لَیْتَ زَیْدًا حَاضِرٌ۔

۲- وصل: جملے کے بعض کا بعض پر عطف کرنا جیسے: زَیْدٌ یَکْتُبُ وَ یَشْعُرُ۔

۳- فصل: جملے کے بعض کا بعض پر عطف نہ کرنا یعنی عطف کو چھوڑ دینا جیسے "وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِهِمْ قَالُوْآ اِنَّا مَعَکُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ اللّٰهُ یَسْتَهْزِئُ بِهِمْ ."

۴- تذنیب: هُوَ جَعْلُ الشَّیْءِ ذُنَابَةً لِلشَّیْءِ .

۵- توشیع: کلام کے آخر میں تثنیہ لایا جائے جس کی تفسیر دو اسموں کے ساتھ کی جائے کہ ان میں دوسرا پہلے پر معطوف ہو جیسے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے:

"یشیب ابن آدم ویشب فیه الخصلتان الحرص وطول الاصل ."

۶- تذییل: ایک جملے کے بعد دوسرا جملہ لانا جو پہلے جملے کے معنی پر مشتمل ہو تاکید کے لیے جیسے: جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَهُوْقًا ۔ اسی طرح ذٰلِکَ جَزَیْنٰهُمْ بِمَا کَفَرُوْا وَهَلْ نُجٰزِیْ اِلَّا الْکَفُوْرَ۔

۷- اعتراض: کلام کے درمیان یا ایسے دو کلاموں کے درمیان کوئی جملہ لانا جن کا آپس میں معنوی تعلق ہو جیسے: ان الثمانین وبلغتها قد احوجت سمعی الی ترجمان۔

☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس لأهل السنة باکستان

الشهادة العالية "السنة الاولٰی" للطلاب

الموافق سنة ۱۴۳۷ھ/2016ء

﴿چھٹا پرچہ: عقائد و منطق﴾

الوقت المحدد: ثلث ساعات　　　مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: دونوں قسموں سے دو، دو سوال حل کریں۔

القسم الاوّل: العقائد

سوال نمبر 1: وأفضل البشر بعد نبينا عليه السلام أبوبكر الصديق، ثم عمر الفاروق، ثم عثمان ذاولنورين، ثم علی رضی الله عنهم وخلافتهم علی هذا الترتيب أيضا .

(۱) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر اس کا ترجمہ کریں؟ (۱۰)

(۲) خلافت کی کتنی اور کون کون سی شرائط ہیں؟ ۱۵

سوال نمبر 2: (۱) توسل کا مطلب کیا ہے؟ تشریح و توضیح سپرد قلم کریں؟ (۱۰)

(۲) انبیاء و اولیاء سے توسل کا کیا حکم ہے؟ تفصیلاً تحریر کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 3: (۱) میلاد شریف منانے اور اس کے لیے اجتماع کا کیا حکم ہے؟ ۱۰

(۲) بدعت حسنہ اور بدعت قبیحہ کی تعریف و توضیح زینت قرطاس کریں؟ (۱۵)

القسم الثانی: منطق

سوال نمبر 4: وهو حصول صورة الشیء فی العقل اشارة الی تعريف

مطلق التصور دون تصور فقط

(۱) مذکورہ عبارت کا ترجمہ وتشریح سپرد قلم کریں؟ ۵

(۲) "ھو" ضمیر کا مرجع تصور فقط ہوسکتا ہے یا نہیں؟ نیز اس کی وجہ تفصیلاً تحریر کریں؟ (۱۰)

(۳) یہاں تصور فقط کی تعریف کی جانی چاہیے تھی کیونکہ ماقبل میں وہی مذکور ہے لیکن مصنف نے ایسا نہیں کیا' آپ اس عدول کی وجہ لکھیں؟ (۱۰)

سوال نمبر5: وان لم تتساو الافراد بل كان حصوله فی بعضها اولی واقدم واشد من البعض الأخر يسمى مشككا

(۱) سلیس اردو میں ترجمہ وتشریح سپرد قلم کریں؟ (۱۰)

(۲) تشکیک کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں؟ قطبی کی روشنی میں تمام کی وضاحت کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر6: اقول كما أن الانواع الاضافية قد تترتب متنازلة كذلك الاجناس ايضا قد تترتب متصاعدة حتى يكون جنس فوقه جنس اخر

(۱) عبارت کا ترجمہ وتشریح سپرد قلم کریں؟ (۱۰)

(۲) جنس اور اس کی اقسام کی تعریفات وامثلہ قطبی کی روشنی میں تحریر کریں؟ (۱۵)

☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2016ء

﴿چھٹا پرچہ: عقائد ومنطق﴾

القسم الاوّل: العقائد

سوال نمبر1: وَاَفْضَلُ الْبَشَرِ بَعْدَ نَبِیِّنَا عَلَیْهِ السَّلَامُ اَبُوْبَکْرِ نِ الصِّدِّیْقُ، ثُمَّ عُمَرُ الْفَارُوْقُ، ثُمَّ عُثْمَانَ ذُوالنُّوْرَیْنِ، ثُمَّ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَخِلَافَتُھُمْ عَلٰی ھٰذَا التَّرْتِیْبِ اَیْضًا .

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر اس کا ترجمہ کریں؟

(ب) خلافت کی کتنی اور کون کون سی شرائط ہیں؟

جواب: (الف) ترجمہ: اعراب اوپر لگا دیے گئے اور ترجمہ ذیل میں ملاحظہ کریں:

"ہمارے نبی علیہ السلام کے بعد تمام انسانوں سے افضل حضرت ابوبکر صدیق ہیں' پھر حضرت عمر' پھر حضرت عثمان' پھر حضرت علی (رضی اللہ عنہم)۔ ان کی خلافت بھی اسی ترتیب سے ہے۔"

(ب) خلافت کی شرائط:

☆ ولایت مطلقہ کاملہ کا اہل ہو۔ ☆ احکام نافذ کرنے پر قادر ہو۔

☆ دارالاسلام کی حدود کا علم رکھتا ہو۔ ☆ ظالم سے مظلوم کو انصاف دلانے پر قادر ہو۔

☆ فاسق وفاجر نہ ہو۔

سوال نمبر2: (الف) توسل کا مطلب کیا ہے؟ تشریح وتوضیح سپرد قلم کریں؟

(ب) انبیاء و اولیاء سے توسل کا کیا حکم ہے؟ تفصیلاً تحریر کریں؟

جواب: (الف) توسل کا مطلب:

اللہ کے محبوب بندوں کے ذکر کے ساتھ برکت حاصل کرنا، کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کے سبب بندوں پر رحم فرماتا ہے۔ ان سے توسل کا معنی یہ ہوا کہ اپنی ضرورت پورا کرنے کے لیے بندہ ان کو وسیلہ اور واسطہ بنائے۔ یہ اللہ کے مقبول بندے ہیں، اللہ ان کی دعا کو قبول کرتا ہے اور ان کی سفارش قبول فرماتا ہے۔

(ب) توسل کا حکم:

انبیاء اور اللہ کے نیک بندوں سے استغاثہ یعنی اپنی ضروریات دنیاوی و اخروی میں مدد طلب کرنا جائز ہے۔ اہل سنت و جماعت اور جمہور مسلمین کا اس پر اجماع ہے اور ان کا اجماع حجت ہے۔ امام احمد اور امام طبرانی نے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ وہ میری امت کو گمراہی پر جمع نہ فرمائے تو اللہ تعالیٰ نے میری یہ دعا قبول فرمائی۔ اسی طرح ایک اور حدیث مبارکہ ہے کہ اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر کبھی جمع نہیں فرمائے گا۔ نیز وارد ہے کہ جس کو مسلمان اچھا خیال کریں وہ اللہ کے ہاں بھی اچھا ہی ہوتا ہے۔''

سوال نمبر 3: (الف) میلاد شریف منانے اور اس کے لیے اجتماع کا کیا حکم ہے؟

(ب) بدعت حسنہ اور بدعت قبیحہ کی تعریف و توضیح زینت قرطاس کریں؟

جواب: میلاد شریف کا حکم:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی خوشی منانا اور اس خوشی میں محفل میلاد کا انعقاد اچھا عمل ہے۔ اس پر ثواب دیا جاتا ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر و منزلت کا بیان ہوتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی کا اظہار ہوتا ہے۔ یاد رہے کہ ایسا اجتماع جس میں خلاف شرع کام ہو ہرگز ہرگز جائز نہیں ہے جس طرح کہ عموماً

آج کل ایسا ہوتا ہے۔

(ب) <u>بدعت حسنہ</u>: وہ بدعت ہے جس کو آئمہ ہدیٰ کتاب و سنت کے موافق سمجھیں اور اس میں مسلمانوں کے لیے بہتری ہو جیسے: قرآن کا جمع کرنا، نماز تراویح کی جماعت اور دینی مدارس کا قیام وغیرہ۔

<u>بدعت قبیحہ</u>: ہر وہ نیا کام ہے، جو قرآن و سنت کے خلاف ہو یا اجماع امت کے خلاف ہو۔

القسم الثانی: منطق

سوال نمبر 4: وهو حصول صورة الشيء في العقل اشارة الى تعريف مطلق التصور دون تصور فقط

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ و تشریح سپرد قلم کریں؟

(ب) ''ھو'' ضمیر کا مرجع تصور فقط ہو سکتا ہے یا نہیں؟ نیز اس کی وجہ تفصیلاً تحریر کریں؟

(ج) یہاں تصور فقط کی تعریف کی جانی چاہیے تھی کیونکہ ماقبل میں وہی مذکور ہے لیکن مصنف نے ایسا نہیں کیا؟ آپ اس عدول کی وجہ لکھیں۔

جواب: (الف) ترجمہ و تشریح:

''اور وہ شئی کی صورت کا عقل میں حاصل ہونا ہے'' (یہ) اشارہ ہے مطلق تصور کی تعریف کی طرف نہ کہ تصور فقط کی طرف۔

یہاں سے شارح یہ بتا رہے ہیں کہ ماتن کا قول ''حصول صورۃ الشی فی العقل''، مطلق تصور کی تعریف ہے تصور فقط جس کو تصور ساذج بھی کہتے ہیں، کی تعریف نہیں ہے، کیونکہ ماتن نے جب تصور فقط کا ذکر کیا تو اس میں انہوں نے دو چیزوں کا ذکر کیا ہے۔ ایک تصور مطلق کا، کیونکہ جب مقید کا ذکر کیا جاتا ہے تو وہاں مطلق بھی ضرور مذکور ہوتا ہے اور دوسرا تصور فقط کا جس کو تصور ساذج بھی کہتے ہیں۔

(ب) ھو ضمیر کا مرجع:

ھو ضمیر کا مرجع تصور فقط نہیں ہوسکتا، کیونکہ کسی شئی کی صورت کا عقل میں حاصل ہونا، یہ معنیٰ اس تصور پر بھی صادق آتا ہے جس کے ساتھ حکم ہو۔ لہٰذا اگر یہ ضمیر تصور فقط کی طرف لوٹے تو مذکورہ تعریف دخول غیر سے مانع نہ ہوگی۔ لہٰذا متعین ہوگیا کہ ضمیر مطلق تصور کی طرف راجع ہے، جو کہ علم کا مترادف ہے۔ تصور فقط کی طرف راجع نہیں ہے۔

(ج) تصور فقط کی تعریف نہ کرنے کی وجہ

اس جگہ تصور مطلق کی تعریف کی ہے تصور فقط کی نہیں، اس بات پر تنبیہ کرنے کے لیے لفظ تصور جس طرح تصور ساذج پر بولا جاتا ہے اسی طرح تصور مطلق پر بھی بولا جاتا ہے۔

سوال نمبر5: وان لم تتساو الافراد بل كان حصوله فی بعضها اولی واقدم واشد من البعض الأخر يسمى مشككا

(الف) سلیس اردو میں ترجمہ وتشریح سپرد قلم کریں؟

(ب) تشکیک کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں؟ قطبی کی روشنی میں تمام کی وضاحت کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ وتشریح:

اگر افراد برابر نہ ہوں بلکہ اس کا حصول بعض افراد میں اولیٰ ہو، مقدم ہو اور اشد ہو دوسرے بعض سے تو اس کو مشکک کہتے ہیں۔ یہاں سے ماتن لفظ مفرد واحد المعنی کی تیسری قسم کا بیان کر رہے ہیں کہ لفظ مفرد واحد المعنیٰ کی تیسری قسم مشکک ہے۔ مشکک وہ لفظ مفرد واحد المعنی ہے جس کا معنیٰ معین نہ ہو اور تمام افراد پر برابر صادق بھی نہ آتا ہو بلکہ اس کا صدق بعض پر اولیٰ، بعض پر غیر اولیٰ، بعض پر مقدم، بعض پر مؤخر، بعض پر اشد اور بعض پر اضعف ہو جیسے: سواد، بیاض۔

(ب) تشکیک کی اقسام:

تشکیک کی تین اقسام ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱- تشکیک بالاولویۃ یعنی افراد کا اولویت اور عدم اولویت میں مختلف ہونا جیسے: وجود کہ واجب میں اتم ہے ممکن کی بنسبت۔

۲- تشکیک بالتقدم والتاخر یعنی اس کا معنیٰ کا حصول بعض افراد میں مقدم ہو دوسرے بعض کے حصول پر جیسے: وجود کہ اس کا حصول واجب میں مقدم ہے بنسبت ممکن کے۔

۳- تشکیک بالشدت والضعف یعنی اس کے معنیٰ کا حصول بعض میں اشد ہو اور بعض میں غیر اشد جیسے: وجود کہ یہ واجب میں اشد ہے بنسبت ممکن کے۔

سوال نمبر6: اقول كما أن الانواع الاضافية قد تترتب متنازلة كذلك الاجناس ايضا قد تترتب متصاعدة حتى يكون جنس فوقه جنس اخر

(الف) عبارت کا ترجمہ وتشریح سپرد قلم کریں؟

(ب) جنس اور اس کی اقسام کی تعریفات وامثلہ قطبی کی روشنی میں تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ وتشریح:

میں کہتا ہوں کہ جس طرح انواع اضافیہ کبھی نزولی طور پر مترتب ہوتی ہیں اسی طرح اجناس بھی کبھی صعودی طور پر مترتب ہوتی ہیں۔ شارح وضاحت کر رہے ہے کہ جس طرح نوع کی ترتیب کے اعتبار سے چار قسمیں اور مرتبے ہیں اسی طرح جنس کے بھی ترتیب کے اعتبار سے چار مرتبے اور اقسام ہیں۔ مگر فرق یہ ہے کہ نوع کی ترتیب نزولی ہے یعنی اوپر سے نیچے کو آتی ہے اور سب سے نچلی نوع کو نوع الانواع کہتے ہیں اور جنس کی ترتیب صعودی ہے یعنی نیچے سے اوپر کو جاتی ہے اور سب سے اوپر والی جنس یعنی جوہر کو جنس الاجناس کہتے ہیں۔ نیچے والی کو جنس سافل جبکہ درمیان والی جو من وجہ عام ہے اور من وجہ خاص، کو جنس متوسط کہتے ہیں جیسے: جسم نامی۔

(ب) جنس کی تعریف: جنس وہ کلی ہے جو مختلفۃ الحقائق کثیرین پر ماھو کے جواب میں واقع ہو جیسے: حیوان انسان کے لیے۔

جنس کی اقسام: ترتیب کے اعتبار سے جنس کے چار مراتب یعنی اقسام ہیں۔ اس

طرح کہ اگر وہ جنس تمام اجناس سے عام ہو تو اس کو جنس الناس کہتے ہیں جیسے: جوہر۔ اگر وہ اجناس سے خاص ہو تو اس کو جنس سافل کہتے ہیں جیسے: حیوان۔ اگر وہ جنس من وجہ عام ہو اور من وجہ خاص تو اس کو جنس متوسط کہتے ہیں جیسے: جسم نامی و جسم۔ تمام کے مباین ہو اس کو جنس مفرد کہتے ہیں جیسے: عقل جبکہ جوہر کو اس کی جنس نہ مانیں، کیونکہ یہ نہ عام ہے نہ خاص۔

☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2017ء

☆ پرچہ اوّل: تفسیر واصول تفسیر	۷۱	☆ پرچہ دوم: حدیث واصول حدیث	۷۷
☆ پرچہ سوم: اصولِ فقہ	۸۲	☆ پرچہ چہارم: فقہ	۸۸
☆ پرچہ پنجم: ادب عربی وبلاغت	۹۳	☆ پرچہ ششم: عقائد ومنطق	۹۹

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2018ء

☆ پرچہ اوّل: تفسیر واصول تفسیر	۱۰۵	☆ پرچہ دوم: حدیث واصول حدیث	۱۱۳
☆ پرچہ سوم: اصولِ فقہ	۱۲۰	☆ پرچہ چہارم: فقہ	۱۲۸
☆ پرچہ پنجم: ادب عربی وبلاغت	۱۳۴	☆ پرچہ ششم: عقائد ومنطق	۱۴۱

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2019ء

☆ پرچہ اوّل: تفسیر واصول تفسیر	۱۴۹	☆ پرچہ دوم: حدیث واصول حدیث	۱۵۸
☆ پرچہ سوم: اصولِ فقہ	۱۶۶	☆ پرچہ چہارم: فقہ	۱۷۲
☆ پرچہ پنجم: ادب عربی وبلاغت	۱۷۹	☆ پرچہ ششم: عقائد ومنطق	۱۸۵

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) پاکستان

شهادة العالية السنة الأولى للطلاب الموافق سنة ۱۴۳۸ھ/2017ء

پہلا پرچہ: تفسیر و اصول تفسیر

الوقت المحدد: ثلث ساعات   مجموع الأرقام: ۱۰۰

سوال نمبر 4 اور 5 لازمی ہیں باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

﴿القسم الاوّل...... تفسیر﴾

سوال نمبر 1: واسئل من ارسلنا من قبلك من رسلنا اجعلنا من دون الرحمن ای غیره الهة یعبدون

(۱) ترجمہ کرنے کے بعد بتائیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں تو پھر آپ کو گزشتہ انبیاء کرام سے سوال کرنے کا حکم کیوں دیا گیا؟ (۵+۱۰=۱۵)

(۲) سوال سے کیا مراد ہے نیز بتائیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال مذکور کیا یا نہیں؟ جلالین کی روشنی میں جواب تحریر کریں؟ (۷+۸=۱۵)

سوال نمبر 2: وسبح بحمد ربك صل حامدا قبل طلوع الشمس ای صلاة الصبح وقبل الغروب ای صلاة الظهر والعصر ومن الليل فسبحه ای صل العشائین وادبار السجود بفتح الهمزة جمع دبر وبكسرها مصدر ادبر ای صل النوافل المسنونة عقب الفرائض وقيل المراد حقيقة التسبيح فی هذه الاوقات ملابسا للحمد واستمع يا مخاطب مقولی يوم يناد المناد هو اسرافيل من مكان قريب

(۱) کلام باری تعالیٰ وکلام مفسر کا ترجمہ کریں نیز "استمع" کا مفعول قلمبند کریں؟ (۱۰+۵=۱۵)

(۲) مکان قریب سے کیا مراد ہے؟ نیز بتائیں کہ مذکورہ ندا کن الفاظ میں ہوگی؟ (۷+۸=۱۵)

سوال نمبر 3: اقتربت الساعة قربت القيامة وانشق القمر

(۱) اقتربت کی تفسیر قربت سے کرنے کی وجہ لکھیں نیز قیامت سے کیا مراد ہے؟ اس کے علاوہ کوئی دو نام بھی تحریر کریں؟ (۵+۵+۵=۱۵)

(۲) ہلال، قمر اور بدر کا معنی لکھیں نیز انشقاق قمر کا واقعہ سپرد قلم کریں؟ (۹+۶=۱۵)

سوال نمبر 4: (۱) اصحاب فیل کا واقعہ اس انداز سے تحریر کریں کہ بادشاہ کا نام، علاقہ، اس کے ہاتھی کا نام مع کنیت مذکور ہو؟ (۱۰)

(۲) معوذتین کون سی سورتیں ہیں، ان کا شان نزول لکھیں اور ان کے فضائل بارے کوئی ایک حدیث مبارکہ تحریر کریں؟ (۲+۴+۴=۱۰)

﴿القسم الثانی...... اصول تفسیر﴾

سوال نمبر 5: درج ذیل میں سے کسی دو اجزاء کا جواب تحریر کریں:

(۱) تفسیر اور تاویل کے معانی اور ان کے درمیان فرق کی وضاحت کریں؟ (۵+۵=۱۰)

(۲) کوئی تین ایسی آیات کی نشاندہی کریں جو منسوخ ہوں نیز ان کی ناسخ آیات بھی سپرد قلم کریں؟ (۵+۵=۱۰)

(۳) قرآن مجید نے جن گمراہ فرقوں سے خطاب فرمایا ان کے نام اور ان سے مخاصمت کا اسلوب قرآنی تحریر کریں؟ (۵+۵=۱۰)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2017

پہلا پرچہ: تفسیر واصول تفسیر

﴿القسم الاوّل...... تفسیر﴾

سوال نمبر 1: واسئل من ارسلنا من قبلك من رسلنا اجعلنا من دون الرحمن الہة یعبدون ای غیرہ

(۱) ترجمہ کرنے کے بعد بتائیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں تو پھر آپ کو گزشتہ انبیاء کرام سے سوال کرنے کا حکم کیوں دیا گیا؟

(۲) سوال سے کیا مراد ہے نیز بتائیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال مذکور کیا یا نہیں؟ جلالین کی روشنی میں جواب تحریر کریں؟

جواب: (۱) ترجمہ: اور ان سے پوچھو جو ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے کیا ہم نے رحمٰن کے سوا کچھ اور خدا ٹھہرائے جن کی پوجا ہو۔

حکم سوال کیوں دیا گیا؟: علماء نے اس کے کئی مطالب بیان فرمائے ہیں۔ بعض نے کہا کہ یہ آیت اپنے ظاہر پر محمول ہے، تو مطلب یہ ہوا کہ شب معراج سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیاء کی امامت فرمائی اور اس رات تمام انبیاء علیہم السلام کو جمع کیا گیا تھا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم امامت سے فارغ

ہوئے تو جبریل امین نے عرض کیا: یارسول اللہ! اپنے سے پہلے انبیاء سے دریافت فرمالیجئے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے علاوہ کسی اور کی عبادت کی اجازت دی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کی کوئی ضرورت نہیں یعنی کوئی شک نہیں تمام انبیاء نے توحید کی ہی دعوت دی ہے۔ بعض نے کہا کہ مراد اس سے اہل کتاب مؤمنین ہیں۔

(ب) سوال سے مراد: سوال سے حقیقی سوال کرنا مراد نہیں بلکہ ان کے ادیان اور ملل میں غور وفکر کرنا اور تتبع وتلاش کرنا ہے کہ کیا کسی نبی کی ملت میں بتوں کی عبادت کا حکم آیا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال نہیں کیا، کیونکہ امر بالسوال سے مراد یہ ہے کہ قریش کے مشرکوں کو یہ بات باور کرانا تھا کہ کسی کتاب میں بتوں کی عبادت کا حکم آیا اور نہ ہی کسی رسول نے حکم دیا۔

سوال نمبر 2: وسبح بحمد ربك صل حامدا قبل طلوع الشمس ای صلاۃ الصبح وقبل الغروب ای صلاۃ الظهر والعصر ومن اللیل فسبحه ای صل العشائین وادبار السجود بفتح الهمزۃ جمع دبر وبکسرها مصدر ادبر ای صل النوافل المسنونۃ عقب الفرائض وقیل المراد حقیقۃ التسبیح فی هذه الاوقات ملابسا للحمد واستمع یا مخاطب مقولی یوم یناد المناد هو اسرافیل من مکان قریب

(۱) کلام باری تعالیٰ وکلام مفسر کا ترجمہ کریں نیز "استمع" کا مفعول قلمبند کریں؟

(۲) مکان قریب سے کیا مراد ہے؟ نیز بتائیں کہ مذکورہ ندا کن الفاظ میں ہوگی؟

جواب: (۱) ترجمہ عبارت: اور پاکی بولیں اپنے رب کی حمد کے ساتھ یعنی نماز پڑھیں حمد کرتے ہوئے طلوع شمس سے پہلے یعنی صبح کی نماز پڑھیں، غروب آفتاب سے پہلے یعنی ظہر وعصر کی نماز اور کچھ رات گئے اس کی تسبیح بولو یعنی مغرب اور عشاء کی نماز پڑھیں۔ نمازوں کے بعد، ادبار اگر ہمزہ کے فتح سے ہو تو یہ دبر کی جمع ہے اور اگر بکسرہ ہمزہ ہو تو ادبر کا مصدر ہے یعنی فرائض کے بعد نوافل بھی پڑھیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ مراد اس سے حقیقت تسبیح ہے ان اوقات میں حمد کے ساتھ ملا کر۔ اور اے مخاطب کان لگا کر سنو! جس دن پکارنے والا پکارے گا ایک جگہ کے پاس سے۔ اور وہ حضرت اسرافیل علیہ السلام ہیں۔

استمع کا مفعول: اس کا مفعول ہر وہ شخص ہے جس سے بھی خطاب ہو سکے یا جو خطاب کا اہل ہو۔

(ب) مکان قریب: یعنی صخرۃ بیت المقدس ہے جو آسمان کی طرف زمین کا سب سے قریب مکان ہے۔

ندا کے الفاظ: وہ فرمائیں گے "اے بوسیدہ اور گلی ہڈیوں، بکھرے ہوئے جوڑوں، ریزہ ریزہ شدہ گوشتوں اور پراگندہ بالوں والے۔ بے شک اللہ حکم دیتا ہے تمہیں فیصلے کے لیے جمع ہونے کا۔"

سوال نمبر 3: اقتربت الساعۃ قربت القیامۃ وانشق القمر

(۱) اقتربت کی تفسیر قربت سے کرنے کی وجہ لکھیں نیز قیامت سے کیا مراد ہے؟ اس کے علاوہ ان
دو نام بھی تحریر کریں؟

(۲) ہلال، قمر اور بدر کا معنی لکھیں نیز انشقاق قمر کا واقعہ سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) قربت سے تفسیر کی وجہ: اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ (اقتربت) فعل مزید (قربت) مجرد کے معنی میں ہے۔

قیامت سے مراد: لوگوں کا قبروں سے نکلنا۔

دیگر نام: الحاقہ، الواقعہ، یوم الدین، یوم الجزاء وغیر ذالک۔

(ب) ہلال: مہینے کے پہلے تین دنوں کے چاند کا نام ہلال ہے۔

قمر: تین دنوں کے بعد 14 ایام تک اس کا نام قمر ہے۔

بدر: چودہ تاریخ کی رات کا چاند بدر کہلاتا ہے۔

واقعہ شق قمر: نبی علیہ السلام کے زمانہ مقدس میں مشرکین ایک رات جمع ہوئے اور انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اگر آپ سچے نبی ہیں تو پھر چاند کو دو ٹکڑوں میں تقسیم کر کے دکھائیں، ایک حصہ جبل ابی قبیس پر جبکہ دوسرا نصف قعیقعان پر ہو۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا: اگر میں ایسا کر دوں تو کیا تم ایمان لے آؤ گے؟ انہوں نے کہا: ہاں! اس وقت چودھویں کا چاند تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا: ان مشرکین کے سوال کو پورا کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے چاند کے دو ٹکڑے کر دیے ایک ٹکڑا جبل ابی قبیس اور دوسرا قعیقعان پر گر گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم گواہ رہنا۔" قریش نے کہا: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جادو سے ہماری نظر بندی کر دی ہے۔ اس پر انہیں اس کی جماعت کے لوگوں نے کہا: اگر یہ نظر بندی ہے تو باہر کہیں سے بھی چاند کے دو حصے نظر نہ آئیں گے۔ اب جو قافلے آنے والے ہیں ان کی جستجو رکھو اور مسافروں سے دریافت کرو۔ اگر دوسرے مقامات سے بھی چاند کا شق ہونا دیکھا گیا ہے تو بے شک یہ معجزہ ہے۔ چنانچہ سفر سے آنے والوں سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے بیان کیا کہ ہم نے دیکھا کہ اس روز چاند کے دو حصے ہو گئے تھے۔ مشرکین کو انکار کی گنجائش نہ رہی اور وہ جاہلانہ طور پر جادو ہی کہتے رہے۔

سوال نمبر 4: (۱) اصحاب فیل کا واقعہ اس انداز سے تحریر کریں کہ بادشاہ کا نام، علاقہ، اس کے ہاتھی کا نام مع کنیت مذکور ہو؟

(۲) معوذتین کون سی سورتیں ہیں، ان کا شان نزول لکھیں اور ان کے فضائل کے بارے کوئی ایک حدیث مبارکہ تحریر کریں؟

جواب: (الف) واقعہ اصحاب فیل: بادشاہ کا نام ابرہہ تھا، یمن کا رہنے والا تھا، اس کے ہاتھی کا

نام محمود تھا اور اس کی کنیت ابو عباس تھی۔ بادشاہ نے صنعاء میں ایک کنیسہ بنایا اور چاہتا تھا کہ حج کرنے والے بجائے مکہ مکرمہ کے یہیں آئیں۔ عرب کے لوگوں کو یہ بات پسند نہ آئی تو قبیلہ بنی کنانہ کے ایک شخص نے موقع پا کر اس کنیسہ میں قضائے حاجت کی اور اس کو نجاست سے آلودہ کر دیا۔ اس پر ابرہہ کو بہت غصہ آیا اس نے قسم کھائی کہ وہ ضرور کعبہ کو مٹا دے گا، وہ اپنے لشکر سمیت مکہ آیا، ہاتھیوں پر ان کا پیش رفت ایک عظیم الجثہ ہاتھی (محمود نامی) تھا۔ اس نے مکہ کے قریب پہنچ کر اہل مکہ کے جانوروں پر قبضہ کر لیا جن میں دو سو اونٹ عبدالمطلب کے بھی تھے۔ وہ اپنے اونٹ مانگنے ابرہہ کے پاس آئے، اس نے ان کی بہت تعظیم کی اور کہا: کیسے آنا ہوا؟ آپ نے فرمایا: میرے اونٹ واپس کردو۔ اس نے کہا: عجب ہے تمہیں اپنے مال کی بہت فکر ہے میں تو کعبہ کی اینٹ سے اینٹ بجانے آیا ہوں۔ مگر آباؤ اجداد کے بلند و محترم مقام کی تمہیں کوئی پرواہ نہیں؟ آپ نے فرمایا: میں اونٹوں کا مالک ہوں، کعبہ کا مالک خود اس کی حفاظت کرے گا۔ اس نے اونٹ واپس کر دیئے۔ حضرت عبدالمطلب نے قریش کو حال بتایا اور مشورہ دیا کہ پہاڑوں کی گھاٹیوں اور چوٹیوں میں پناہ لے لو۔ چنانچہ قریش نے ایسا ہی کیا اور حضرت عبدالمطلب نے دروازہ کعبہ پر پہنچ کر بارگاہ الٰہی میں حفاظت کے لیے دعا کی۔ دعا سے فراغت کے بعد آپ اپنی قوم کی طرف چلے گئے۔ ابرہہ نے صبح تڑکے اپنے لشکر کو تیار کیا، محمود ہاتھی نہ اٹھا اور کعبہ کی طرف نہ چلا، جس طرف چلاتے تھے چلتا تھا۔ جب کعبہ کی طرف اس کا رخ کرتے تو بیٹھ جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے چھوٹے چھوٹے پرندے ان پر بھیجے جو چھوٹے چھوٹے سنگریزے گراتے تھے، جن سے وہ ہلاک ہو جاتے۔

(ب) معوذتین: دو سورتوں کے نام ہیں: سورہ فلق اور سورت ناس۔

شانِ نزول: یہ دونوں سورتیں اس وقت نازل ہوئیں جبکہ لبید بن اعصم اور اس کی بیٹیوں نے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا اور حضور کے جسم مبارک اور اعضاء ظاہر پر اس کا اثر ہوا، قلب و عقل اور اعتقاد پر کچھ اثر نہ ہوا۔ چند روز کے بعد جبریل علیہ السلام آئے انہوں نے عرض کیا: ایک یہودی نے آپ پر جادو کیا ہے اور جادو کا جو کچھ سامان ہے وہ فلاں کنویں میں ایک پتھر کے نیچے دبا دیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا، انہوں نے کنویں کا پانی نکالنے کے بعد پتھر اٹھایا، اس کے نیچے سے کھجور کے گابھے کی تھیلی برآمد ہوئی، اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے شریف جو کنگھی سے برآمد ہوئے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کنگھی کے چند دندانے اور ایک ڈورا یا کمان کا چلہ جس میں گیارہ گرہیں لگی تھیں اور ایک موم کا پتلہ جس میں گیارہ سوئیاں چبھی تھیں۔ یہ سارا سامان پتھر کے نیچے سے نکلا اور حضور کی خدمت اقدس میں پیش کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر یہ دونوں سورتیں نازل فرمائیں، جن میں گیارہ آیتیں ہیں۔ ہر ایک کے پڑھنے سے گرہیں کھلتی جاتیں حتیٰ کہ تمام گرہیں کھل گئیں اور حضور تندرست ہو گئے۔

حدیث فضیلت: حضرت اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل میں سے کوئی بیمار ہو جاتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم معوذات پڑھ کر ان پر دم فرماتے تھے۔

﴿القسم الثانی...... اصول تفسیر﴾

سوال نمبر 5: درج ذیل اجزاء کے جواب تحریر کریں؟

(۱) تفسیر اور تاویل کے معانی اور ان کے درمیان فرق کی وضاحت کریں؟

(۲) کوئی تین ایسی آیات کی نشاندہی کریں جو منسوخ ہوں نیز ان کی ناسخ آیات بھی سپردِ قلم کریں؟

(۳) قرآن مجید نے جن گمراہ فرقوں سے خطاب فرمایا ان کے نام اور ان سے مخاصمت کا اسلوب قرآنی تحریر کریں؟

جواب: (۱) تفسیر اور تاویل کا معنی: وہ علم ہے جس میں قرآن کریم کے بارے بقدر طاقت بشریہ اس حیثیت سے بحث کی جائے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مراد پر دال ہے، تفسیر کہلاتا ہے۔ محتملات میں سے کسی ایک کو بغیر قطعیت اور شھادۃ علی اللہ کے ترجیح، تاویل کہلاتا ہے۔

فرق واضح ہے کہ تفسیر میں یہ بات یقینی ہوتی ہے کہ لفظ سے مراد یہی ہے۔ اس پر شھادۃ علی اللہ بھی ہوتی ہے کہ مراد اس لفظ سے وہی معنی ہے جبکہ تاویل میں قطعیت نہیں ہوتی بلکہ ظنیت ہوتی ہے۔

(۲) منسوخ آیات: ۱۔ كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اس کی ناسخ ہے: يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِیْٓ اَوْلَادِكُمْ الخ

۲۔ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ الآیہ۔ اس کی ناسخ آیت ہے: "فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ"

۳۔ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ۔ اس کی ناسخ ہے: "وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً"

۴۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ، اس کی ناسخ ہے: فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ۔

(۳) گمراہ فرقے: جواب حل شدہ پرچہ 2015ء میں ملاحظہ کریں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

شهادة العالیة السنة الأولیٰ للطلاب الموافق سنة ۱۴۳۸ھ/2017ء

دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث

الوقت المحدد: ثلث ساعات　　　مجموع الأرقام: ۱۰۰

سوال نمبر 1 اور 5 لازمی ہیں باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

﴿القسم الاوّل...... حدیث﴾

سوال نمبر 1: عن عبدالله بن مسعود قال قال رجل یا رسول الله صلی الله علیه وسلم ای الذنب اکبر عند الله قال ان تدعو الله ندا وهو خلقك قال ثم ای قال ان تقتل ولدك خشیة ان یطعم معك قال ثم ای قال ان تزنی حلیلة جارك فانزل الله تصدیقها والذین لایدعون مع الله الٰها اٰخر ولا یقتلون النفس التی حرم الله الا بالحق ولایزنون الأیة متفق علیه

(۱) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ گناہ کبیرہ کسے کہتے ہیں؟ (۱۰+۵=۱۵)

(۲) خط کشیدہ الفاظ کی تشریح وتوضیح سپرد قلم کریں؟ (۵×۳=۱۵)

سوال نمبر 2: عن طلحة بن عبدالله بن عوف قال صلیت خلف ابن عباس علی جنازة فقرأ فاتحة الکتاب فقال لتعلموا انها سنة

(۱) حدیث شریف کا ترجمہ کریں' نیز لفظ جنازہ کے معانی سپرد قلم کریں؟ (۸+۷=۱۵)

(۲) نماز جنازہ میں سورۃ الفاتحہ کی قرأت کے بارے میں اختلاف آئمہ مع الدلائل تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 3: عن ابراهیم بن عبدالرحمن العذری قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یحمل هذا العلم من کل خلف عدوله ینفون عنه تحریف الغالین وانتهال المبطلین وتاویل الجاهلین

(۱) حدیث شریف کا ترجمہ کریں' نیز خلف کے اعراب میں کتنے اور کون کون سے احتمالات ہیں ہر احتمال کے مطابق معنی بھی تحریر کریں؟ (۵+۵+۵=۱۵)

(۲) خط کشیدہ عبارت ترکیب میں کیا واقع ہو رہی ہے نیز انتهال المبطلین کی تشریح قلمبند کریں؟ (۵+۵=۱۰)

سوال نمبر 4: عن ابن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما حق امرئ مسلم

له شيء يوصى فيه يبيت ليلتين الا و وصيته مكتوبة عنده

(۱) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ لیلتین کی قید تاکید کے لیے ہے یا تحدید کے لیے؟ نیز اس کے مطابق مفہوم بھی بیان کریں؟ (۵+۱۰=۱۵)

(۲) وصیت کے حکم میں اگر اختلاف ہو تو مع الدلائل سپرد قلم کریں؟ (۱۰)

﴿القسم الثانی ...... اصول حدیث﴾

سوال نمبر 5: کسی دو اجزاء کا جواب تحریر کریں؟

(۱) مدلس کی تعریف اور اس کی روایت کو قبول کرنے کے بارے میں علماء کا اختلاف سپرد قلم کریں؟ (۴+۶=۱۰)

(۲) اصح الاسانید کون سی سند ہے؟ اس بارے میں کتنے اور کون کون سے اقوال ہیں؟ تحریر کریں؟ (۴+۶=۱۰)

(۳) بخاری اور مسلم میں سے اصح کون سی کتاب ہے؟ مع وجوہات قلمبند کریں؟ (۴+۶=۱۰)

☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء سال 2017

دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث

﴿القسم الاوّل ...... حدیث﴾

سوال نمبر 1: عن عبدالله بن مسعود قال قال رجل يا رسول الله صلى الله عليه وسلم اى الذنب اكبر عند الله قال ان تدعو الله ندا وهو خلقك قال ثم اى قال ان تقتل ولدك خشية ان يطعم معك قال ثم اى قال ان تزنى حليلة جارك فانزل الله تصديقها والذين لايدعون مع الله الها اخر ولا يقتلون النفس التى حرم الله الا بالحق ولايزنون الأية متفق عليه

(۱) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ گناہ کبیرہ کسے کہتے ہیں؟

(۲) خط کشیدہ الفاظ کی تشریح وتوضیح سپرد قلم کریں؟

جواب: (۱) ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کون سا گناہ اللہ کے ہاں سب سے بڑا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کہ تو اللہ کے لیے

کوئی مد مقابل اور شریک ٹھہرائے، حالانکہ اس نے تجھے پیدا کیا ہے۔ اس نے عرض کیا: پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: یہ کہ تو اپنے بیٹے کو اس ڈر سے قتل کرے کہ وہ تیرے ساتھ کھانا کھائے گا۔ اس نے کہا: پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: یہ کہ تو اپنے ہمسائے کی باندی سے زنا کرے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس حدیث پاک کی تصدیق (کے لیے یہ آیت) نازل فرمائی: "اور وہ لوگ جو اللہ کے ساتھ کسی باطل معبود کو نہیں پکارتے اور وہ نفس جس کو اللہ نے حرام کیا ہے، کو قتل نہیں کرتے مگر حق کے ساتھ اور نہ ہی وہ زنا کرتے ہیں۔"

گناہ کبیرہ: عظیم برائی کو کبیرہ گناہ کہتے ہیں۔ پھر اس کی تعیین میں مختلف اقوال ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ کبیرہ گناہ وہ برائی ہے جس پر شارع علیہ السلام نے بالخصوص وعید فرمائی ہو۔ بعض کہتے ہیں: جس کی کوئی حد معین ہو۔

(ب) خط کشیدہ الفاظ: ندًا: بمعنی مثل و نظیر یعنی اپنی دعا یا عبادت میں اللہ کی مثل ٹھہرانا۔

حلیلة: یہ بھی احتمال ہے حل یحل سے مشتق ہو، اس کا معنی ہے: لونڈی اور بیوی، کیونکہ ان میں ہر ایک اپنے آقا اور شوہر کے لیے حلال ہے۔

یا پھر یہ حل یحل سے مشتق ہے۔ پھر زوجہ کو حلیلة اس لیے کہتے ہیں کہ ان میں ہر ایک دوسرے کے حلول کرنے والا ہوتا ہے۔

متفق علیہ: اس سے مراد وہ حدیث جو بخاری اور مسلم دونوں میں مذکور ہو۔

سوال نمبر2: عن طلحة بن عبدالله بن عوف قال صليت خلف ابن عباس على جنازة فقرأ فاتحة الكتاب فقال لتعلموا انها سنة

(۱) حدیث شریف کا ترجمہ کریں، نیز لفظ جنازہ کے معانی سپرد قلم کریں؟

(۲) نماز جنازہ میں سورۃ الفاتحہ کی قرأت کے بارے میں اختلاف آئمہ مع الدلائل تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: حضرت طلحہ بن عبداللہ بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس کے پیچھے ایک جنازہ پر نماز پڑھی تو آپ نے فاتحہ الکتاب پڑھی پس آپ نے فرمایا: چاہیے کہ تم سیکھو کیونکہ یہ سنت ہے۔

لفظ جنازہ کے معانی: اگر جیم کے فتحہ اور کسرہ کے ساتھ پڑھیں تو اس کا معنی میت ہوگا یہ بھی کہا گیا ہے کہ کسرہ کے ساتھ میت ہے اور فتح کے ساتھ چارپائی کو کہتے ہیں یا اس کا عکس۔ یا کسرہ کے ساتھ چارپائی میت سمیت کو کہتے ہیں۔ نہایہ میں ہے کہ فتح و کسرہ کے ساتھ میت چارپائی دونوں کو کہتے ہیں۔

(ب) قرأت فاتحہ کا مسئلہ: جواب حل شدہ پرچہ 2015ء میں ملاحظہ کریں۔

سوال نمبر3: عن ابراهيم بن عبدالرحمن العذري قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يحمل هذا العلم من كل خلف عدوله ينفون عنه تحريف الغالين وانتحال

المبطلين وتاويل الجاهلين

(۱) حدیث شریف کا ترجمہ کریں' نیز خلف کے اعراب میں کتنے اور کون کون سے احتمالات ہیں ہر احتمال کے مطابق معنی بھی تحریر کریں؟

(۲) خط کشیدہ عبارت ترکیب میں کیا واقع ہو رہی ہے نیز انتهال المبطلين کی تشریح قلمبند کریں؟

جواب: ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن العذری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حاصل کریں گے یہ علم ہر بعد میں آنے والی جماعت سے ایسے لوگ جو عادل اور شائستہ ہوں گے' یہ عادل اور شائستہ اس علم کتاب وسنت سے دین میں حد سے بڑھنے والوں کی تحریف کو دور کریں گے، اہل باطل کے جھوٹ کا ازالہ کریں گے اور جاہلوں کی تاویل کو دور کریں گے۔

خلف کا اعراب: اگر لام کے سکون سے ہو' تو پھر گزری ہوئی چیز کو کہتے ہیں اور اگر لام کے فتح سے پڑھیں تو پھر بمعنی رجل صالح ہوگا۔

(ب) خط کشیدہ کی ترکیب: خط کشیدہ عبارت ترکیب میں عدوله سے جملہ حالیہ واقع ہو رہا ہے۔

انتهال المبطلين: دوسرے کی مملوکہ چیز پر اشارہ یا قول میں اپنی ملکیت کا جھوٹا دعویٰ کرنا۔ یہاں جھوٹ سے کنایہ مراد ہے۔

سوال نمبر 4: عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما حق امرئ مسلم له شيء يوصى فيه يبيت ليلتين الا وصيته مكتوبة عنده

(۱) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ لیلتین کی قید تاکید کے لیے ہے یا تحدید کے لیے؟ اس کے مطابق مفہوم بھی بیان کریں؟

(۲) وصیت کے حکم میں اگر اختلاف ہو' تو مع الدلائل سپرد قلم کریں؟

جواب: (۱) ترجمہ حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس مسلمان کے پاس قابل وصیت کوئی چیز ہو' تو اسے مناسب نہیں کہ وہ دو راتیں یعنی حال میں گزارے کہ اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی نہ ہو۔

لیلتین کی قید: یہ قید تاکید کے لیے ہے تحدید کے لیے نہیں۔ تو مطلب یہ ہوا کہ مناسب نہیں ہے' کہ اس پر کچھ زمانہ گزرے یعنی اس سے تھوڑا سا زمانہ مراد ہے۔

(ب) حکم وصیت: جمہور کا مذہب یہ ہے کہ یہ مستحب ہے۔ ظاہر یہ ہے کہ ایک جماعت کے نزدیک واجب ہے۔ علماء نے کہا کہ اگر کسی پر قرض ہے یا اس کے پاس کسی کی امانت رکھی ہے تو وصیت کرنا، اُسے لکھ دینا اور اس پر گواہ بنانا ضروری ہے۔

﴿القسم الثانی...... اصول حدیث﴾

سوال نمبر 5: درج ذیل کے جوابات لکھیں؟

(۱) مدلس کی تعریف اور اس کی روایت کو قبول کرنے کے بارے میں علماء کا اختلاف سپرد قلم کریں؟

(۲) اصح الاسانید کون سی سند ہے؟ اس بارے میں کتنے اور کون کون سے اقوال ہیں؟ تحریر کریں؟

(۳) بخاری اور مسلم میں سے اصح کون سی کتاب ہے؟ مع وجوہات قلمبند کریں؟

جواب: (الف) مدلس کی تعریف: سند کے عیب کو مخفی رکھنا اور ظاہری شکل کو حسین بنا دینا تدلیس ہے۔ ایسی حدیث کو مدلس کہتے ہیں۔

اس کی قبولیت میں اختلاف: اس کی روایت کو قبول کرنے اور نہ کرنے میں علماء و محدثین کے مختلف اقوال ہیں۔ ایک گروہ کے نزدیک مدلس کی روایت قبول نہیں کی جاسکتی جبکہ عند البعض مطلقاً قبول ہے۔ عند الجمہور اس کا حکم یہ ہے کہ اگر مدلس کے بارے میں یہ بات معلوم ہو جائے کہ وہ اپنے ثقہ شیخ کو ہی حذف کرتا ہے تو اس کی حدیث مدلس مقبول ہوگی۔ اگر ضعفاء وغیرہ سے بھی تدلیس کرتا ہے تو اس کی حدیث مقبول نہیں ہوگی جب تک سماع پر تنصیص نہ ہو جیسے حدثنا یا اخبرنا یا سمعت۔

(ب) اصح الاسانید سند: اس بارے میں آئمہ کے تین اقوال ہیں:

۱- اصح الاسانید "زین العابدین عن ابیه عن جده" ہے۔

۲- عند البعض اصح الاسانید "مالك عن نافع عن ابن عمر" ہے۔

۳- اصح الاسانید "الزهری عن سالم عن ابن عمر" کی سند ہے۔

(ج) بخاری و مسلم میں اصح کون؟ اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ ان میں سے اصح کون سی کتاب ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ مسلم اصح ہے۔ تاہم جمہور محدثین اور علماء امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کتاب اللہ کے بعد صحیح بخاری سے زیادہ کوئی صحیح کتاب روئے زمین پر موجود نہیں ہے۔ صحت اور قوت کے لحاظ سے حدیث کی کوئی کتاب صحیح بخاری کے برابر نہیں اور یہی قول حق ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باكستان

شهادة العالية السنة الأولىٰ للطلاب الموافق سنة ۱۴۳۸ھ/2017ء

﴿تیسرا پرچہ: اصولِ فقہ﴾

الوقت المحدد: ثلث ساعات — مجموع الأرقام: ۱۰۰

سوال نمبر 1 لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: وَاَنْ يَتَعَدَّى الْحُكْمُ الشَّرْعِيُّ الثَّابِتُ بِالنَّصِّ بِعَيْنِهٖ اِلٰى فَرْعٍ هُوَ نَظِيْرُهٗ وَلَا نَصَّ فِيْهِ

(۱) عبارت پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟ (۴+۴=۸)

(۲) قیاس کی شرط مذکور جن شروط اربعہ کو متضمن ہے وہ سپرد قلم کریں؟ (۴×۳=۱۲)

(۳) مصنف نے شرط ثالث کے ضمن میں پائی جانے والی شروط اربعہ پر جو تفریعات کی ہیں وہ تحریر کریں؟ (۴×۵=۲۰)

سوال نمبر 2: اما حکمه فتعدية حكم النص الى ما لا نص فيه ليثبت فيه بغالب الرأى على احتمال الخطأ

(۱) ما لا نص فیه میں کلمہ "ما" سے کیا مراد ہے؟ نیز بتائیں کہ بغالب الرأی اور علی احتمال الخطأ سے کس بات کی طرف اشارہ ہے؟ (۵+۵+۵=۱۵)

(۲) تعلیل کے لیے تعدیہ لازمی حکم ہے یا نہیں؟ اس بارے میں احناف وشوافع کا اختلاف مع الدلائل لکھیں؟ (۱۵)

سوال نمبر 3: فصل فی الترجیح واذا قامت المعارضة كان السبيل فيه الترجيح

(۱) "فیہ" میں موجود ضمیر کا مرجع اور ضمیر مذکر لانے کی وجہ سپرد قلم کریں؟ نیز ترجیح کی تعریف سپرد قلم کریں؟ (۵+۵=۱۰)

(۲) وجوہ ترجیح کتنی اور کون کون سی ہیں؟ ہر ایک کی مثال دے کر وضاحت کریں؟ (۴+۱۶=۲۰)

سوال نمبر 4: اما الاحكام فانواع اربعة حقوق الله تعالىٰ خالصة وحقوق العباد خالصة وما اجتمع فيه حقان و حق الله تعالىٰ فيه غالب كحد القذف وما اجتمعا فيه وحق العبد فيه غالب كالقصاص

(۱) عبارت پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟ (۵+۵=۱۰)

(۲) حقوق اللہ کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں؟ ہر قسم کی مثال ضرور سپرد قلم کریں؟ (۲۰)

درجہ عالیہ (سال اول) برائے طلباء سال 2017

تیسرا پرچہ: اصولِ فقہ

سوال نمبر 1: وَاَنْ يَتَعَدَّى الْحُكْمُ الشَّرْعِيُّ الثَّابِتُ بِالنَّصِّ بِعَيْنِهٖ اِلٰى فَرْعٍ هُوَ نَظِيْرُهٗ وَلَا نَصَّ فِيْهِ

(ا) عبارت پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(۲) قیاس کی شرط مذکور جن شروط اربعہ کو متضمن ہے وہ سپردِ قلم کریں؟

(۳) مصنف نے شرط ثالث کے ضمن میں پائی جانے والی شروط اربعہ پر جو تفریعات کی ہیں وہ تحریر کریں؟

جواب: (ا) عبارت پر اعراب و ترجمہ: وَاَنْ يَتَعَدَّى الْحُكْمُ الشَّرْعِيُّ الثَّابِتُ بِالنَّصِّ بِعَيْنِهٖ اِلٰى فَرْعٍ هُوَ نَظِيْرُهٗ وَلَا نَصَّ فِيْهِ

ترجمہ: حکم شرعی جو نص سے ثابت ہے اس کا متعدی ہونا بعینہٖ ایسی فرع کی طرف جو اس کی کامل نظیر ہو اور اس فرع میں کوئی نص نہ ہو۔

(۲) جواب حل شدہ پرچہ 2015ء میں ملاحظہ کریں۔

(۳) جواب: مصنف کی بیان کردہ تعریفات درج ذیل ہیں:

(1) قیاس شرعی ہو لغوی نہ ہو، ابن شرحہ اور باقلانی نے کئی مقامات پر لغوی قیاس کیا ہے مثلاً خمر کا قیاس مایخامر العقل کی علت سے ہر نشہ آور چیز پر کر کے اسے خمر قرار دیا ہے، حالانکہ لغت میں ہر نشہ آور شئی کو خمر نہیں کہتے بلکہ انگوروں کا وہ رس جو پک کر تیسرا حصہ باقی رہ جائے اور جھاگ لائے اور نشہ آور بھی ہو صرف اسے ہی شراب کہتے ہیں۔

(2) منصوص مسئلہ کی علت سے وہی حکم کسی کمی زیادتی کے بغیر غیر منصوص علیہ کے لیے ثابت ہو جیسے امام شافعی رحمہ اللہ نے طلاق کی طرح ظہار مسلم پر قیاس کرتے ہوئے ظہار ذمی بھی جائز قرار دیا ہے حالانکہ کفارہ عبادت اور عقوبت دونوں سے مخلوط ہوتا ہے اور غیر مسلم شرعی عبادات کا مکلف نہیں ہوتا۔ اس لیے مسلمان سے متعلق حکم بعینہٖ غیر مسلم کے لیے ثابت نہ ہوگا۔

(3) فرع اصل سے ادنیٰ نہ ہو بلکہ مساوی ہو اور اس کی کامل نظیر ہو جیسے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نسیان پر قیاس کرتے ہوئے خاطی اور مکرہ کے لیے بھی روزہ کے ٹوٹنے کا انکار کیا ہے حالانکہ نسیان اعلیٰ اور خطاء اور اکراہ ادنیٰ ہے نظیر نہیں ہیں۔ نسیان شارع کی طرف سے ہے اور خطاء و اکراہ بندے کی طرف سے

ہے شارع کی طرف سے نہیں ہے۔

(4) فرع پر کوئی نص وارد نہ ہوئی ہو ورنہ قیاس کی وہاں ضرورت نہیں ہے جیسے کفارہ قتل پر قیاس کرتے ہوئے کفارہ یمین اور ظہار میں بھی گردن آزاد کرنے میں مومنہ گردن کی قید لگانا درست نہیں ہے کہ ان کفارہ جات میں مطلق گردن آزاد کرنے کے بارے میں نص موجود ہے اور قاعدہ ہے: المطلق یجری علی الاطلاق۔

سوال نمبر2: اما حکمه فتعدیة حکم النص الی ما لا نص فیه لیثبت فیه بغالب الرأی علی احتمال الخطأ

(۱) ما لا نص فیه میں کلمۂ ما سے کیا مراد ہے؟ نیز بتائیں کہ بغالب الرأی اور علی احتمال الخطأ سے کس بات کی طرف اشارہ ہے؟

(۲) تعلیل کے لیے تعدیہ لازمی حکم ہے یا نہیں؟ اس بارے میں احناف وشوافع کا اختلاف مع الدلائل لکھیں۔

جواب: (۱) مالا نص میں کلمہ "ما" سے مراد اور الخطأ سے اشارہ: کلمہ ما سے مراد وہ فرع ہے جس کی طرف اصل کے حکم کو متعدی کیا جارہا ہے اور اصل کے حکم کو قیاس کی شرائط کے وجود کے بعد جس کی طرف متعدی کیا جارہا ہے۔

بغالب الرأی اور علی احتمال الخطأ کا اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ ادلہ اربعہ میں سے قیاس قطعی دلیل نہیں بلکہ ظنی دلیل ہے، کیونکہ اس میں طاقت بشریہ کے مطابق فرع کو اصل پر قیاس کرکے اصل کے حکم کو فرع کے لیے ثابت تو کرلیا جاتا ہے لیکن اس کے باوجود خطاء کا احتمال باقی رہتا ہے یعنی اس میں قطعیت نہیں بلکہ فرع میں اصل کا حکم ثابت کرنا محض غالب رائی سے ہے۔

(۲) تعلیل کے لیے تعدیہ لازمی حکم ہے یا نہیں؟: احناف کے نزدیک تعلیل کے لیے تعدیہ لازمی حکم ہے جبکہ شوافع کے نزدیک تعلیل کے لیے تعدیہ لازمی حکم نہیں ہے۔

شوافع کے دلائل درج ذیل ہیں:

دلیل نمبر 1: تعلیل بھی ایک شرعی حجت ہے: جس طرح دیگر شرعی حجتیں ہیں خواہ عام ہوں یا خاص ہوں معتبر ہوتی ہیں، اسی طرح تعلیل بھی معتبر ہوگی خواہ عام ہو یا خاص ہو۔ اگر تعدیہ کے ساتھ خاص ہو تو اس کو قیاس کہیں گے اور اگر بغیر تعدیہ کے یعنی عام ہو تو تعلیل محض ہے۔

دلیل نمبر 2: شرائط قیاس میں یہ بیان ہوا ہے کہ جب کوئی وصف علت ہو تو اس کے لیے تاثیر وعدل دونوں شرط ہیں جبکہ تعدیہ کی شرط کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

احناف کے دلائل درج ذیل ہیں:

دلیل نمبر 1: کسی بھی شرعی حجت کے لیے دو میں سے ایک فائدے کا ہونا ضروری ہے۔ تو وہ علم کا فائدہ دے یا عمل کے لیے موجب ہو، اگر ان دونوں میں سے کوئی بھی فائدہ نہ ہو تو وہ حجت بے کار اور عبث ہو گی جبکہ قیاس اور تعلیل بالاتفاق علم کا فائدہ نہیں دیتے کیونکہ یہ ظنی ہیں اور ظن مفید للعلم نہیں ہوتا۔ اگر تعلیل بالتعدیہ نہ ہو تو عمل کے موجب بھی نہیں ہیں، کیونکہ منصوص علیہ میں عمل کا وجوب تعلیل کی وجہ سے نہیں ہوتا بلکہ نص کی وجہ سے ہوتا ہے، تعلیل محض فرع میں موجب عمل ہوتی ہے۔ اس لیے اگر تعلیل بلا تعدیہ ہو تو نہ عمل کا فائدہ دے گی نہ ہی عمل کے لیے موجب ہو گی۔ تو پھر یہ بغیر فائدہ کے ہو گی اور عبث ہو گی۔ اس لیے تعلیل کو غیر مفید ہونے سے بچانے کے لیے ہم نے تعدیہ کا فائدہ پیش نظر رکھا ہے گویا اگر تعلیل بمعہ تعدیہ ہو تب مفید ہو گی۔

دلیل نمبر 2: تعلیل اور قیاس مترادف ہیں جن کے لیے شرط یہ ہے کہ منصوص علیہ نہ ہوں۔ اگر شوافع کے بقول تعلیل محض کا اصل میں اعتماد کیا جائے تو اصل یعنی منصوص علیہ میں قیاس اور نص دونوں کا اجتماع لازم آئے گا جو کہ جائز نہیں ہے۔

سوال نمبر 3: فصل فی الترجیح واذا قامت المعارضة کان السبیل فیه الترجیح

(۱) "فیـــه" میں موجود ضمیر کا مرجع اور ضمیر مذکر لانے کی وجہ سپرد قلم کریں؛ نیز ترجیح کی تعریف سپرد قلم کریں؟

(۲) وجوہ ترجیح کتنی اور کون کون سی ہیں؟ ہر ایک کی مثال دے کر وضاحت کریں؟

جواب: (۱) فیه میں موجود ضمیر کا مرجع اور مذکر لانے کی وجہ: فیه کی ضمیر معارضہ کی طرف راجع ہے۔ اور اس کو مذکر مصدر کے اعتبار سے لایا گیا ہے۔

ترجیح کی تعریف: ایک جیسی دو چیزوں میں سے ایک شئ کو دوسری شئ پر کسی وصف کے لحاظ سے فضیلت دینا، ترجیح کہلاتا ہے۔

(۲) وجوہ ترجیح: وجوہ ترجیح چار ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

(i) قوت تاثیر کی وجہ سے ترجیح دینا: بعض اوقات ترجیح کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ جس کو فضیلت دی جا رہی ہے اس میں وصف زیادہ مؤثر ہوتا ہے، جس طرح کہ کبھی کبھی استحسان کو قیاس پر ترجیح دی جاتی ہے، حالانکہ قیاس جلی ہے اور استحسان خفی ہے لیکن خفی ہونے کے باوجود بھی قوت تاثیر کی وجہ سے کبھی قیاس پر استحسان کو ترجیح مل جاتی ہے۔

(ii) قوت ثبوت کی وجہ سے ترجیح دینا: بعض اوقات ترجیح کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ایک قیاس کی قوت ثبوت دوسرے قیاس کی بہ نسبت زیادہ ہوتی ہے یعنی دو قیاسوں میں سے ایک قیاس کا وصف اپنے حکم کو زیادہ لازم ہوتا ہے، جس وجہ سے اس کو ترجیح مل جاتی ہے۔ اس کی مثال جس طرح کہ شوافع نے سر کے مسح

میں رکنیت کو علت قرار دیتے ہوئے تکرار کو سنت قرار دیا ہے جبکہ احناف نے سر کے مسح میں تکرار کی نفی کی علت مسح ہونے کو بنایا ہے۔ احناف کی بیان کردہ علت شوافع کی بنسبت اپنے حکم کو زیادہ لازم ہے، کیونکہ مسح کی علت جہاں بھی ہے تکرار کے بغیر ہے مثلاً مسح علی الخفین، مسح علی الجبیرۃ اور تیمم وغیرہ جبکہ شوافع کی علت اپنے حکم کو اس طرح لازم نہیں ہے، کیونکہ نماز میں رکوع، سجدہ اور قرأت میں رکنیت کے باوجود تکرار نہیں۔ وضو میں مضمضہ اور استنشاق میں بغیر رکنیت کے بھی تکرار مسنون ہے۔

(iii) کثرتِ اصول کی وجہ سے ترجیح دینا: جس طرح کہ مسح راس میں احناف نے جن اصول پر قیاس کرتے ہوئے تکرار کے مسنون ہونے کا انکار کیا ہے وہ شوافع کی بنسبت زیادہ ہیں مثلاً مسح علی الخفین، مسح علی الجبیرۃ اور تیمم وغیرہ جبکہ شوافع نے جس اصل پر قیاس کیا ہے وہ ایک ہے رکن ہونا، اس کے علاوہ کوئی اور اصل نہیں ہے۔

(iv) عدم وصف کی وجہ سے عدم حکم کو ثابت کرنا اور یہ ثابت کرتے ہوئے ایک قیاس کو دوسرے قیاس پر ترجیح دینا مثلاً احناف نے مسح راس میں تثلیث کا انکار اس لیے کیا ہے کہ وہ مسح ہے، اب اس کا الٹ یہ ہوگا کہ جو چیز طہارت میں مسح نہ ہو اس میں تکرار مسنون ہے اور یہ بالکل درست ہے جبکہ شوافع نے مسح رأس میں تکرار کے مسنون ہونے کی وجہ رکنیت کو قرار دیا ہے کہ باقی ارکان کی طرح چونکہ مسح بھی رکن ہے۔ لہٰذا اس میں تکرار مسنون ہے، کیونکہ باقی ارکان میں تکرار مسنون ہے۔ اب اس کا الٹ یہ ہوگا کہ وضو میں جو چیز رکن نہیں ہے اس میں تکرار مسنون نہ ہو لیکن یہ درست نہیں ہے، اس سے خرابی لازم آتی ہے اور وہ خرابی یہ ہے کہ مضمضہ اور استنشاق وضو میں رکن نہیں ہیں لیکن اس کے باوجود ان میں تکرار مسنون ہے۔

سوال نمبر 4: اَمَّا الْاَحْکَامُ فَاَنْوَاعٌ اَرْبَعَۃٌ حُقُوْقُ اللّٰہِ تَعَالٰی خَالِصَۃٌ وَحُقُوْقُ الْعِبَادِ خَالِصَۃٌ وَمَا اجْتَمَعَ فِیْہِ حَقَّانِ وَ حَقُّ اللّٰہِ تَعَالٰی فِیْہِ غَالِبٌ کَحَدِّ الْقَذْفِ وَمَا اجْتَمَعَا فِیْہِ وَحَقُّ الْعَبْدِ فِیْہِ غَالِبٌ کَالْقِصَاصِ

(۱) عبارت پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(۲) حقوق اللہ کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں ہر قسم کی مثال ضرور سپرد قلم کریں؟

جواب: (۱) اعراب علی العبارت اور ترجمہ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل یہ ہے:

احکام کی چار قسمیں ہیں: خالص اللہ کا حق، خالص بندے کا حق، وہ جس میں دونوں حق جمع ہوں اور اللہ کا حق غالب ہو جیسے حد قذف اور وہ جس میں دونوں جمع ہوں اور بندے کا حق غالب ہو جیسے قصاص۔

(۲) حقوق اللہ کی اقسام و امثلہ: حقوق اللہ کی درج ذیل آٹھ قسمیں ہیں:

۱- خالص عبادات جیسے ایمان، نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج۔

۲-کامل عقوبات جیسے حد قذف اور حد سرقہ وغیرہ۔
۳-قاصرہ عقوبات جیسے قتل کی وجہ سے وراثت سے محروم ہونا۔
۴-وہ احکام جن میں عبادات و عقوبات دونوں ہی پائی جاتی ہیں جیسے کفارہ قتل، کفارہ ظہار اور کفارہ یمین وغیرہ۔
۵-ایسی عبادت جس میں صرف نفس اور وجود کے لحاظ سے مشقت ہو قربت کے لحاظ سے نہ ہو جیسے صدقہ فطر، کیونکہ اس میں اہلیت شرط نہیں بلکہ چھوٹے بچوں، کافر غلاموں اور لونڈیوں کی طرف سے بھی صدقہ واجب ہے۔
۶-ایسی مشقت جس میں قربتِ الٰہی کی جہت بھی ہو جیسے عشر وغیرہ۔
۷-ایسی مشقت جس میں عقوبت کا مفہوم بھی ہو جیسے خراج؛ اس میں عقوبت کے مفہوم کی وجہ سے ابتدائی طور پر مسلمان پر لازم نہیں ہے۔ البتہ خراج والی زمین خرید لینے کے بعد مسلمان پر بھی لازم ہوگا۔
۸-ایسا حق جو بنفسہ قائم ہو بندوں کے قائم کرنے سے قائم نہ ہو بلکہ اللہ کی طرف سے قائم ہو۔ اس کے انتظام کا ذمہ حاکم وقت پر ہوتا ہے جو اللہ کا خلیفہ ہوتا ہے۔ اس کی دو بڑی قسمیں ہیں: ۱-مال غنیمت، ۲-معدنیات اور دیگر ذخائر جو زمین سے حاصل ہوتے ہیں۔ ان سب کا پانچواں حصہ اللہ تعالیٰ کا ہے جسے حاکم وقت نائب کے طور پر عوام الناس کے مفادات پر خرچ کرتا ہے جبکہ باقی چار حصے اس مال کے حاصل کرنے والے افراد کے لیے ہوتے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

شهادة العالیة السنة الأولٰی للطلاب الموافق سنة۱۴۳۸ھ/2017ء

چوتھا پرچہ: فقہ

الوقت المحدد: ثلث ساعات　　　　　　　　مجموع الأرقام: ۱۰۰

سوال نمبر 1 لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: ومن زنی بامرأة حرمت علیه امها وبنتها

(۱) زنا سے حرمت مصاہرت ثابت ہوجاتی ہے یا نہیں؟ اس بارے میں احناف وشوافع کا مذہب مع الدلائل قلمبند کریں؟ (۱۸)

(۲) زنا سے حاملہ ہوجانے والی عورت کے حالت حمل میں نکاح کا کیا حکم ہے؟ طرفین اور امام ابو یوسف علیہم الرحمہ کا مذہب مع الدلائل لکھیں؟ (۱۶)

سوال نمبر 2: ویصح النکاح وان لم یسم فیه مهرا لان النکاح عقد انضمام وازدواج لغة فیتم بالزوجین ثم المهر واجب شرعا ابانة لشرف المحل فلا یحتاج الی ذکره لصحة النکاح وکذا اذا تزوجها بشرط ان لا مهر لها لما بینا وفیه خلاف مالك

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور مذکورہ اختلاف کی تشریح وتوضیح قلمبند کریں؟ (۸+۱۰=۱۸)

(۲) مہر کی کم از کم مقدار کے بارے میں احناف وشوافع کا مذہب مع دلائل تحریر کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 3: ویقع طلاق کل زوج اذا کان عاقلا بالغا ولا یقع طلاق الصبی والمجنون والنائم

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں مذکورہ مسئلہ پر دلائل قلمبند کریں؟ نیز مکرہ کی طلاق کے واقع ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں اختلاف آئمہ مع دلائل لکھیں؟ (۵+۵+۸=۱۸)

(۲) "ومن قال لامرأته انا منك طالق" مذکورہ صورت میں طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ اختلاف آئمہ مع الدلائل قلمبند کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 4: فان رجع المقر عن اقراره قبل اقامة الحد اوفی وسطه قبل رجوعه وخلی سبیله

(۱) حد کا لغوی واصطلاحی معنی تحریر کریں، نیز مسئلہ مذکورہ میں اختلاف آئمہ مع الدلائل قلمبند کریں؟ (۳+۳+۱۲=۱۸)

(۲) کیا آقا اپنے غلام پر امام کی اجازت کے بغیر حد جاری کر سکتا ہے یا نہیں؟ احناف وشوافع کا مؤقف مع الدلائل تحریر کریں؟ (۱۵)

☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء سال 2017

﴿چوتھا پرچہ: فقہ﴾

سوال نمبر 1: ومن زنی بامرأۃ حرمت علیہ امھا وبنتھا

(ا) زنا سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے یا نہیں؟ اس بارے میں احناف وشوافع کا مذہب مع الدلائل قلمبند کریں؟

(۲) زنا سے حاملہ ہو جانے والی عورت کے حالت حمل میں نکاح کا کیا حکم ہے؟ طرفین اور امام ابو یوسف علیہم الرحمہ کا مذہب مع الدلائل لکھیں۔

جواب: (ا) حرمت مصاہرت: زنا سے حرمت مصاہرت کے ثبوت اور عدم ثبوت میں شوافع اور احناف کا اختلاف ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زنا سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی۔

دلیل: کیونکہ یہ ایک نعمت ہے تو یہ کسی ممنوعہ شئی کے ذریعے حاصل نہیں ہوگی۔ احناف کے نزدیک زنا سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے۔ احناف کی دلیل یہ ہے کہ وطی کرنا جز ہونے کا سبب ہے اور لذت کے واسطہ سے حتیٰ کہ ان میں سے ہر ایک کی طرف مکمل طور پر اس کی نسبت کی جائے گی، تو پھر عورت کے اصول وفروع اس مرد کے اصول وفروع کی طرح ہو جائیں گے۔ مرد کے اصول وفروع اس عورت کے اصول و فروع کی طرح ہو جائیں گے۔ جز سے نفع حاصل کرنا حرام ہے مگر ضرورت کے وقت۔ وہ عورت موطوءہ ہے اور وطی حرمت کو اس اعتبار سے ثابت کرتی ہے کہ وہ اولاد کا سبب ہے نہ اس حیثیت سے کہ وہ زنا ہے۔

(ب) حاملہ بالزنا سے نکاح کا حکم: اگر کسی نے ایسی عورت سے نکاح کیا جو زنا سے حاملہ ہوئی تو طرفین کے نزدیک یہ نکاح جائز ہے۔ البتہ اس عورت سے وضع حمل تک وطی نہ کی جائے گی۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک نکاح فاسد ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ حمل اگر ثابت النسب ہے تو نکاح کا جائز نہ ہونا احترام حمل کی وجہ سے ہے اور حمل جو زنا سے ہوا، بھی محترم ہے۔ اس لیے حمل کی طرف سے کوئی جنایت نہیں بلکہ زانیہ اور زانی کی طرف سے ہے۔ تو جو علت عدم جواز کی اصل میں ہے وہ فرع میں بھی موجود ہے۔ پھر فرع (مقیس) کا بھی وہی حکم ہوگا جو مقیس علیہ کا ہے۔ لہٰذا نکاح فاسد ہے۔ طرفین کی دلیل یہ ہے کہ زنا سے حاملہ ہونے والی عورت محللات بالنص میں سے ہے یعنی نص سے ثابت ہے کہ زانیہ محللات

نس سے ہے۔ وطی کا حرام ہونا تو اس لیے ہے کہ اس کا پانی غیر کی کھیتی کو سیراب نہ کرے اور ثابت النسب میں نکاح کا منع ہونا وہ صاحب ماء کے حق کی وجہ سے ہے اور زانی کوئی احترام کی شئی تو نہیں۔ لہٰذا زانیہ حاملہ سے نکاح جائز ہے کہ یہ محللات سے ہے۔ جب محللات سے نکاح جائز ہے تو اس سے بھی جائز ہونا چاہیے۔

سوال نمبر2: و يصح النكاح وان لم يسم فيه مهرا لان النكاح عقد انضمام وازدواج لغة فيتم بالزوجين ثم المهر واجب شرعا ابانة لشرف المحل فلا يحتاج الى ذكره لصحة النكاح وكذا اذا تزوجها بشرط ان لا مهر لها لما بينا وفيه خلاف مالك

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور مذکورہ اختلاف کی تشریح و توضیح قلمبند کریں؟

(۲) مہر کی کم از کم مقدار کے بارے میں احناف و شوافع کا مذہب مع دلائل تحریر کریں؟

جواب: (ا) ترجمہ عبارت: اور نکاح صحیح ہے اگر چہ اس میں مہر مقرر نہ کیا گیا ہو کیونکہ لغت میں نکاح عقدِ انضمام اور عقد ازدواج ہے، پس تام ہو جاتا ہے یہ زوجین کے ساتھ۔ پھر مہر شرعی طور پر واجب ہے شرف محل کو ظاہر کرنے کے لیے لہٰذا صحت نکاح کے لیے اس کے ذکر کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اسی طرح جب نکاح کیا عورت سے اس شرط کے ساتھ کہ اس کے لیے کوئی مہر نہیں اسی وجہ سے جو ہم نے بیان کیا اور اس میں امام مالک کا اختلاف ہے۔

اختلاف کی وضاحت: مذکورہ مسئلہ میں امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ اختلاف کرتے ہیں، ان کے نزدیک اگر مہر کی نفی کر دی تو نکاح درست نہ ہوگا۔ کیونکہ نکاح عقدِ معاوضہ ہے، جس میں مہر بمنزلِ ثمن ہے۔ جس طرح بیع بغیر ثمن درست نہیں ہے اسی طرح نکاح بغیر مہر درست نہیں لیکن عند الاحناف جائز ہے، کیونکہ یہ اجماعی مسئلہ ہے۔ اگر مہر کا ذکر نہ کیا تو نکاح درست ہے اسی طرح اگر مہر کی نفی بھی کر دی جائے تب بھی جائز ہے۔

(ب) مقدارِ مہر میں اختلاف: مہر کی کم از کم مقدار عند الاحناف دس درہم ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دس درہم سے کم مہر نہیں ہے۔ اس لیے بھی کہ مہر شریعت کا حق ہے شرف محل کو ظاہر کرنے کے لیے۔ لہٰذا جس کی کوئی شرافت ہو اسی کے ساتھ اندازہ لگایا جائے گا اور وہ نصاب سرقہ پر قیاس کرتے ہوئے دس 10 درہم ہی ہے۔

شوافع کے نزدیک جس چیز کو عقد بیع میں ثمن بنایا جا سکتا ہے اس کو عقد نکاح میں مہر بنایا جا سکتا ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ مہر حق عورت ہے، لہٰذا اسے اختیار حاصل ہے کہ وصول کرے یا معاف و ساقط کر دے۔ تو جب مہر عورت کا حق ہے تو اس کی مقدار مقرر کرنے کا حق بھی اسی کو ہوگا۔

سوال نمبر3: ويقع طلاق كل زوج اذا كان عاقلا بالغا ولا يقع طلاق الصبي

والمجنون والنائم

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں مذکورہ مسئلہ پر دلائل قلمبند کریں؟ نیز مکرہ کی طلاق کے واقع ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں اختلاف آئمہ مع دلائل لکھیں؟

(۲) "ومن قال لامراته انا منك طالق" مذکورہ صورت میں طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ اختلاف آئمہ مع الدلائل قلمبند کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: اور واقع ہو جائے گی ہر شوہر کی طلاق جب وہ عاقل و بالغ ہو اور بچے، مجنوں اور نائم کی طلاق واقع نہ ہوگی۔

دلائل علیٰ مسئلہ مذکورہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر طلاق جائز ہے سوائے بچے اور مجنوں کے (کہ ان کی طلاق جائز یعنی نافذ نہ ہوگی)

اس لیے بھی کہ شوہر طلاق دینے کا اہل تب ہوگا جب اس کے پاس عقلِ ممیز ہو اور بچہ اور مجنوں دونوں ہی عدیم العقل ہیں اور نائم عدیم الاختیار ہے، حالانکہ تصرف میں اختیار کا ہونا شرط ہے، تو جب ان میں اہلیت ہی نہیں تو پھر ان کی طلاق واقع نہ ہوگی۔

مکرہ کی طلاق: عندالاحناف مکرہ کی طلاق واقع ہو جاتی ہے، کیونکہ اس نے اپنی منکوحہ میں طلاق واقع کرنے کا قصد کیا اہلیت کی حالت میں۔ لہٰذا یہ قصدِ طلاق اپنے مقتضیٰ سے خالی نہ ہوگا اور اس کا یہ قصد اس سے معلوم ہوا کہ اس نے دو برائیوں کو پہچانا اور ان دونوں میں آسان کو اس نے اختیار کر لیا جو دلیل ہے قصد اور اختیار کی۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مکرہ کی طلاق واقع نہیں ہوگی، کیونکہ اکراہ اختیار کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتا اور اختیار ہی کے ساتھ تصرف شرعی معتبر ہے۔ لہٰذا اس جگہ اختیار نہیں، سو طلاق بھی نہیں واقع ہوگی۔

(ب) اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ میں تیری طرف سے طالق ہوں تو عندالاحناف طلاق واقع نہ ہوگی اگرچہ اس کی نیت طلاق کی ہو۔ جبکہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک اگر نیت ہو تو طلاق واقع ہو جائے گی۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ ملک مشترک ہے میاں بیوی کے درمیان کہ وہ عورت وطی کے مطالبہ کی مالک ہے جس طرح شوہر مطالبہ کا مالک ہے۔ اسی طرح حلت و حرمت بھی دونوں کے درمیان مشترک ہے۔ طلاق ملک نکاح اور حلت دونوں کو زائل کرنے کے لیے موضوع ہے۔ لہٰذا طلاق کو جس طرح عورت کی طرف منسوب کرنا درست ہے اسی طرح شوہر کی طرف منسوب کرنا بھی درست ہے۔

احناف کی دلیل یہ ہے کہ طلاق نکاح کی قید کو زائل کرنے کے لیے ہے اور نکاح کی قید عورت پر مرد کے لیے ہے نہ کہ عورت کے لیے مرد پر۔ لہٰذا طلاق نہ ہوگی۔ دوسرے نکاح کی پابندی عورت پر ہی ہے شوہر پر

نہیں۔لہٰذا قید نکاح فقط عورت پر ہے۔لہٰذا اس قید کو زائل کرنے کے لیے طلاق عورت کی جانب منسوب کی جاسکتی ہے مرد کی جانب نہیں۔

سوال نمبر4: فان رجع المقر عن اقراره قبل اقامة الحد او فی وسطه قبل رجوعه وخلی سبیله

(۱) حد کا لغوی واصطلاحی معنیٰ تحریر کریں، نیز مسئلہ مذکورہ میں اختلاف آئمہ مع الدلائل قلمبند کریں؟

(۲) کیا آقا اپنے غلام پر امام کی اجازت کے بغیر حد جاری کرسکتا ہے یا نہیں؟ احناف وشوافع کا موقف مع الدلائل تحریر کریں؟

جواب: (الف) حد کا لغوی واصطلاحی معنیٰ: حد کا لغوی معنیٰ ہے: "رکاوٹ" اور شرعی معنیٰ ہے: وہ سزا جو مقرر کی گئی ہو اللہ تعالیٰ کے حق کے لیے۔

مذکورہ مسئلہ میں اختلاف: اگر مقر اپنے اقرار سے رجوع کر لیتا ہے حد قائم ہونے سے پہلے یا وسط میں تو عندالاحناف اس کا رجوع کرنا قبول کیا جائے گا، کیونکہ رجوع ایسی خبر ہے جو صدق کا احتمال رکھتی ہے جیسے اقرار صدق کا احتمال رکھتا ہے۔رجوع میں کوئی اسے جھٹلاتا نہیں۔لہٰذا اقرار میں شبہ متحقق ہو جائے گا۔ اب دونوں خبروں جو صدق وکذب کا احتمال رکھتی ہیں، میں تعارض آگیا۔کسی ایک کو ترجیح بھی حاصل نہیں۔ لہٰذا اس کا رجوع قبول کیا جائے گا۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس کا رجوع مقبول نہیں ہوگا بلکہ اس پر حد قائم کی جائے گی، کیونکہ حد اقرار کے ساتھ واجب ہوئی تھی۔لہٰذا یہ اس کے رجوع سے باطل نہیں ہوگا تو یہ معاملہ قصاص اور حد قذف کی طرح ہو جائے گا۔

(ب) آقا کا غلام پر حد جاری کرنا: عندالاحناف مولیٰ اپنے غلام پر بغیر اذن امام حد قائم نہیں کر سکتا، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اربع الی الولایة فذکر منها الحدود" اور اس لیے کہ حد اللہ تعالیٰ کا حق ہے، کیونکہ اس کا مقصد عالم کو فساد سے بچانا ہے۔پھر اس کو وہی قائم کرے جو نائب عن الشرع ہو اور وہ امام یا امام کا نائب ہی ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مولیٰ اپنے غلام پر بلا اذن امام حد قائم کرسکتا ہے، کیونکہ مولیٰ کو غلام پر ولایت مطلقہ حاصل ہے جیسے امام کو حاصل ہے بلکہ امام سے اولیٰ یہی آقا ہی ہے، کیونکہ یہ اس میں ہر طرح کے تصرف کا مالک ہے جبکہ امام ہر طرح کے تصرف کا مالک نہیں ہے۔لہٰذا مولیٰ حد جاری کرسکتا ہے۔

☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

شهادة العالية السنة الأولى للطلاب الموافق سنة ۱۴۳۸ھ/2017ء

پانچواں پرچہ: عربی ادب وبلاغت

الوقت المحدد: ثلث ساعات　　　　مجموع الأرقام: ۱۰۰

القسم الاوّل کے دونوں جبکہ القسم الثانی کے کوئی دو سوال حل کریں۔

﴿القسم الاوّل...... ادب عربی﴾

سوال نمبر 1: درج ذیل میں سے کسی پانچ اجزاء کا ترجمہ کریں؟ (۵×۸=۴۰)

(۱) فرأيت فی بهرة الحلقة شخصت الخلقة عليه اهبة السياحة وله رنة النياحة وهو يطبع الاسجاع بجواهر السماع بزواجر وعظه

(۲) فاتبعته مواريا عنه عيالی وقفوت اثره من حيث لايرانی حتی انتهی الی مغارة فانساب فيها علی غرارة فامهلته ريثما خلع نعليه وغسل رجليه

(۳) فلما حللت حلوان وقد بلوت الاخوان وسبرت الاوزان وخبرت ماشان وزان الفيت بها ابا زيد السروجی يتلقب فی قوالب الانتساب ويخبط فی اساليب الاکتساب

(۴) وقع الشوائب شيب والدهر بالناس قلب ان دان يوما لشخص ففی غد يتغلب فلاتثق بوميض من برقه فهو خلب

(۵) فقال يا اخائر الذخائر وبشائر العشائر عموا صباحا وانعموا اصطباحا وانظروا الی من ندی وندی وحدة وجدی وعقار وقری ومقار وقری

(۶) فقال انقلب فی الحالين بؤس ورخاء وانقلب مع الريحين زعزع ورخاء فقلت کيف ادعيت القزل وما مثلك من هزل

(۷) سمعت صبيا من الرجال يقول لسميره فی الرحال کيف حکم سيرتك مع جيلك وجيرتك فقال ارعی الجار ولو جار

سوال نمبر 2: صاحب مقامات کے حالات زندگی سپرد قلم کریں؟ (۱۰)

﴿القسم الثانی...... بلاغت﴾

سوال نمبر 3: الحمد لله علی ما انعم

(۱) حمد و شکر میں سے ہر ایک کی تعریف، متعلق اور مورد ذکر کرنے کے بعد بتائیں کہ متعلق و مورد کے اعتبار سے حمد اخص ہے یا اعم؟ (۱۲+۳=۱۵)

(۲) حمد کو مقدم کرنے اور جملہ اسمیہ کی طرف عدول کی وجوہ مختصر المعانی کی روشنی میں سپرد قلم کریں؟ (۵+۵=۱۰)

سوال نمبر 4: والفصاحة فی المتكلم ملكة وهی كيفية راسخة فی النفس

(۱) فصاحت فی المتکلم کی تعریف اور مثال ذکر کریں؟ نیز ملکہ کی تعریف میں خط کشیدہ لفظ ذکر کرنے کی وجہ قلمبند کریں؟ (۱۰+۵=۱۵)

(۲) کیفیت کی تعریف میں موجود قیود کے جو فوائد صاحب کتاب نے لکھے ہیں، وہ تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 5: ثُمَّ الْإِسْنَادُ مُطْلَقًا سَوَاءٌ كَانَ اِنْشَائِيًّا اَوْ اِخْبَارِيًّا مِنْهُ حَقِيْقَةٌ عَقْلِيَّةٌ لَمْ يَقُلْ اِمَّا حَقِيْقَةٌ وَاِمَّا مَجَازٌ لِاَنَّ بَعْضَ الْاِسْنَادِ عِنْدَهُ لَيْسَ بِحَقِيْقَةٍ وَلَا مَجَازٍ كَقَوْلِنَا الْحَيَوَانُ جِسْمٌ وَالْاِنْسَانُ حَيَوَانٌ

(۱) عبارت پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں، حقیقت عقلیہ کی تعریف کریں؟ (......)

(۲) حقیقت عقلیہ کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں مثالیں دے کر وضاحت کریں؟ (۱۰)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء سال 2017

پانچواں پرچہ: عربی ادب و بلاغت

﴿القسم الاوّل...... ادب عربی﴾

سوال نمبر 1: درج ذیل کا ترجمہ کریں؟

(۱) فرايت فی بهرة الحلقة شخصت الخلقة عليه اهبة السياحة وله رنة النياحة وهو يطبع الاسجاع بجواهر السماع بزواجر وعظه

(۲) فاتبعته مواريا عنه عيانی وقفوت اثره من حيث لايرانی حتى انتهى الى مغارة فانساب فيها على غرارة فامهلته ريثما خلع نعليه وغسل رجليه

(۳) فلما حللت حلوان وقد بلوت الاخوان وسبرت الاوزان وخبرت ماشان وزان الفيت بها ابا زيد السروجی يتقلب فی قوالب الانتساب ويخبط فی اساليب

الاکتساب

(۴)وقع الشوائب شیب والدهر بالناس قلب ان دان یوما لشخص ففی غد یتغلب

فلاتثق بومیض من برقه فهو خلب

(۵)فقال یا اخائر الذخائر وبشائر العشائر عموا صباحا والعموا اصطباحا وانظروا

الی من ندی وندی وحدة وجدی وعقار وقری ومقار وقری

(۶)فقال اتقلب فی الحالین بؤس ورخاء وانقلب مع الریحین زعزع ورخاء فقلت

کیف ادعیت القزل وما مثلك من هزل

(۷)سمعت صیتا من الرجال یقول لسمیرة فی الرحال کیف حکم سیرتك مع

جیلك وجیرتك فقال ارعی الجار ولو جار

جواب: ترجمة الاجزاء: ۱-پس دیکھا میں نے آدمیوں کے درمیان ایک ایسے شخص کو جو کمزور الخلقت تھا۔ اس پر سفر کے آثار تھے، اس کے لیے رونے کی آواز تھی، اپنے الفاظ کے جواہر کے ساتھ مقفّی کلام کو مزین کر رہا تھا اور اپنے مدلل وعظ سے کانوں کو کھٹکھٹا رہا تھا۔

۲-میں اس کے پیچھے جسم کو چھپاتے ہوئے اس طرح چلا کہ وہ مجھے نہ دیکھ سکے یہاں تک کہ وہ ایک غار پر پہنچا اور اس میں بے خوف داخل ہو گیا، میں بھی اتنی دیر رکا کہ اس نے جوتے اتارے اور اپنے پاؤں دھوئے۔

۳-پس جب میں اترا حلوان شہر میں اور دوستوں کو آزمانے اور ان کے مرتبے پہچاننے سے فارغ ہوا۔ اچھی اور بری باتوں میں امتیاز کرنے لگا تو میں نے وہاں ابو زید سروجی کو پایا جو اپنے نسب میں مختلف البیانی سے کام لے رہا تھا اور کمائی کے راستے میں لڑکھڑاتا پھرتا تھا۔

۴-انسان کو حوادثات بوڑھا کر دیتے ہیں اور زمانہ لوگوں کے ساتھ حیلہ گری کرتا ہے۔ زمانہ اگر آج کسی شخص کا تابعدار ہو تو اس پر غالب آجائے گا۔ لہٰذا تو اس کی بجلی کی چمک پر بھروسہ نہ کر، کیونکہ بے باران ایک دھوکہ ہے۔

۵-پس اس نے کہا: اے بہترین خزانوں اور اپنے خاندان کو خوشخبری دینے والو! خدا تمہاری صبح اچھی کرے اور تم صبح کی شراب سے خوشحال رہو، تم اس شخص کی طرف نظر عنایت کرو جو کبھی مجلس و بخشش اور تونگری و عطا، زمین و مواضعات اور دستر خوانوں و طعام والا میزبان تھا۔

۶-پس اس نے کہا: میں دو حالتوں میں رہتا ہوں کبھی سختی میں اور کبھی فراخی میں۔ میں دو قسم کی ہواؤں

میں پھرتا ہوں: سخت تیز اور نرم و سرد میں۔ میں نے کہا: تم یہ بتاؤ کہ تم لنگڑے کیوں بنے ہو؟ حالانکہ تیری مثل نہیں جو مذاق کرے۔

۷۔تو میں نے ایک آدمی کی آواز سنی جو اپنے افسانہ گو (ساتھی) سے کہہ رہا تھا: تیرا اپنے رشتہ داروں اور پڑوسیوں کے ساتھ کیسا برتاؤ ہے۔اس نے کہا: میں اپنے پڑوسی کی ہمیشہ رعایت کرتا ہوں خواہ وہ مجھ پر ظلم ہی کیوں نہ کرے۔

سوال نمبر 2: صاحب مقامات کے حالات زندگی سپرد قلم کریں؟

جواب: نام: محمد قاسم بن علی اور لقب حریری تھا۔

ولادت: مشان بستی میں ۴۴۷ھ میں پیدا ہوئے۔ بصرہ میں پرورش پائی اور ان کا کاروبار ریشم کا تھا اس لیے لقب حریری پڑ گیا۔

حلیہ واخلاق: حریری بدشکل، پست قد، کنجوس اور میلے کپڑوں میں رہنے والا آدمی تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے ادبی زینت، خوش مزاجی اور عدل وانصاف کی خوبیوں سے نوازا تھا۔

مقامات: اس میں پچاس مقامے ہیں، جن کو اس نے ابوزید سروجی کی طرف منسوب کیا اور حارث بن ہمام کی زبانی بیان کیا ہے۔

وفات: بالآخر ۵۱۵ھ ہجری کو اس دار فانی سے کوچ کر گیا۔

﴿القسم الثانی...... بلاغت﴾

سوال نمبر 3: الحمد لله علی ما انعم

(۱) حمد وشکر میں سے ہر ایک کی تعریف، متعلق اور مورد ذکر کرنے کے بعد بتائیں کہ متعلق ومورد کے اعتبار سے حمد اخص ہے یا اعم؟

(۲) حمد کو مقدم کرنے اور جملہ اسمیہ کی طرف عدول کی وجوہ مختصر المعانی کی روشنی میں سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) حمد: تعظیم کے ارادے سے زبان سے کسی کی تعریف کرنا خواہ نعمت کے بدلے یا بغیر نعمت کے، حمد کہلاتا ہے۔

شکر: وہ فعل جو منعم کی تعظیم کے بارے میں خبر دے خواہ وہ فعل زبان کے ساتھ ہو یا دل کے ساتھ یا اعضاء کے ساتھ۔

حمد کا متعلق ومورد: نعمت اور غیر نعمت اس کا متعلق ہے جبکہ حمد کا مورد صرف زباں ہے۔

شکر کا متعلق ومورد: شکر کا متعلق صرف نعمت ہے جبکہ اس کا مورد زبان، دل اور اعضاء ہیں۔

تو پتہ چلا کہ حمد متعلق کے اعتبار سے عام اور مورد کے اعتبار سے خاص ہے۔

(ب) حمد کو مقدم کرنے کی وجہ: حمد کو مقدم اس لیے کیا گیا ہے کہ وہ اہم ہے، کیونکہ یہ مقام حمد ہے۔

جملہ اسمیہ کی طرف عدول کی وجہ: جملہ فعلیہ سے جملہ اسمیہ کی طرف عدول دوام ثبوت پر دلالت کرنے کے لیے کیا گیا ہے۔

سوال نمبر 4: والفصاحة فی المتکلم ملکة وھی کیفیة راسخة فی النفس

(ا) فصاحت فی المتکلم کی تعریف اور مثال ذکر کریں' نیز ملکہ کی تعریف میں خط کشیدہ لفظ ذکر کرنے کی وجہ قلمبند کریں؟

(۲) کیفیت کی تعریف میں موجود قیود کے جو فوائد صاحب کتاب نے لکھے ہیں، وہ تحریر کریں؟

جواب: (ا) فصاحة فی المتکلم کی تعریف: فصاحت فی المتکلم وہ ملکہ ہے جس کے باعث انسان اپنے مقصود کو لفظ فصیح سے تعبیر کرنے پر قادر ہو جیسے گنتی کے وقت یہ کہنا: دار، غلام، جاریہ، ثوب۔

خط کشیدہ ذکر کرنے کی وجہ: ملکہ کی تعریف میں راسخة فی النفس کی قید سے اس کیفیت سے احتراز کرنا مقصود تھا جو اسخ فی الجسم ہو جیسے بیاض۔

(ب) کیفیت کی تعریف میں موجود قیدوں کے فوائد: کیفیت کی تعریف میں قید اول سے اعراض نسبیہ جیسے اضافۃ، فعل اور انفعال وغیرہ سے احتراز ہو گیا۔ لا یقتضی القسمة سے کمیات سے احتراز ہو گیا۔ اللاقسمة والی قید سے نقطاور وحدة سے احتراز ہو گیا۔ اولیاً کی قید سے معلومات جو تقسیم اور عدم تقسیم کو قبول کرتی ہیں کا علم داخل ہو گیا۔

سوال نمبر 5: ثُمَّ الْاِسْنَادُ مُطْلَقًا سَوَاءٌ كَانَ اِنْشَائِيًّا اَوْ اِخْبَارِيًّا مِنْهُ حَقِيْقَةٌ عَقْلِيَّةٌ لَمْ يَقُلْ اِمَّا حَقِيْقَةٌ وَاِمَّا مُجَازٌ لِاَنَّ بَعْضَ الْاِسْنَادِ عِنْدَهُ لَيْسَ بِحَقِيْقَةٍ وَلَا مُجَازٍ كَقَوْلِنَا الْحَيَوَانُ جِسْمٌ وَالْاِنْسَانُ حَيَوَانٌ

(الف) عبارت پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں، حقیقت عقلیہ کی تعریف کریں؟

(ب) حقیقت عقلیہ کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں مثالیں دے کر وضاحت کریں؟

جواب: (الف): اعراب اوپر لگا دیے ہیں اور درج ذیل ہے: پھر اسناد مطلقاً خواہ انشائی ہو یا خبری حقیقة عقلیہ ہوگا اور ماتن نے نہیں کہا اما حقیقة و اما مجاز، کیونکہ بعض اسناد ماتن کے ہاں نہ حقیقت ہوتے ہیں اور نہ مجاز جیسے ہمارا قول: الحیوان جسم اور الانسان حیوان۔

حقیقت عقلیہ کی تعریف: فعل یا معنی فعل کا اسناد اس کی طرف کرنا جس کے لیے وہ ہیں متکلم کے نزدیک ظاہر حال میں، حقیقت عقلیہ کہلاتا ہے۔

(ب) حقیقۃ عقلیہ کی اقسام: حقیقت عقلیہ کی چار اقسام ہیں:
نمبر۱: اسناد واقع اور اعتقاد دونوں کے مطابق ہو جیسے انبت اللہ البقل۔
نمبر۲: صرف اعتقاد کے مطابق ہو جیسے جاہل کا قول انبت الربیع البقل۔
نمبر۳: صرف واقع کے مطابق ہو جیسے معتزلی کا قول اس شخص کے لیے جو اس کے حال کو نہ جانتا ہو "خلق اللہ تعالٰی الافعال کلھا۔"
نمبر۴: واقع اور اعتقاد دونوں کے مطابق نہ ہو جیسے تیرا قول: جَاءَ زَیْدٌ حالانکہ تو جانتا ہے کہ وہ نہیں آیا، مخاطب نہیں جانتا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

شهادة العالیة السنة الأولیٰ للطلاب الموافق سنة ۱۴۳۸ھ/2017ء

چھٹا پرچہ: عقائد و منطق

الوقت المحدد: ثلث ساعات　　　　مجموع الأرقام: ۱۰۰

دونوں قسموں سے کوئی دو، دو سوال حل کریں۔

﴿القسم الاوّل...... العقائد﴾

سوال نمبر 1: (۱) توسل کا معنی ذکر کریں' نیز توسل کے جائز ہونے پر دلائل سپرد قلم کریں؟ (۴+۶=۱۰)

(۲) فوت ہو جانے والوں کو وسیلہ بنانا کیسا ہے؟ دلائل سے مزین اپنا مؤقف تحریر کریں؟ (۵+۱۰=۱۵)

سوال نمبر 2: (۱) کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں؟ اپنے مؤقف پر قرآن وحدیث سے کوئی تین تین دلائل تحریر کریں؟ (۱۰)

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے پر صاحب کتاب رحمہ اللہ تعالیٰ نے قرآن و حدیث سے کل کتنے دلائل دیے ہیں؟ آپ تین تین دلائل لکھیں؟ (۱۵)

سوال نمبر 3: عن سعید بن المسیب قال حضر ابن عمر فی جنازة فلما وضعها فی اللحد قال بسم الله وفی سبیل الله فلما اخذ فی تسویة اللحد قال اللهم اجرها من الشیطان ومن عذاب القبر ثم قال سمعته من رسول الله صلی الله علیه وسلم۔

(۱) ترجمہ کرنے کے بعد بتائیں یہ دلیل کس مسئلے کی ہے؟ کوئی اور دلیل دے کر اس مسئلہ کی وضاحت کریں؟ (۵+۵+۵=۱۵)

(۲) دعاء بعد الجنازہ کا حکم بیان کریں' نیز اس مسئلہ کی وضاحت دلائل کی روشنی میں کریں؟ (۱۰)

﴿القسم الثانی...... منطق﴾

سوال نمبر 4: وهو اما ان یکون قسم الشیء قسیما له او یکون قسیم الشیء قسما منه وهما باطلان

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور اس میں بیان کیا گیا اعتراض مع جواب سپرد قلم کریں؟ (۵+۱۰=۱۵)

(۲) مراتب ثلاثہ یعنی لابشرط الشیء، بشرط شیء اور بشرط لاشیء کی تشریح و توضیح سپرد

قلم کریں؟(۱۰)

سوال نمبر5: **ولیس الکل من کل منهما بدیهیا الالما جهلنا شیئا ولانظریا و الالدار او تسلسل**

(۱) مذکورہ عبارت کے اندر پہلی صورت میں جہل کیسے لازم آئے گا اور دوسری صورت میں دور اور تسلسل کس طرح لازم آئے گا؟(۱۵)

(۲) دور اور تسلسل میں سے ہر ایک کی تشریح وتوضیح قلمبند کریں؟(۱۰)

سوال نمبر6: **وقد جرت العادة بان یسمی الموصل الی التصور قولا شارحا و الموصل الی التصدیق حجة**

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور قول شارح اور حجت میں سے ہر ایک کی وجہ تسمیہ و وجہ تقدیم وتاخیر تحریر کریں؟(۵+۱۰=۱۵)

(۲) معرف کو مکسور العین اور مفتوح العین پڑھا جاتا ہے ان دونوں کے مابین فرق کی وضاحت کریں؟(۱۰)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء سال 2017

چھٹا پرچہ: عقائد و منطق

﴿القسم الاوّل...... العقائد﴾

سوال نمبر 1: (الف) توسل کا معنی ذکر کریں نیز توسل کے جائز ہونے پر دلائل سپرد قلم کریں؟

(ب) فوت ہو جانے والوں کو وسیلہ بنانا کیسا ہے؟ دلائل سے مزین اپنا مؤقف تحریر کریں؟

جواب: (الف) معنی توسل و دلائل: حل شدہ پرچہ 2016ء میں ملاحظہ کریں۔

(ب) وسیلہ پکڑنا: جی ہاں! فوت ہو جانے والوں کو وسیلہ بنانا جائز ہے، اللہ کے محبوب بندوں کو وسیلہ بنانا ان کی دنیاوی زندگی میں اور انتقال کے بعد دونوں طرح جائز ہے۔ اس پر دلیل وہ روایت جو حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "**ما خرج رجل من بیته الی الصلوٰة فقال: اللهم انی اسئلك بحق السائلین وبحق ممشای هذا الیك فانی لم اخرج بطرًا ولا شرًا ولا بانو ولا سمعة وانما خرجت اتقاء سخطك وابتغاء مرضاتك اسألك ان تنقذنی من النار وان تغفرلی ذنوبی فانه لا یغفر الذنوب الا انت**"...... **الا وکل الله به سبعین الف ملك یستغفرون له واقبل الله علیه بوجهه حتی**

يقضى صلاته......

یہ بھی ثابت ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ فوت ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اللهم اغفر لامى فاطمة بنت اسد و وسع عليها مدخلها بحق نبيك والانبياء الذين من قبلى ." اب دیکھیں نبی علیہ السلام کا فرمان: والانبياء من قبلى صراحةً جوازِ توسل پر دال ہے۔

سوال نمبر 2: (الف) کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں؟ اپنے موقف پر قرآن و حدیث سے کوئی تین تین دلائل تحریر کریں؟

(ب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے پر صاحب کتاب رحمہ اللہ تعالیٰ نے قرآن و حدیث سے کل کتنے دلائل دیے ہیں؟ آپ تین تین دلائل لکھیں۔

جواب: (الف) مسئلہ نورانیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم: جی ہاں، نبی علیہ السلام نور اور بشر ہیں، نورانیت اور بشریت کے درمیان کوئی منافات نہیں ہیں جیسا کہ حضرت جبریل علیہ السلام نوری ہیں لیکن وہ بشری صورت میں متمثل ہوتے ہیں۔

دلائل: (۱) قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ

(۲) "وَقَدْ خُلِقَ كُلُّ شَيْءٍ مِّنْ نُّوْرِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"

(مصنف عبدالرزاق)

(۳) قال عليه السلام: "اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِيْ" (او كما قال عليه السلام)

(۴) قال عليه السلام: "خُلِقْتُ مِنْ نُّوْرِ اللّٰهِ وَالْمُؤْمِنُوْنَ مِنْ نُّوْرِيْ"

(ب) دلائل حاضر و ناظر: صاحب کتاب نے آٹھ دلائل قرآن پاک سے دیے جبکہ گیارہ احادیث مبارکہ سے۔

کتاب اللہ سے تین دلائل درج ذیل ہیں:

۱۔ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ۔

۲۔ اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ

۳۔ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا

احادیث مبارکہ: ۱۔ قال عليه السلام: "اِنِّيْ لَاَرَاكُمْ مِّنْ وَّرَآءِ كَمَا اَرَاكُمْ

۲۔ قال عليه السلام: "هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِيْ هٰهُنَا؟ فَوَاللّٰهِ مَا يَخْفٰى عَلَيَّ خُشُوْعُكُمْ وَلَا رُكُوْعُكُمْ اِنِّيْ لَاَرَاكُمْ مِّنْ وَّرَآءِ ظَهْرِيْ ."

۳۔ عن عائشة كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يرى فى الظلماء كما يرى فى الضوء .

سوال نمبر3: عن سعيد بن المسيب قال حضر ابن عمر في جنازة فلما وضعها في اللحد قال بسم الله وفي سبيل الله فلما اخذ في تسوية اللحد قال اللهم اجرها من الشيطان ومن عذاب القبر ثم قال سمعته من رسول الله صلى الله عليه وسلم۔

(الف) ترجمہ کرنے کے بعد بتائیں یہ دلیل کس مسئلے کی ہے؟ کوئی اور دلیل دے کر اس مسئلہ کی وضاحت کریں؟

(ب) دعاء بعد الجنازہ کا حکم بیان کریں نیز اس مسئلہ کی وضاحت دلائل کی روشنی میں کریں؟

جواب: (الف) ترجمة الحديث: حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ایک جنازہ میں حاضر ہوئے جب میت کو لحد میں رکھا گیا تو آپ نے کہا: بسم الله وفي سبيل الله۔ جب لحد کو برابر کرنا شروع کیا تو آپ نے کہا: "اے اللہ! اس کو شیطان اور عذاب قبر سے بچانا۔" پھر آپ نے کہا: میں نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔

☆ مذکورہ حدیث پاک جنازے کے بعد دعا کرنے کی دلیل ہے۔ اس مسئلہ پر دوسری دلیل وہ حدیث ہے جس کو امام مسلم نے روایت کیا ہے:

"قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من استطاع منكم ان ينفع اخاه فلينفعه"

معلوم ہوا جنازہ کے بعد دعا مسنون ہے اور اس پر کوئی ممانعت نہیں ہے۔ انسان تو ہر حال میں دعا کا محتاج ہوتا ہے خواہ زندہ ہو یا مردہ بلکہ میت تو زیادہ حقدار ہے کہ اس کے لیے دعا کی جائے۔

(ب) دعا بعد الجنازہ کا حکم: جواب حل شدہ پرچہ 2015ء میں ملاحظہ کریں۔

﴿القسم الثانی...... منطق﴾

سوال نمبر4: وهو اما ان يكون قسم الشيء قسيما له او يكون قسيم الشيء قسما منه وهما باطلان

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور اس میں بیان کیا گیا اعتراض مع جواب سپرد قلم کریں؟

(ب) مراتب ثلاثہ یعنی لابشرط الشيء، بشرط شيء اور بشرط لاشيء کی تشریح و توضیح سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: اور (دو امروں میں ایک) ہر ناشئی کی قسم کا اس کا قسیم یا ہونا شے کے قسیم کا اس سے قسم۔ یہ دونوں باتیں باطل ہیں۔

اعتراض و جواب: تقریر اعتراض یہ ہے کہ مصنف نے علم کی مشہور تقسیم یعنی تصور اور تصدیق سے

عدول کیوں کیا؟ اس طرح تقسیم کی کہ علم، علم تصور ساذج اور تصدیق کی طرف تقسیم ہوتا ہے، اس عدول کا سبب کیا ہے؟

تو اس کا جواب دیا ہے کہ قوم کے درمیان جو بات مشہور ہے کہ علم یا تصور ہوگا یا تصدیق، اس سے عدول مصنف نے اس لیے کیا کہ مشہور تقسیم پر دو طرح سے اعتراض ہوتا تھا۔ اس اعتراض سے بچنے کے لیے ماتن نے مشہور تقسیم سے اعراض کیا۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ مشہور تقسیم فاسد ہے، کیونکہ دو خرابیوں میں سے ایک خرابی لازم آتی ہے یا تو شئی کی قسم کا قسیم ہونا لازم آتا ہے، حالانکہ شئی کی قسم اس کے تحت داخل ہوتی ہے اس کا قسیم نہیں ہوتی یا پھر شئی کے قسیم کا شئی کی قسم ہونا لازم آتا ہے۔ یہ بھی درست نہیں، کیونکہ شئی کا قسیم وہ ہوتا ہے جو شئی کا مقابل ہو اور دوسری شئی کے تحت داخل ہو۔

یہ خرابی بھی لازم آتی ہے کہ علم کی تقسیم مطلق تصور اور تصدیق کی طرف کی گئی ہے۔ اگر ایسا کیا جاتا جس طرح ماتن نے کیا ہے تو پھر خرابی لازم نہ آتی۔

(ب) مراتب ثلاثہ کی وضاحت: بشرط شیء سے مراد حکم ہے اس کو تصدیق کہا جاتا ہے۔

بشرط لا شیء سے مراد عدم حکم ہے، اس کو تصور ساذج کہتے ہیں۔

اور لا بشرط شیء سے مراد مطلق تصور ہے۔

ان تینوں مراتب میں تصدیق کا مقابل وہ تصور ہے جو بشرط لا شئی ہے۔

تصدیق تصور لا بشرط شیء کا اعتبار ہے۔

سوال نمبر 5: ولیس الکل من کل منھما بدیھیا الالما جھلنا شیئا ولا نظریا و الا لدار او تسلسل

(الف) مذکورہ عبارت کے اندر پہلی صورت میں جہل کیسے لازم آئے گا اور دوسری صورت میں دور اور تسلسل کس طرح لازم آئے گا۔

(ب) دور اور تسلسل میں سے ہر ایک کی تشریح و توضیح قلمبند کریں؟

جواب: (الف) تصور اور تصدیق میں سے ہر ایک تمام کے تمام نہ بدیہی ہیں اور نہ ہی نظری، بلکہ بعض تصورات بدیہیہ ہیں اور بعض نظریہ۔ اسی طرح بعض تصدیقات بدیہیہ ہیں اور بعض نظریہ۔ تصور اور تصدیق میں ہر ایک بدیہی نہیں، کیونکہ اگر تمام تصورات و تصدیقات بدیہی ہوں تو پھر کوئی بھی شئی ہمارے لیے مجہول نہ رہے گی اور یہ باطل ہے یعنی اگر تصورات اور تصدیقات میں ہر ایک سب کے سب بدیہی ہوں

تو پھر کسی بھی شئ کو حاصل کرنے کے لیے نظر وفکر کی ضرورت نہ رہے گی اور یہ فاسد ہے، کیونکہ یہ بات بدیہی ہے کہ ہم بعض تصورات اور تصدیقات کو حاصل کرنے میں نظر وفکر کے محتاج ہیں۔ نہ ہی تصورات اور تصدیقات میں ہر ایک سب کے سب نظری ہیں، کیونکہ اگر سب کے سب نظری ہوں تو پھر دور اور تسلسل لازم آئے گا۔ وہ اس طرح کہ جب ہم کسی شئ کو حاصل کرنے کا ارادہ کریں تو ضروری ہے کہ اس کا حصول دوسرے علم پر موقوف ہو، پھر دوسرا علم بھی نظری ہے، اس کا حصول بھی کسی دوسرے پر موقوف ہوگا، اسی طرح سلسلۂ اکتساب چلتا رہے گا غیر نہایہ تک یہی تسلسل ہے۔ یا پھر آخر میں جا کر واپس لوٹ آئے گا یعنی پہلی شئ کا سمجھنا موقوف ہوگا دوسری پر، دوسری کا تیسری پر اور تیسری پھر پہلی پر تو یہ دور ہے۔

(ب) دور اور تسلسل کی تعریف: جواب حل شدہ پرچہ 2015ء میں ملاحظہ کریں۔

سوال نمبر 6: وقد جرت العادة بان يسمى الموصل الى التصور قولا شارحا و الموصل الى التصديق حجة

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور قول شارح اور حجت میں سے ہر ایک کی وجہ تسمیہ و وجہ تقدیم وتاخیر تحریر کریں؟

(ب) معرّف کو مکسور العین اور مفتوح العین پڑھا جاتا ہے ان دونوں کے مابین فرق کی وضاحت کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: اور عادت جاری ہے کہ منطقی موصل الی التصور (جو تصور تک پہنچائے) کا نام قول شارح اور موصل الی التصدیق (جو تصدیق تک پہنچائے) کا نام حجت رکھتے ہیں۔

وجہ تسمیہ: موصل الی التصور: کو قول تو اس لیے کہتے ہیں کہ یہ اکثر مرکب ہوتا ہے اور قول اور مرکب مترادف الفاظ ہیں۔ شارح اس لیے کہتے ہیں یہ اشیاء کی ماہیات کی شرح اور وضاحت کرتا ہے۔

موصل الی التصدیق: کو حجت اس لیے کہتے ہیں کہ حجت کا معنی ہے غلبہ جو اس کے ساتھ تمسک کرتا ہے وہ اپنے خصم ومدمقابل پر غالب آجاتا ہے اس لیے اس کو حجت کہتے ہیں۔

موصل الی التصور: کو موصل الی التصدیق کے مباحث پر مقدم کرنا اس لیے واجب ہے کہ تصور، تصدیق پر طبعی طور پر مقدم ہے تو پھر وضعی طور پر بھی مقدم کر دیا تاکہ وضع طبع کے مطابق ہو جائے۔

(ب) معرِّف اور معرَّف میں فرق: معرِّف اور معرَّف ایک دوسرے کے مباین اور ایک دوسرے کا غیر ہوتے ہیں۔ معرِّف کا پہلے معلوم ہونا ضروری ہوتا ہے، بعد میں اس کے ذریعے معرَّف معلوم ہوگا۔ معرِّف سے شئ کی تعریف کی جاتی ہے جبکہ معرَّف وہ ہوتا ہے جس کی تعریف کی جائے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

الشهادة العالية السنة الأولى للطلاب الموافق سنة ۱۴۳۹ھ/2018ء

پہلا پرچہ: تفسیر اصول تفسیر

الوقت المحدد: ثلث ساعات — مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: پہلا اور آخری سوال لازمی ہیں باقی میں سے کوئی دوسوال حل کریں۔

﴿القسم الاول...... تفسیر﴾

سوال نمبر 1: انا فتحنا لك قضينا بفتح مكة وغيرها المستقبل عنوة بجهادك فتحا مبينا بينا ظاهرا ليغفرلك الله بجهادك ما تقدم من ذنبك وما تأخر منه لترغب امتك فی الجهاد وهو مؤول لعصمة الانبياء عليهم الصلاة والسلام بالدليل العقلی القاطع من الذنوب واللام للعلة الغائية فمدخولها مسبب لا سبب

(۱) عبارت کا ترجمہ سپرد قلم کریں؟ ۱۰

(۲) سورۃ الفتح کا شان نزول تفصیلاً تحریر کریں؟ ۱۰

(۳) خط کشیدہ عبارت کی روشنی میں عصمت انبیاء پر ایک مدلل مضمون تحریر کریں؟ ۲۰

سوال نمبر 2: ذلك الذی يبشر الله من البشارة مخففا ومثقلا به عباده الذين أمنوا وعملوا الصالحات قل لا أسئلكم عليه ای علی تبليغ الرسالة اجرا الا المودة فی القربی

(۱) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ "الا المودة فی القربی" کون سا مستثنیٰ ہے؟ ۵+۵=۱۰

(۲) "قربی" سے کون کون مراد ہیں؟ اپنا مؤقف مع الدلائل تحریر کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 3: فاوجس اضمر فی نفسه منهم خيفة قالوا لاتخف انا رسل ربك وبشروه بغلام عليم ذی علم كثير هو اسحاق كما ذكر فی سورة هود فاقبلت امرأته سارة فی صرة صيحة حال ای جاءت صالحة فصكت وجهها لطمته وقالت عجوز عقيم

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں؟ ۱۰

(۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونے والے ملائکہ کی تعداد کے بارے میں مفسر

نے کتنے اور کون کون سے اقوال ذکر کیے ہیں؟ ۱۰

سوال نمبر 4: والطور ای الجبل الذی کلم اللہ علیہ موسٰی و کتاب مسطور فی رق منشور ای التوراۃ او القرأن والبیت المعمور

(۱) کلام باری وکلام مفسر پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟ ۵+۵=۱۰

(۲) طور کی قسم اٹھانے کی وجہ لکھیں نیز بیت معمور کا محل وقوع اور عظمت تفصیلاً تحریر کریں؟ ۳+۷=۱۰

﴿القسم الثانی...... اصول تفسیر﴾

سوال نمبر 5: درج ذیل میں سے کسی دو اجزاء کا جواب دیں۔

(۱) قرآن مجید نے جن علوم پنجگانہ کو صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے آپ ان کے نام اور مختصر تعارف بیان کریں؟ ۱۰

(۲) مباحث احکام کے لیے صاحب فوز الکبیر نے جو قاعدہ تحریر کیا ہے وہ سپرد قلم کریں؟ ۱۰

(۳) کلام میں خفاء پیدا کرنے والے امور کتنے اور کون کون سے ہیں؟ الفوز الکبیر کی روشنی میں جواب دیں۔ ۱۰

☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2018ء

پہلا پرچہ: تفسیر واصول تفسیر

﴿حصہ اوّل: تفسیر﴾

سوال نمبر 1: انا فتحنا لک قضینا بفتح مکۃ وغیرھا المستقبل عنوۃ بجھادک فتحا مبینا بینا ظاھرا لیغفر لک اللہ بجھادک ما تقدم من ذنبک وما تأخر منہ لترغب امتک فی الجھاد وھو مؤول لعصمۃ الانبیاء علیھم الصلاۃ والسلام بالدلیل العقلی القاطع من الذنوب واللام للعلۃ الغائیۃ فمدخولھا مسبب لاسبب

(۱) عبارت کا ترجمہ سپرد قلم کریں؟

(۲) سورۃ الفتح کا شان نزول تفصیلاً تحریر کریں؟

(۳) خط کشیدہ عبارت کی روشنی میں عصمت انبیاء پر ایک مدلل مضمون تحریر کریں؟

جواب: (۱) ترجمہ عبارت: بیشک ہم نے (اس صلح حدیبیہ) آپ کو کھلم کھلا فتح دی (کہ مکہ وغیرہ کی فتح

کا فیصلہ کر دیا جو زمانہ مستقبل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جہاد کے ذریعے سے غلبہ کی صورت میں ہونے والی ہے) تا کہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اگلوں اور پچھلوں کی ساری خطائیں (آپ کے جہاد کی برکت سے) معاف فرمادے (اور یہ اس وجہ سے فرمایا تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو جہاد کرنے کی رغبت ہو اور آپ کی طرف ذنب کی نسبت کا ہونا علماء کے نزدیک مؤول ہے، اس لیے کہ دلیل عقلی قطعی سے حضرات انبیاء علیہم السلام کا گناہوں سے معصوم ہونا محقق ہے اور لام علت غائیہ کے لیے ہے۔ لہٰذا اس کا مدخول مسبب ہے نہ کہ سبب!)

(۲) سورت کا شان نزول:

(۱) مدینہ طیبہ میں رہتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خواب دیکھا کہ آپ مع صحابہ امن وامان کے ساتھ مکہ معظمہ میں پہنچے ہیں، عمرہ ادا کر کے سر منڈوایا ہے۔ یہ خواب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کے سامنے بیان کیا، وہ شوق میں سمجھے کہ اسی سال عمرہ میسر ہوگا حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی عمرہ کا ارادہ فرمالیا، اس موقع پر یہ کلام نازل ہوا۔

(۲) ٦ھ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پندرہ سو صحابہ کرام کے ساتھ عمرہ کی نیت سے مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے اور ہدی کے جانور بھی ساتھ تھے۔ قریش کو جب یہ خبر پہنچی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جم غفیر کے ساتھ آ رہے ہیں تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ آپ کو مکہ میں داخل نہ ہونے دیا جائے۔ چنانچہ مکہ مکرمہ سے چھ میل کے فاصلے پر حدیبیہ کے مقام پر آپ کو رکنا پڑا، آپ کی اونٹنی خود بخود بیٹھ گئی اور پھر اس نے اٹھنے کا نام نہ لیا۔ اس موقع پر یہ کلام الٰہی نازل ہوا۔

(۳) عصمت انبیاء علیہم السلام:

تمام مسلمانوں کا یہ عقیدہ ونظریہ تواتر سے چلا آ رہا ہے کہ انبیاء علیہم السلام معصوم عن الخطاء ہوتے ہیں، لہٰذا ان کی طرف ذنوب کی نسبت کرنا درست نہیں ہے۔ حضرت امام رازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے آیت: لیغفر لک اللہ کے تحت اس موضوع پر تفصیلی گفتگو فرمائی ہے جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

(۱) فتح مکہ سے حج بیت اللہ ممکن ہوا اور حج سبب مغفرت ہے۔

(۲) آیت میں عام مؤمنین اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے گناہوں کی مغفرت کا اعلان ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم معصوم تھے اور معصوم کی مغفرت کے کوئی معنیٰ نہیں ہیں۔

(۳) یہاں ذنب کا لفظ استعمال ہوا ہے اور ذنب کے معنیٰ کسی معاملہ میں اعلیٰ پہلو کو ترک کر کے ادنیٰ پہلو کو اختیار کرنا ہے۔

(۴) ذنب سے صغائر مراد ہوں جو عدم توجہ سے واقع ہو سکتے ہیں۔

(۵) حسنات الابرار، سیئات المقربین مراد ہے۔

(۶) ماتقدم سے آدم وحوا کی خطاء اجتہادی اور مابعد سے امت کی خطائیں مراد ہیں۔

(۷) مغفرت سے مراد ستر و پردہ ہو تو یہ درست ہے یعنی گناہ اور پردہ کے درمیان کسی چیز کا حائل ہونا یا گناہ وسزا کے مابین کسی چیز کا رکاوٹ بننا۔

سوال نمبر2: ذلک الذی یبشر اللہ من البشارۃ مخففا ومثقلا بہ عبادہ الذین امنوا وعملوا الصالحات قل لا اسئلکم علیہ ای علی تبلیغ الرسالۃ اجرا الا المودۃ فی القربٰی

(۱) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ "الا المودۃ فی القربٰی" کون سا مستثنیٰ ہے؟

(۲) "قربٰی" سے کون کون مراد ہیں؟ اپنا موقف مع الدلائل تحریر کریں؟

جواب: (۱) ترجمہ عبارت: یہی ہے وہ جس کی بشارت اللہ تعالیٰ اپنے ایمان والے بندوں کو دے رہا ہے جنہوں نے نیک عمل کیے۔ بشارت میں مخفف اور مثقل دونوں قرائتیں ہیں۔ (اے محبوب!) آپ فرما دیجیے کہ میں اس تبلیغ رسالت پر تم سے کوئی صلہ نہیں چاہتا مگر رشتہ داری کی محبت۔

"الا المودۃ فی القربٰی" میں مستثنیٰ کا تعین:

یہاں مستثنیٰ سے مستثنیٰ منقطع مراد ہے یعنی وہ مستثنیٰ جسے مستثنیٰ منہ سے نکالا نہ گیا ہو۔

"قربٰی" سے مراد:

یہاں قربٰی سے کون لوگ مراد ہیں؟ اس بارے میں پانچ (۵) اقوال ہیں:

(۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق قریش کے وسط سے تھا جس کی شاخیں ہر طرف پھیلی ہوئی تھیں۔

(۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لائے تو حضرات انصار نے ایثار کا مظاہرہ کرتے ہوئے رقم جمع کی اور آپ کی خدمت میں پیش کر کے خصوصی رشتہ داری کا ثبوت فراہم کیا۔

(۳) دنیوی رشتہ سے قطع نظر محض اطاعت اللہ اور اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا رشتہ مراد ہو۔

(۴) تمام ازواج مطہرات مراد ہوں جن کو امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کا اعزاز حاصل ہے۔

(۵) پنجتن پاک یعنی رسول کریم، حسنین، حضرت فاطمہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہم مراد ہوں۔

سوال نمبر3: فاوجس اضمر فی نفسہ منھم خیفۃ قالوا لاتخف انا رسل ربک وبشروہ بغلام علیم ذی علم کثیر ھو اسحاق کما ذکر فی سورۃ ھود فاقبلت امراتہ سارۃ فی صرۃ صیحۃ حال ای جاءت صائحۃ فصکت وجھھا لطمتہ وقالت عجوز عقیم

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں؟

(۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونے والے ملائکہ کی تعداد کے بارے میں مفسر نے کتنے اور کون کون سے اقوال ذکر کیے ہیں؟

جواب: (۱) ترجمہ عبارت: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے محسوس کیا (دل میں چھپایا) ان سے ڈر انہوں نے کہا: تم ڈرو مت، ہم آپ کے رب کے فرستادہ ہیں اور ان کو ایک فرزند کی بشارت دی جو بڑا عالم ہوگا (مراد حضرت اسحاق ہیں جیسا کہ سورہ ھود میں گزرا) اتنے میں ان کی بیوی (سارہ) پکارتی آئیں (زور زور سے بولتی ہوئی، یہ حال یعنی آواز کرتی ہوئی آئیں) پھر ماتھے پر ہاتھ مارا اور کہنے لگیں کہ بڑھیا بانجھ۔

(۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونے والے ملائکہ کی تعداد:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں بطور مہمان حاضر ہونے والے فرشتوں کی تعداد کے بارے میں تین اقوال ہیں:

(۱) ملائکہ کی تعداد بارہ (۱۲) تھی۔ (۲) ملائکہ دس (۱۰) تھے۔ (۳) تین فرشتے تھے۔

سوال نمبر 4: وَالطُّوْرِ اَیِ الْجَبَلِ الَّذِیْ کَلَّمَ اللہُ عَلَیْہِ مُوْسٰی وَکِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ فِیْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ اَیِ التَّوْرَاۃِ اَوِ الْقُرْاٰنِ وَالْبَیْتِ الْمَعْمُوْرِ

(۱) کلام باری وکلام مفسر پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(۲) طور کی قسم اٹھانے کی وجہ لکھیں نیز بیت معمور کا محل وقوع اور عظمت تفصیلاً تحریر کریں؟

جواب: (۱) عبارت پر اعراب اور اس کا ترجمہ:

اعراب اوپر عبارت پر لگادیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

قسم ہے طور (پہاڑ) کی (یہ وہ پہاڑ ہے جس پر حضرت موسیٰ نے اللہ سے کلام کیا تھا) اور اس کتاب کی جو کھلے ہوئے کاغذ پر لکھی ہے (یعنی تورات وقرآن) اور قسم ہے بیت المعمور کی۔

(۲) طور کی قسم اٹھانے کی وجہ:

لفظ "طور" عبرانی زبان کا ہے، اس سے مراد ایسا پہاڑ ہے جس پر درخت اگتے ہیں۔ یہاں "طور" سے مراد وہ پہاڑ ہے جو ارض مدین میں واقع ہے اور اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہوئے تھے۔ اس پہاڑ کی قسم یاد کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ ان چار بابرکت پہاڑوں میں سے ایک ہے جن کا تعلق جنت سے ہے۔

"بیت المعمور" کا محل وقوع:

بیت المعمور فرشتوں کا آسمانی کعبہ ہے، جو کعبہ کے مقابل اوپر ہے۔ روزانہ ستر ہزار ملائکہ اس میں نماز

ادا کرتے ہیں، زیارت کا شرف حاصل کرتے ہیں اور طواف کرتے ہیں، پھر تا قیامت ان کی دوبارہ باری نہیں آئے گی۔ شب معراج میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ بیت المعمور سے ٹیک لگائے تشریف فرما تھے۔

﴿حصہ دوم: اصول تفسیر﴾

سوال نمبر 5: درج ذیل اجزاء کا جواب دیں؟

(۱) قرآن مجید نے جن علوم پنجگانہ کو صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے آپ ان کے نام اور مختصر تعارف بیان کریں؟

(۲) مباحث احکام کے لیے صاحب فوز الکبیر نے جو قاعدہ تحریر کیا ہے وہ سپرد قلم کریں؟

(۳) کلام میں خفاء پیدا کرنے والے امور کتنے اور کون کون سے ہیں؟ الفوز الکبیر کی روشنی میں جواب دیں۔

جواب: (۱) قرآن کریم کے بیان کردہ علوم پنجگانہ کا تعارف:

جاننا چاہیے کہ معانی جو قرآن مجید سے واضح ہوتے ہیں وہ پانچ علوم سے باہر نہیں ہیں:

اول: علم احکام از قسم واجب مستحب، مکروہ اور حرام احکام خواہ عبادات میں سے ہوں یا معاملات میں سے، تدبیر منزل سے متعلق ہوں یا سیاست مدن سے اس علم کی تفصیل فقہاء کی ذمہ داری ہے۔

دوم: علم مناظرہ چاروں گمراہ فرقوں مثلاً یہود، نصاریٰ، مشرکین اور منافقین کے ساتھ اس علم کی تفریع متکلمین کا کام ہے۔

سوم: علم تذکیر بآلاء اللہ مثلاً زمین وآسمان کے تخلیق کرنے، بندوں کو ان کی ضروریات کا الہام کرنے اور نیز اللہ تعالیٰ کی صفات کاملہ کا بیان۔

چہارم: علم تذکیر بایام اللہ یعنی ان واقعات کا بیان جن کو اللہ عزوجل نے ایجاد فرمایا ہے مثلاً طاعت کرنے والوں کے لیے انعام وجزا اور مجرموں کے لیے تعذیب وسزا۔

پنجم: علم تذکیر موت اور اس کے بعد ہونے والے واقعات کا بیان مثلاً حشر ونشر، حساب میزان، دوزخ وجنت۔ ان علوم کی تفصیل کو محفوظ رکھنا اور ان کے ساتھ مناسب احادیث اور آثار ملحق کرنا واعظوں کا کام ہے۔

(۲) علم مباحثہ کا بیان:

قرآن مجید میں چاروں گمراہ فرقوں سے مباحثات ہوئی ہیں یعنی (۱) مشرکین، (۲) یہودی، (۳) نصاریٰ، (۴) منافقین۔ یہ مباحثے دو طرح پر واقع ہوئے ہیں:

ایک تو یہ کہ فقط باطل عقیدہ کو بیان کر کے اور اس کی قباحت کو ظاہر فرما کر اس سے نفرت ظاہر کرتے ہیں۔

دوسرے یہ کہ گمراہوں کے شبہات کو بیان کر کے ان کو ادلہ قطعیہ یا خطابیات سے حل کرتے ہیں۔

مشرکین اپنے آپ کو حنیف کہتے ہیں، حنیف اس کو کہتے ہیں جو ملت ابراہیمی کا پابند اور اس کی علامات کو سختی کے ساتھ اختیار کرنے والا ہو۔ ملت ابراہیم کی علامات یہ ہیں: حج کعبہ، استقبال کعبہ، غسل جنابت، ختنہ اور باقی فطری خصائل، اشہر حرم (شوال، ذیقعدہ، ذی الحجہ کی حرمت) مسجد حرام کی تعظیم نسبی اور رضاعی محرمات کو حرام جاننا اور عام جانوروں کا ذبح حلق میں اور اونٹ کا نحر لبہ میں اور ذبح اور نحر سے اللہ عزوجل کی رضا جوئی خصوصاً حج کے زمانہ میں اور ملت ابراہیمی میں وضو نماز اور روزہ طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک۔ یتیموں اور فقیروں کو صدقہ دینا اور مشکلات میں ان کی اعانت کرنا اور صلہ رحمی کرنا مشروع تھا۔ مشرکین کے یہاں ان امور کے کرنے والے کی مدح سرائی کی جاتی تھی' لیکن مشرکین نے عام طور پر ان امور کو ترک کر دیا تھا۔ ان میں یہ خصائل کان لم یکن ہو گئے تھے اور قتل، چوری، زنا، ربا اور غصب کی حرمت بھی اصل ملت میں ثابت تھی۔ ان افعال پر ان کے یہاں کچھ نہ کچھ اظہار نفرت بھی جاری تھا۔ لیکن جمہور مشرکین ان کو کرتے، نفس امارہ کے اشاروں پر چلتے تھے، اللہ تعالیٰ کے وجود کا عقیدہ اور اس بات کا کہ وہ آسمان اور زمین کا خالق ہے اور زبردست حوادث کا مدبر اور رسولوں کو بھیجنے پر قادر، بندوں کو ان کے اعمال کی جزا دینے والا، حوادث کو ان کے وقوع سے پیشتر معین کرنے والا۔ یہ کہ فرشتے اللہ عزوجل کے مقرب بندے اور تعظیم کے مستحق ہیں۔ چنانچہ ان کے اشعار ان مضامین پر دلالت کرتے ہیں' مگر جمہور مشرکین نے ان عقائد میں بہت سے ایسے شبہات کو جو کہ ان امور کے استعداد اور ادراک کی طرف رغبت نہ ہونے سے پیدا ہوتے تھے' بہم پہنچاتے تھے۔ مشرکین کی گمراہی یہ تھی کہ وہ شرک، تشبیہ، تحریف کے قائل اور معاد کے منکر تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو بعید از قیاس کہتے۔ اعمال قبیحہ اور مظالم علانیہ کرتے اور نئی نئی فاسد رسوم ایجاد کرتے اور عبادات کو مٹاتے تھے۔

(۳) کلام میں خفاء پیدا کرنے والے امور:

جاننا چاہیے کہ قرآن مجید ٹھیک ٹھیک بلا کسی تفاوت کے محاورہ عرب کے موافق نازل ہوا' اور اہل عرب اپنی زبان کے سمجھنے میں جو سلیقہ رکھتے تھے اس سے قرآن مجید کے معنی منطوق کو سمجھ لیتے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "**والکتاب المبین**" اور "**قرآنا عربیاً لعلکم تعقلون**" اور "**احکمت آیة ثم فصلت**" شارع کی یہ مرضی ہے کہ متشابہات قرآنی کی تاویل' صفات خداوندی کے حقائق کی صورت آفرینی۔ مبہمات کی تعیین اور قصوں کی تفصیل میں غور وخوض نہ کیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں کم سوال پیش کرتے تھے اور یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم سے سلسلہ سوالات کچھ کم ہی منقول ہوا ہے۔ جبکہ اس طبقہ کا دور گزر چکا اور علوم تفسیر میں عجمیوں نے دخل دینا شروع کر دیا۔ نیز وہ پہلی زبان بھی متروک ہوگئی تو اس وقت بعض مقامات پر شارع کی مراد سمجھنے میں دشواری پیدا ہوئی۔ ضرورت پڑی کہ لغت اور علم نحو کی چھان بین کی جائے اور سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا۔ تفسیر کی کتابیں شروع ہوئیں بایں وجہ ہمارے ذمہ لازم ہے کہ مشکل مقامات اور ان کے امثلہ بیان کر دیں تاکہ معانی قرآنی میں غور و خوض کے وقت طول بیان کی حاجت نہ پڑے اور ان مقامات کو مبالغہ کے ساتھ حل کرنے کے لیے مجبور ہوں۔

کسی لفظ کے معنی نہ معلوم ہونے کے سبب کبھی لفظ نادر کا استعمال ہوتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ اس لفظ کے معنی صحابہ، تابعین اور باقی واقف کاران معانی سے نقل کیے جائیں۔ کبھی اس کا سبب ناسخ منسوخ میں شناخت نہ کر سکنا، اسباب نزول کا یاد نہ رہنا، کبھی مضاف و موصوف وغیرہ کا محذوف ہونا، کبھی کسی شے کو شے سے یا کسی حرف کو حرف یا اسم کو کسی اسم سے یا فعل کو کسی فعل سے یا جمع کو مفرد سے یا مفرد کو جمع سے یا غائب کے اسلوب کو مخاطب سے بدل دینا اس کا باعث ہوتا ہے۔ کبھی مستحق تاخیر کی تقدیر یا اس کا عکس۔ کبھی اس کا سبب ضمائر کا انتشار، ایک لفظ کے متعدد معنی اور کبھی تکرار اور مفید ضروری طوالت ہوتا ہے اور بعض اوقات اس کا سبب اختصار۔ کسی وقت کنایہ اور تعریض یا متشابہ یا مجاز عقلی کا استعمال ہوتا ہے۔ سعادت مند دوستوں کو چاہیے کہ وہ علم تفسیر میں گفتگو کرنے سے پہلے ان امور کی حقیقت، ان کی بعض مثالوں سے آگاہی حاصل کریں اور مقام تفصیل میں رمز و اشارہ پر اکتفا نہ کریں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

الشهادة العالية السنة الأولى للطلاب الموافق سنة ۱۴۳۹ھ/2018ء

دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث

الوقت المحدد: ثلث ساعات مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: پہلا اور آخری سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

﴿القسم الاوّل...... حدیث﴾

سوال نمبر 1: عن انس انه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من صلی صلوتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذلك المسلم الذی له ذمة الله وذمة رسوله فلا تخفروا الله فی ذمته

(۱) حدیث شریف پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟ ۵+۵=۱۰

(۲) حدیث میں نماز وغیرہ کو اسلام کی علامت قرار دینے کی وجہ تحریر کریں؟ ۱۰

(۳) مذکورہ حدیث میں شہادتین کو ذکر نہ کرنے کی وجہ لکھیں نیز خط کشیدہ کی وضاحت کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

سوال نمبر 2: (الف) لا یزنی الزانی حین یزنی وهو مؤمن ولا یسرق السارق حین یسرق وهو مؤمن ولا یشرب الخمر حین یشربها وهو مؤمن

(ب) ثلاث من اصل الایمان الکف عمن قال لا اله الا الله لا تکفره بذنب ولا تخرجه من الاسلام بعمل

(۱) دونوں احادیث مبارکہ کا ترجمہ کریں؟ ۵+۵=۱۰

(۲) احادیث مبارکہ میں واقع ہونے والا تعارض اس طرح ختم کریں کہ معتزلہ کے مذہب کا رد ہو جائے؟ ۱۰

سوال نمبر 3: عن ابی هریرة روایة یوشك ان یضرب الناس اکباد الابل یطلبون العلم فلا یجدون احدا اعلم من عالم المدینة

(۱) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ "ان یضرب الناس" ترکیب میں کیا واقع ہوسکتا ہے؟ ۵+۵=۱۰

(۲) عالم المدینہ سے کون مراد ہیں؟ اس بارے میں صاحب کتاب نے جو دو قول ذکر کیے ہیں وہ تحریر

کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 4: عن انس قال کان غلام یهودی یخدم النبی صلی الله علیه وسلم فمرض فاتاه النبی صلی الله علیه وسلم یعوده فقعد عند راسه فقال له اسلم فنظر الی ابیه وهو عنده فقال اطع ابا القاسم فاسلم فخرج النبی صلی الله علیه وسلم وهو یقول الحمد لله الذی انقذه من النار

(۱) حدیث کا ترجمہ کریں اور مذکورہ لڑکے کا نام تحریر کریں؟ ۷+۳=۱۰

(۲) فاسق اور مجوسی میں سے ہر ایک کی عیادت کرنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟ وضاحت کریں۔ ۵+۵=۱۰

﴿القسم الثانی...... اصول حدیث﴾

سوال نمبر 5: درج ذیل میں سے کسی دو اجزاء کا جواب دیں۔

(۱) حدیث مرسل کی تعریف کریں اور اس کے حکم کے بارے میں اقوال ائمہ تحریر کریں؟ ۴+۶=۱۰

(۲) ضبط کے ساتھ متعلقہ وجوہ طعن کتنے اور کون کون سے ہیں؟ سپرد قلم کریں؟ ۱۰

(۳) صحاح ستہ اور ان کے مصنفین کے نام تحریر کریں؟ ۱۰

☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2018ء

دوسرا پرچہ: حدیث و اصول حدیث

﴿حصہ اوّل: حدیث﴾

سوال نمبر 1: عَنْ اَنَسٍ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى صَلٰوتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَاَكَلَ ذَبِيْحَتَنَا فَذٰلِكَ الْمُسْلِمُ الَّذِىْ لَهٗ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَذِمَّةُ رَسُوْلِهٖ فَلَا تَخْفِرُوْا اللّٰهَ فِىْ ذِمَّتِهٖ

(۱) حدیث شریف پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(۲) حدیث میں نماز وغیرہ کو اسلام کی علامت قرار دینے کی وجہ تحریر کریں؟

(۳) مذکورہ حدیث میں شہادتین کو ذکر نہ کرنے کی وجہ لکھیں نیز خط کشیدہ کی وضاحت کریں؟

جواب: (۱) عبارت پر اعراب اور ترجمہ حدیث:

اعراب اوپر حدیث پر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ حسب ذیل ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس آدمی نے ہم جیسی نماز پڑھی، ہمارے قبلہ کی طرف (نماز میں) منہ کیا اور ہمارے ذبح شدہ جانور کا گوشت کھایا پس وہ مسلمان ہے۔ وہ اللہ اور اس کے رسول کے ذمہ (حفاظت) میں ہے۔ پس تم اللہ کو اس کے ذمہ کے بارے میں معمولی تصور نہ کرو۔

(۲) حدیث میں نماز وغیرہ کو اسلام کی علامت قرار دینے کی وجہ:

ایمان تصدیق قلب اور اقرار باللسان کا نام ہے جبکہ اسلام کا لغوی معنی اطاعت کرنا اور اصطلاحی معنی اعمال صالحہ (عبادات) کو اپنانا ہے۔ چونکہ نماز وغیرہ امور اسلام کا حصہ ہیں اور ان کے بغیر وہ مکمل نہیں ہو سکتا، اس لیے ان کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان امور کا ترک کرنا اسلام واطاعت کے منافی ہے۔

(۳) مذکورہ حدیث میں شہادتین کو ذکر نہ کرنے کی وجہ:

مذکورہ حدیث میں نماز قائم کرنا، نماز میں قبلہ رخ کھڑے ہونا اور مسلمانوں کا ذبیحہ کھانے کو اسلام کی علامات قرار دیا گیا جبکہ شہادتین کا ذکر ترک کیا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شہادتین کا تعلق عقائد کے ساتھ ہے، ان کو اسلامی عقائد میں بنیادی وکلیدی حیثیت حاصل ہے، اسلامی عبادات کی صحت وعدم صحت کا مدار عقائد ہیں۔ اسلامی اعمال سے قبل اسلامی عقائد وافکار ملحوظ خاطر ہوتے ہیں، اس لیے ان کا ذکر کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔

سوال نمبر 2: (الف) لا یزنی الزانی حین یزنی وھو مؤمن ولا یسرق السارق حین یسرق وھو مؤمن ولا یشرب الخمر حین یشربھا وھو مؤمن

(ب) ثلاث من اصل الایمان الکف عمن قال لا الٰہ الا اللہ لا تکفرہ بذنب ولا تخرجہ من الاسلام بعمل

(۱) دونوں احادیث مبارکہ کا ترجمہ کریں؟

(۲) احادیث مبارکہ میں واقع ہونے والا تعارض اس طرح ختم کریں کہ معتزلہ کے مذہب کا رد ہو جائے؟

جواب: (۱) احادیث کا ترجمہ:

(الف) زانی حالت زنا میں مؤمن نہیں رہتا، چور حالت چوری میں مؤمن نہیں رہتا اور شراب خور حالت شراب خوری میں مومن نہیں ہوتا۔

(ب) تین چیزیں اصل ایمان ہیں کلمہ طیبہ پڑھنے والے کو ہاتھوں سے تکلیف نہ دی جائے گی، کسی کو گناہ کے سبب کافر مت قرار دے اور اسے کسی عمل کے سبب اسلام سے خارج نہ کیا جائے۔

(۲) احادیث میں تعارض کا ارتفاع اور معتزلہ کا رد:

دونوں احادیث میں تعارض اس طرح ہے کہ پہلی روایت میں گناہ کے سبب ایمان کی نفی کی گئی ہے اور دوسری روایت میں اس کے برعکس حکم ثابت کیا گیا ہے کہ گناہ کے سبب مسلمان کافر نہیں ہوتا۔

دونوں روایات کے مابین اس تعارض کا ارتفاع اس طرح ہے کہ پہلی حدیث کا مطلب ہے کہ حالت زنا، حالت چوری اور حالت شراب خوری میں کوئی مومن نہیں رہتا جبکہ اس حالت کے بعد ایمان دوبارہ عود کر آتا ہے اور مرتکب مومن رہتا ہے۔ اس مفہوم کے بعد دونوں روایات میں تعارض باقی نہ رہا۔ اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ مرتکب کبیرہ گناہگار اور فاسق تو ہوتا ہے مگر اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔ اس بحث سے معتزلہ کا بھی رد بلیغ ہو جاتا ہے، کیونکہ ان کا نظریہ ہے کہ مرتکب الکبائر اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

سوال نمبر3: عن ابی هريرة رواية يوشك ان يضرب الناس اكباد الابل يطلبون العلم فلا يجدون احدا اعلم من عالم المدينة

(ا) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ "ان یضرب الناس" ترکیب میں کیا واقع ہو سکتا ہے؟

(۲) عالم المدینہ سے کون مراد ہیں؟ اس بارے میں صاحب کتاب نے جو دو قول ذکر کیے ہیں وہ تحریر کریں؟

جواب: (ا) ترجمہ حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت منقول ہے کہ عنقریب حصول علم کے سفر کے لیے لوگ اونٹوں کے جگر پگھلا دیں گے، پس وہ مدینہ کے عالم سے بڑا کوئی عالم نہیں پائیں گے۔

"ان یضرب الناس" کی ترکیب:

معنوی اعتبار سے یہ جملہ مرفوع محلا ہو کر ترکیب میں "یوشک" فعل مضارع کا فاعل واقع ہو رہا ہے اور "اکباد الابل" اس کا مفعول ہے۔

(۲) "عالم المدینة" سے مراد:

اس میں تین اقوال ہو سکتے ہیں:

۱- امیر المومنین فی الحدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مراد ہیں۔

۲- مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما مراد ہیں۔

۳- امام دار الہجرت حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ مراد ہیں۔

سوال نمبر4: عن انس قال كان غلام يهودى يخدم النبى صلى الله عليه وسلم فمرض

فاتاه النبی صلی اللہ علیه وسلم یعوده فقعد عند راسه فقال له اسلم فنظر الی ابیه وهو عنده فقال اطع ابا القاسم فاسلم فخرج النبی صلی اللہ علیه وسلم وهو یقول الحمد لله الذی انقذه من النار

(۱) حدیث کا ترجمہ کریں اور مذکورہ لڑکے کا نام تحریر کریں؟

(۲) فاسق اور مجوسی میں سے ہر ایک کی عیادت کرنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟ وضاحت کریں۔

جواب: (۱) ترجمہ حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا: ایک یہودی غلام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتا تھا، وہ بیمار ہوگیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے، آپ اس کے سر کے پاس بیٹھ گئے اور غلام سے فرمایا: تو اسلام قبول کرلے، اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا جو کہ اس کے پاس موجود تھا، اس نے کہا: تو ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کر۔ پس وہ مسلمان ہوگیا، پھر آپ یہ بات کہتے ہوئے باہر تشریف لائے کہ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے اسے آگ (جہنم) سے بچالیا۔

(۲) فاسق اور مجوسی کی عیادت کا حکم:

مسلمان کی عیادت کی جائے گی خواہ وہ فاسق ہو، کیونکہ یہ امر حقوق المسلمین میں سے ایک ہے۔ فسق و فجور مسلمان کی عیادت کے لیے مانع ہرگز نہیں ہے۔ تاہم مجوسی کے بیمار ہونے کی صورت میں اس کی عیادت کرنے کی اجازت نہیں ہے، کیونکہ شرک اس کی عیادت کرنے کے لیے مانع ہے۔ لہٰذا فاسق مسلمان کی عیادت کرنا جائز ہے اور مجوسی کی عیادت کرنا منع ہے۔

﴿حصہ دوم: اصول حدیث﴾

سوال نمبر 5: درج ذیل اجزاء کا جواب دیں؟

(۱) حدیث مرسل کی تعریف کریں اور اس کے حکم کے بارے میں اقوال ائمہ تحریر کریں؟

(۲) ضبط کے ساتھ متعلقہ وجوہ طعن کتنے اور کون کون سے ہیں؟ سپرد قلم کریں؟

(۳) صحاح ستہ اور ان کے مصنفین کے نام تحریر کریں؟

جواب: (۱) حدیث مرسل کی تعریف اور اس کے حکم میں اقوال آئمہ:

اگر سقوط راوی آخر سند سے تابعی کے بعد ہو تو حدیث کو مرسل کہتے ہیں اور اس فعل اسقاط کو ارسال کہیں گے جیسے تابعی کہے: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم!

جمہور محدثین کا مؤقف ہے کہ مرسل کا حکم توقف ہے، کیونکہ یہ نہیں معلوم کہ غیر مذکور راوی ثقہ ہے یا نہیں، کیونکہ تابعی کبھی تابعی سے روایت کرتا ہے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے ہاں حدیث مرسل مطلقاً مقبول ہے، ان کی دلیل یہ ہے کہ راوی نے کمال وثوق و اعتماد کی بناء پر ارسال کیا ہے، کیونکہ کلام اس تقدیر پر ہے کہ غیر مذکور راوی ثقہ ہو، اگر ارسال کنندہ کے نزدیک صحیح حدیث نہ ہوتی تو ارسال کرتے ہوئے یوں نہ کہتا: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرت امام شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اگر حدیث مرسل کو دوسری مرسل حدیث یا سند حدیث سے تائید حاصل ہو جائے اگرچہ وہ مؤید ضعیف ہی کیوں نہ ہو، تو مقبول ہوگی۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ سے قبول اور عدم قبول کے بارے میں دو اقوال منقول ہیں۔ یہ اختلاف اس وقت ہے جب یہ بات معلوم ہو کہ ارسال کنندہ تابعی عادۃً ثقہ راوی کو ہی حذف کیا کرتے ہیں اور اگر ان کی عادت یہ ہے کہ ثقہ و غیر ثقہ دونوں کو حذف کیا کرتے ہیں تو بالاتفاق حدیث مرسل کا حکم توقف ہے۔

(۲) ضبط میں طعن کے اسباب و وجوہ:

ضبط میں طعن کے اسباب و وجوہ طعن پانچ ہیں جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱۔ فرط غفلت:

فرط غفلت سے مراد یہ ہے کہ راوی اپنی مرویات کے بارے میں اتنا زیادہ غفلت کا شکار ہو جائے کہ دوسروں کی تلقین قبول نہ کرے کہ دوسرا جو بتادے کہ تو نے یہ سنا تھا وہی مان لے۔

۲۔ کثرت غلط:

اس سے مراد یہ ہے کہ راوی کی بیان کردہ حدیث میں جو غلطیاں بنسبت صواب و درستگی کے زیادہ یا مساوی ہوں۔ غفلت سماع اور تحمل حدیث میں ہوتی ہے اور (غلط) سماع حدیث اور ادائیگی میں۔

۳۔ مخالفت ثقات:

جو اسناد میں اور متن میں ہوتی ہے ان دونوں کی متعدد اقسام ہیں: جو موجب شذوذ ہیں اور مخالفت ثقات کو ضبط میں طعن کے وجوہ میں اس لیے قرار دیا گیا ہے کہ مخالفت ثقات پر برانگیختہ کرنے والا امر حفظ و ضبط کا فقدان اور تبدل و تغیر سے محفوظ نہ ہونا ہوتا ہے۔

۴۔ وہم:

اس کے ذریعے راوی کو خطاء لاحق ہوتی ہے اور راوی براہ توہم وہ حدیث مرسل یا منقطع کو موصول کر کے روایت کرتا ہے یا ایک حدیث کو دوسری حدیث میں داخل کر دیتا ہے یا موصول کو مرسل یا مرفوع کو موقوف بنا دیتا ہے۔

۵-سوءِ حفظ:

اس سے مراد ہے کہ راوی کا بد حافظہ ہونا، بدحافظہ اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کے صواب کا پلہ خطاء پر بھاری نہ ہو اور اس کا حفظ واتقان اس کے سہو ونسیان سے زیادہ ہو۔ اگر خطاء صواب پر غالب ہو یا مساوی ہو تو سوءِ حفظ میں داخل ہے۔

(۳) صحاح ستہ اور ان کے مصنفین:

کتب صحاح ستہ اور ان کے مصنفین کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱-صحیح بخاری: یہ امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصنیف ہے۔

۲-صحیح مسلم: یہ امام المحدثین حضرت مسلم بن حجاج رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصنیف ہے۔

۳-جامع ترمذی: یہ حضرت امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصنیف ہے۔

۴-سنن ابی داؤد: یہ حضرت امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصنیف ہے۔

۵-سنن نسائی: یہ حضرت امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصنیف ہے۔

۶-سنن ابن ماجہ: یہ حضرت امام ابوعبداللہ محمد بن یزید رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصنیف ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

الشهادة العالية السنة الأولىٰ للطلاب الموافق سنة ۱۴۳۹ھ/2018ء

تیسرا پرچہ: اصول فقہ

الوقت المحدد: ثلث ساعات مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: پہلا سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: وان يتعدى الحكم الشرعي الثابت بالنص بعينه الى فرع هو نظيره ولا نص فيه۔

(۱) عبارت پر اعراب لگائیں اور ترجمہ سپرد قلم کریں؟ ۷+۷=۱۴

(۲) قیاس کی شرط ثالث کتنی شرائط پر مشتمل ہے؟ ہر ایک کی مثال دے کر وضاحت کریں۔ ۲۰

سوال نمبر 2: وانما التعليل لحكم شرعي وهو صلاح المحل للصرف الى الفقير بدوام يده عليه بعد الوقوع لله تعالىٰ بابتداء اليد

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور قیاس کی شرط رابع بیان کریں؟ ۶+۷=۱۳

(۲) مذکورہ عبارت سے مصنف ایک اعتراض کا جواب دے رہے ہیں آپ اعتراض و جواب دونوں کی وضاحت کریں؟ ۲۰

سوال نمبر 3: ولما صارت العلة عندنا علة بالاثر قدمنا على القياس الاستحسان الذى هو القياس الخفى اذا قوى اثره

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ قیاس کو استحسان پر کب اور کیوں مقدم کیا جاتا ہے؟ ۵+۸=۱۳

(۲) استحسان کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں؟ مثالیں دے کر بیان کریں؟ ۲۰

سوال نمبر 4: واذا قامت المعارضة كان السبيل فيه الترجيح وهو عبارة عن فضل احد المثلين على الأخر وصفا حتى قالوا ان القياس لا يترجح بقياس أخر وكذلك الكتاب والسنة

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور معارضہ خالصہ فی حکم الاصل کی مثال دے کر وضاحت کریں؟ ۵+۸=۱۳

(۲) وجوہ ترجیح کتنی اور کون کون سی ہیں؟ ہر ایک کی تشریح سپرد قلم کریں؟ ۲۰

درجہ عالیہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2018ء

تیسرا پرچہ: اصول فقہ

سوال نمبر 1: وَاَنْ یَّتَعَدّٰی الْحُكْمُ الشَّرْعِیُّ الثَّابِتُ بِالنَّصِّ بِعَیْنِهٖ اِلٰی فَرْعٍ هُوَ نَظِیْرُهٗ وَلَا نَصَّ فِیْهِ

(۱) عبارت پر اعراب لگائیں اور ترجمہ پر قلم کریں؟

(۲) قیاس کی شرط ثالث کتنی شرائط پر مشتمل ہے؟ ہر ایک کی مثال دے کر وضاحت کریں۔

جواب: (۱) عبارت پر اعراب اور ترجمہ:

اعراب اوپر عبارت پر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ عبارت حسب ذیل ہے:

اور حکم شرعی جو نص سے ثابت ہے وہ بعینہ ایسی فرع کی طرف متعدی ہوتا ہے جو اصل کی نظیر ہے اور اس فرع کے بارے میں کوئی نص نہیں ہوتی ہو۔

(۲) قیاس کی شرط ثالث اور اس کی شرائط:

قیاس کی شرط ثالث اور اس کی شرائط کی تفصیل حسب ذیل ہے:

غیر منصوص علیہ مسئلہ فقط منصوص علیہ مسئلہ کی نظیر خود منصوص علیہ نیز وہ حکم شرعی ہو لغوی نہ ہو۔ اس کی مثال یہ ہے کہ کفارہ قتل میں مومن غلام جبکہ کفارہ یمین وظہار میں مومن وغیر مومن غلام آزاد کرنا منصوص علیہ ہے، ایک دوسرے پر قیاس کرنا جائز نہیں ہے جیسا کہ اصول فقہ کا مشہور ضابطہ ہے: المطلق یجری علی اطلاقه والمقید علی تقییده یعنی مطلق اپنے اطلاق پر جاری ہوتا ہے اور مقید اپنی قید پر۔

شرط ثالث کی ضمنی طور پر چار شرائط ہیں:

۱۔ قیاس شرعی ہو لغوی نہ ہو، ابن شرحہ اور باقلانی نے کئی مقامات پر لغوی قیاس کیا ہے مثلاً خمر کا قیاس ما یخامر العقل (جو چیز عقل کو ڈھانپ دے) کی علت سے ہر نشہ آور چیز پر قیاس کر کے اسے خمر قرار دیا ہے۔ حالانکہ لغت میں ہر نشہ آور چیز کو خمر نہیں کہا جاتا' بلکہ انگوروں کی شراب جو پک کر تیسرا حصہ رہ چکی ہو، جھاگ لائے اور نشہ دے، صرف اسے خمر کہتے ہیں۔

۲۔ منصوص علیہ مسئلہ کی علت سے وہی حکم کسی کمی یا زیادتی کے بغیر منصوص علیہ کے لیے ثابت ہو، جیسے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے طلاق کی طرح ظہار مسلم پر قیاس کیا ہے اور ظہار ذمی بھی جائز قرار دیا

ہے حالانکہ کفارہ عبادت اور عقوبت دونوں سے مخلوط ہوتا ہے اور غیر مسلم شرعی عبادات کا مکلف نہیں ہوتا، اس لیے مسلمان سے متعلق حکم بعینہٖ غیر مسلم کے لیے ثابت نہیں ہوتا۔

۳-فرع اصل سے ادنیٰ نہ ہو بلکہ مساوی ہو جیسے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نسیان پر قیاس کرتے ہوئے خطاء اور اکراہ کے لیے بھی نقض صوم کا انکار کیا ہے حالانکہ نسیان اعلیٰ اور خطاء واکراہ ادنیٰ ہے، نظیر نہیں ہیں۔ کیونکہ نسیان، شارع کی طرف سے ہے جوکہ صاحب حق ہے جبکہ خطاء واکراہ بندے کی طرف سے ہے یعنی غیر صاحب حق کی طرف سے ہے۔

۴-فرع منصوص علیہ نہ ہو، ورنہ قیاس کی ضرورت نہیں ہے جیسے کفارہ قتل پر قیاس کرتے ہوئے کفارہ یمین اور ظہار میں تحریر رقبہ کے ساتھ مومنہ کی قید درست نہیں ہے کہ ان کفارہ جات میں رقبہ مطلقہ منصوص علیہ ہے۔

سوال نمبر2: وانما التعليل لحكم شرعي وهو صلاح المحل للصرف الى الفقير بدوام يده عليه بعد الوقوع لله تعالىٰ بابتداء اليد

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور قیاس کی شرط رابع بیان کریں؟

(۲) مذکورہ عبارت سے مصنف ایک اعتراض کا جواب دے رہے ہیں آپ اعتراض و جواب دونوں کی وضاحت کریں۔

جواب: (۱) ترجمہ عبارت: اور بیشک تعلیل حکم شرعی کے لیے ہے اور وہ حکم شرعی فقیر کی طرف پھیرنے کے لیے محل کی صلاحیت رکھتا ہے دراں حالیکہ اس محل پر فقیر کا قبضہ دائمی ہو بعد اس کے کہ وہ قبضہ ابتداء باری تعالیٰ کے لیے واقع ہوا ہے۔

قیاس کی شرط رابع:

تعلیل کے بعد اصل کا حکم اپنی سابقہ حالت میں باقی رہے نص کا حکم تبدیل نہ ہو مثلاً ارشاد ربانی ہے: لا تبيعوا الطعام بالطعام الاسواء بسواء "یعنی کھانے کی بیع کھانے کے بدلے میں سوائے مساوات کے مت کرو۔"

لہٰذا ادنیٰ مقدار طعام، جو کسی شرعی پیمانے کے تحت نہ ہو، اس میں احناف کے نزدیک ربوٰا حرام نہیں ہے، کیونکہ ان میں مساوات ممکن نہیں ہے۔ گویا: لا تبيعوا کی نہی، فقط قابل مساوات اشیاء کو شامل ہے مقدار قلیل مراد شارع سے خارج ہے، اس لیے قابل مساوات مقدار یعنی نصف صاع یا اس سے زائد مقدار میں کمی و بیشی ہی ربوٰا ہوگی، ورنہ نص میں تبدیلی لازم آئے گی۔

(۲) عبارت کی وضاحت:

یہ عبارت ایک مقدر سوال کا جواب ہے، وہ سوال اور جواب حسب ذیل ہے:
اعتراض یہ ہے کہ جب تغیر حکم دلالت النص یا اقتضاء النص کے ذریعے ثابت ہو گیا تو پھر تعلیل سے کیا فائدہ ہوا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ تعلیل دوسرے حکم شرعی کے لیے ہے یعنی تعلیل کے ذریعے یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ جس محل کو عین شاۃ کا بدل قرار دیا گیا ہے وہ محل اس بات کی صلاحیت بھی رکھتا ہو کہ اس محل کو فقیر کی طرف پھیرا جا سکے اور فقیر اس محل میں تصرف کر سکے درانحالیکہ اس محل پر ابتداء تو اللہ تعالیٰ کے لیے قبضہ ہو پھر اس کے بعد دائمی طور پر فقیر کا قبضہ ہو۔ خلاصہ یہ ہے کہ یہاں دو حکم ہیں: (۱) جواز استبدال یعنی عین شاۃ کے بدلے میں قیمت کا جائز ہونا۔ (۲) عین شاۃ کے بدلے میں ایسی چیز کا دینا جو فقیر کی حاجت دور کرنے اور عین شاۃ کا بدل بننے کی صلاحیت رکھتی ہو اور جو فقیر کی حاجت دور کرنے کی صلاحیت رکھتی ہو، اس کے ساتھ استبدال جائز نہیں ہے مثلاً ایک شخص نے زکوٰۃ کی نیت سے کسی فقیر کو ایک مسافت معینہ تک اپنے گھوڑے پر سوار کیا تو استبدال جائز ہے نہ ہوگا، کیونکہ ادائیگی زکوٰۃ کے باب میں منفعت، عین شاۃ کا بدل بننے کی صلاحیت نہیں رکھتی پس پہلا حکم یعنی جواز استبدال کا حکم تو وہ دلالت النص یا اقتضاء النص سے ثابت ہوا ہے جیسا کہ جواب کی تقریر میں مذکور ہوا اور دوسرا حکم یعنی ایسی چیز کے ساتھ استبدال جو حاجت فقیر کو دور کرنے اور عین شاۃ کا بدل بننے کی صلاحیت رکھتی ہو۔

سوال نمبر 3: ولما صارت العلة عندنا علة بالاثر قدمنا على القياس الاستحسان الذى هو القياس الخفى اذا قوى اثره

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ قیاس کو استحسان پر کب اور کیوں مقدم کیا جاتا ہے؟
(۲) استحسان کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں؟ مثالیں دے کر بیان کریں؟

جواب: (۱) ترجمہ عبارت: اور جب ہمارے نزدیک علت، اثر کی وجہ سے علت ہوتی ہے تو ہم نے قیاس کو اس استحسان پر مقدم کیا جو قیاس خفی ہے جبکہ استحسان کا اثر قوی ہوا اور ہم نے قیاس کو اس کے باطنی اثر کے صحیح ہونے کی وجہ سے اس استحسان پر مقدم کیا جس کا اثر ظاہر ہو۔

استحسان پر قیاس کو مقدم کرنے کی وجہ:

یہ عبارت ایک اعتراض کا جواب ہے۔ اعتراض یہ ہے کہ قیاس حجت شرعیہ ہے اور استحسان ایسی چیز ہے جس کے قائل صرف حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں، ان کے علاوہ کوئی اس کا قائل نہیں ہے

احناف کبھی کبھی استحسان کی وجہ سے قیاس کو ترک کر دیتے ہیں۔ پس استحسان کی وجہ سے قیاس کو ترک کرنا، غیر شرعی دلیل کے مقابلہ میں شرعی دلیل کو ترک کرنا ہے اور ایسا کرنا کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے۔ نیز شرعی حجتیں چار ہیں: (۱) کتاب اللہ، (۲) سنت رسول اللہ، (۳) اجماع، (۴) قیاس مگر استحسان کو حجت تسلیم کرنے کی صورت میں چار کی بجائے پانچ حجتیں ہو جائیں گی، جو کہ غلط ہے؟

ان دونوں امور کا جواب یہ ہے کہ ہمارے نزدیک علت اثر کی وجہ سے علت ہوتی ہے یعنی علت کا مدار اثر پر ہے جیسا کہ مذکور ہوا کہ وصف اگر مؤثر ہو تو علت ہوگا اور اگر مؤثر نہیں ہے تو علت نہیں ہوگا۔ الغرض قیاس کے لیے علت ضروری ہے اور علت کے لیے اثر ضروری ہے۔ پھر قیاس کی دو اقسام ہیں: (۱) قیاس جلی، (۲) قیاس خفی۔ قیاس خفی کا دوسرا نام استحسان ہے۔ جب لفظ استحسان بولا جائے تو اس سے مراد قیاس خفی ہوتا ہے اور جب لفظ قیاس بولا جائے تو اس سے مراد قیاس جلی ہوتا ہے۔ اس طرح استحسان قیاس کا نام ہے تو نہ تو حجتوں میں اضافہ ہوا اور نہ ان کی باہم تقدیم و تاخیر میں کوئی مضائقہ ہے۔

(۲) استحسان کی صورتیں:

استحسان کا لغوی معنی ہے کسی چیز کو اچھا شمار کرنا، جبکہ فقہاء کی اصطلاح میں وہ قیاس خفی ہے جس کا اثر قوی ہو۔

قیاس جلی کے مقابلہ میں اثر (حدیث) اجماع، ضرورت اور قیاس خفی استحسان کی چار صورتیں ہیں اور جب قیاس جلی کے خلاف ہوں تو قیاس کو ترک کر کے استحسان پر عمل کیا جاتا ہے۔

اثر کی مثال:

مثلاً بیع سلم کا جواز، بیع سلم میں ثمن نقد لیتے ہیں اور مبیع کے لیے مدت مقرر کی جاتی ہے، یہ بات قیاس کے خلاف ہے کیونکہ جب مبیع موجود نہیں تو بیع جائز نہیں ہونی چاہیے لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من وسلم عنکم فلیسلم فی کیل معلوم۔

اجماع کی مثال:

استصناع یعنی کوئی چیز بنوانا مثلاً آپ جوتا تیار کراتے ہیں بنانے والے سے طے کر کے سودا ہو جاتا ہے مگر ابھی جوتا موجود نہیں ہے بلکہ تیار کیا جائے گا۔ قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ یہ بیع ناجائز ہو، کیونکہ مبیع معدوم ہے مگر اس پر اجماع امت ہو گیا کہ ایسا کرنا جائز ہے۔ لہٰذا یہ استحسان پر عمل کرتے ہوئے قیاس کو ترک کیا جائے گا۔

ضرورت کی مثال:

برتنوں اور حوضوں وغیرہ کو پاک کرنا قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ تمام پانی ختم ہو جائے اور ایک بوند بھی باقی نہ رہے تب یہ پاک ہوں گے مگر ایسا کرنا ناممکن ہے۔ لہٰذا قیاس کو ترک کر کے استحسان پر عمل کیا جائے گا۔

قیاس خفی کی مثال:

سجدہ اور رکوع دونوں میں تعظیم پائی جاتی ہے اور سجدہ کا مقصد بھی تعظیم ہے۔ لہٰذا قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ رکوع میں سجدہ تلاوت کی نیت کی جائے تو اس طرح سجدہ تلاوت ادا ہو جائے گا مگر قیاس خفی کا تقاضا یہ ہے کہ اس طرح یہ سجدہ ادا نہ ہو، کیونکہ ہمیں سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے جبکہ رکوع اور سجدہ دونوں الگ الگ عمل ہیں اور یہ استحسان ہے۔

سوال نمبر 4: واذا قامت المعارضة كان السبيل فيه الترجيح وهو عبارة عن فضل احد المثلين على الأخر وصفا حتى قالوا ان القياس لا يترجح بقياس أخر و كذلك الكتاب والسنة

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور معارضہ خالصہ فی حکم الاصل کی مثال دے کر وضاحت کریں؟

(۲) وجوہ ترجیح کتنی اور کون کون سی ہیں؟ ہر ایک کی تشریح سپرد قلم کریں؟

جواب: (۱) ترجمہ عبارت: اور جب معارضہ قائم ہو جائے تو اس میں چھٹکارے کی راہ ترجیح ہے اور ترجیح احد المثلین کو آخر پر وصف کے اعتبار سے فضیلت دینا ہے حتیٰ کہ اہل اصول نے کہا کہ ایک قیاس دوسرے قیاس کی وجہ سے راجح نہ ہوگا اور اسی طرح کتاب و سنت بھی۔

معارضہ خالصہ کی تعریف اور اس کی اقسام:

معارضہ خالصہ وہ ہے جس میں مناقضہ نہ ہو۔ اس کی دو اقسام ہیں:

(i) حکم فرعہ میں معارضہ:

یہ معارضہ درست ہے: اس کی مثال یوں پیش کی جا سکتی ہے کہ کوئی معترض کہے کہ ہمارے پاس ایسی دلیل ہے جو اس حکم کے خلاف ہے جو تم نے مقیس میں ثابت کیا ہے مثلاً امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: وضو میں مسح رکن ہے تو جس طرح دھونے میں تثلیث سنت ہے اسی طرح مسح میں بھی تثلیث (تین بار مسح کرنا) سنت ہے۔

ہم بطور معارضہ کہتے ہیں کہ سر کا مسح، مسح ہے۔ لہٰذا اس میں تثلیث سنت نہیں ہے۔ جس طرح موزوں کے مسح میں تثلیث سنت نہیں تو انہوں نے رکنیت کو علت بنا کر مسح کو اعضاء کے دھونے پر قیاس کیا اور ہم نے

دوسری علت کے ذریعے اس حکم کے خلاف ثابت کیا یعنی ہم نے دوسری علت کے ذریعے فرع کے حکم کو بدل دیا۔

(ii) علت اصل میں معارضہ ہو:

یہ معارضہ باطل ہے۔ مقیس علیہ کی علت میں معارضہ ہے اس کو مفارقہ بھی کہا جاتا ہے یعنی معترض کہے کہ میرے پاس ایسی دلیل ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مقیس علیہ کی علت کوئی اور چیز ہے جو فرع میں نہیں پائی جائے گی۔ مثلاً ہمارے نزدیک لوہے کی لوہے کے عوض میں بیع میں علت اس کا موزون ہونا ہے اور جب وزن کی جانے والی چیز اپنی ہم جنس کے مقابلہ میں ہو تو تفاضل کے ساتھ بیع ناجائز ہوتی ہے جس طرح سونے اور چاندی کی بیع کا حکم ہے۔

اس پر حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے معارضہ پیش کیا کہ احناف نے مقیس علیہ میں حرمت تفاضل کی علت وزن کو قرار دیا مگر ہمارے نزدیک اس کی علت ثمنیت ہے اور یہ علت فرع میں نہیں پائی جاتی۔

(۲) وجوہ ترجیح کی تعداد اور ان کی وضاحت:

وجوہ ترجیح چار ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

(i)۔ قوت اثر:

مطلب یہ ہے کہ قیاس کا اثر اقوی ہو تو اسے استحسان پر ترجیح ہوگی اور استحسان کا اثر اقوی ہو تو اسے قیاس پر ترجیح ہوگی جس طرح سجدہ تلاوت کی مثال مذکور ہوئی ہے۔

(ii)۔ مشہود بہ حکم پر وصف کی قوت ثبات:

یعنی دو قیاسوں میں سے ایک کا وصف دوسرے قیاس کے وصف کے مقابلہ میں زیادہ لازم ہو مثلاً سر کے مسح میں حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تکرار (تثلیث) سنت ہے اور اس کو وہ اعضاء کے دھونے پر قیاس کرتے ہیں، ان کے نزدیک علت رکنیت ہے جبکہ ہمارے نزدیک اس کی علت مسح ہے اور مسح میں تخفیف ہوتی ہے۔

(iii)۔ ترجیح بکثرت الاصول:

ایک وصف کے لیے ایک اصل ہو اور دوسرے وصف کے لیے دو یا زیادہ اصول ہوں تو کثرت اصول والے وصف اور قیاس کو ترجیح ہوگی۔ مثلاً حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسح میں تثلیث کو سنت قرار دیا

اور اس کی علت رکنیت کو قرار دیا اس سلسلہ میں اصل صرف ایک ہے اور وہ غسل ہے۔
ہمارے نزدیک سر کے مسح میں عدم تثلیث یا عدم تکرار کی علت مسح ہے اور اس کے کئی اصول ہیں مثلاً تیمم، موزوں پر مسح اور پٹی پر مسح وغیرہ۔

(iv)-ترجیح بالعدم:

جب علت نہ پائی جائے تو حکم بھی نہیں پایا جائے گا اس کو عکس وطرد کہتے ہیں۔ یعنی جب علت پائی جائے تو حکم پایا جائے گا تو یہ عکس ہے۔
مگر وجوہ ترجیح میں سے یہ وجود میں سے یہ وجہ کمزور ترین ہے، کیونکہ عدم کے ساتھ کوئی حکم متعلق نہیں ہوتا۔ البتہ جب کسی وصف کی بنیاد پر حکم پایا جائے پھر اس علت کے معدوم ہو جانے سے حکم معدوم ہو جائے یہ اس وصف سے زیادہ واضح ہے جس کے معدوم ہونے سے حکم معدوم نہ ہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

الشهادة العالية السنة الأولٰى للطلاب الموافق سنة۱۴۳۹ھ/2018ء

چوتھا پرچہ: فقہ

الوقت المحدد: ثلث ساعات مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: سوال نمبر 1 لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: النكاح ينعقد بالايجاب والقبول بلفظين يعبر بهما عن الماضی لان الصيغة وان كانت للاخبار وضعا فقد جعلت للانشاء شرعا دفعا للحاجة وينعقد بلفظين يعبر باحدهما عن الماضی وبالاخر عن المستقبل مثل ان يقول زوجنی فتقول زوجتك لان هذا توكيل بالنكاح والواحد يتولى طرفی النكاح على ما نبينه ان شاء الله تعالٰى

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں، نیز نکاح کا لغوی واصطلاحی معنی اور ان کے درمیان مناسبت تحریر کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(۲) وضاحت کریں کہ درج ذیل میں سے کن الفاظ کے ساتھ نکاح ہو جاتا ہے اور کن الفاظ کے ساتھ نکاح نہیں ہوتا؟ ۱۰×۲=۲۰

التزويج، الهبة، التمليك، الصدقة، البيع، الاجارة، الاباحة، الاحلال، الاعارة، الوصية

سوال نمبر 2: قال لايحل للرجل ان يتزوج بامه ولا بجداته من قبل الرجال والنساء لقوله تعالٰى حرمت عليكم امهاتكم وبناتكم والجدات امهات اذ الام هی الاصل لغة اوثبت حرمتهن بالاجماع قال ولا ببنته لماتلونا ولا بنت ولده وان سفلت للاجماع

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور اس میں مذکور مسئلہ کی وضاحت کریں؟ ۸+۷=۱۵

(۲) عورتوں سے نکاح حرام ہونے کے نو (۹) اسباب ہیں، آپ ان میں سے صرف پانچ کے نام لکھیں؟ ۱۵

سوال نمبر 3: (واذا اختلط اللبن بالماء واللبن هو الغالب تعلق به التحريم وان غلب الماء لم يتعلق به التحريم)

(وان اختلط بالطعام لم يتعلق به التحريم وان كان اللبن غالبا)

(۱) دونوں عبارات کا ترجمہ کریں اور اگر دونوں کے حکم میں فرق ہے تو اس کی وجہ قلمبند کریں؟ ۸+۷=۱۵

(۲) دوسرے مسئلہ میں امام ابوحنیفہ اور صاحبین علیہم الرحمہ کا اختلاف مع الدلائل سپرد قلم کریں؟ ۱۵

سوال نمبر 4: ويقع طلاق كل زوج اذا كان عاقلا بالغا ولا يقع طلاق الصبى والمجنون والنائم لقوله عليه السلام كل طلاق جائز الاطلاق الصبى والمجنون ولان الاهلية بالعقل المميز وهما عديما العقل والنائم عديم الاختيار وطلاق المكره واقع

(۱) عبارت پر اعراب لگائیں اور اس میں موجود مسئلہ کی وضاحت کریں؟ ۸+۷=۱۵

(۲) مکرہ کی طلاق کے واقع ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں اختلاف ائمہ مع الدلائل تحریر کریں؟ ۱۵

☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2018ء

چوتھا پرچہ: فقہ

سوال نمبر 1: النكاح ينعقد بالايجاب والقبول بلفظين يعبر بهما عن الماضى لان الصيغة وان كانت للاخبار وضعا فقد جعلت للانشاء شرعا دفعا للحاجة وينعقد بلفظين يعبر باحدهما عن الماضى وبالاخر عن المستقبل مثل ان يقول زوجنى فيقول زوجتك لان هذا توكيل بالنكاح والواحد يتولى طرفى النكاح على ما نبينه ان شاء الله تعالىٰ

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں، نیز نکاح کا لغوی واصطلاحی معنی اور ان کے درمیان مناسبت تحریر کریں؟

(۲) وضاحت کریں کہ درج ذیل میں سے کن الفاظ کے ساتھ نکاح ہو جاتا ہے اور کن الفاظ کے ساتھ نکاح نہیں ہوتا؟

التزويج، الهبة، التمليك، الصدقة، البيع، الاجارة، الاباحة، الاحلال، الاعارة، الوصية

جواب: (۱) ترجمہ عبارت: نکاح ایجاب وقبول کے ذریعے ایسے دو لفظوں سے منعقد ہو جاتا ہے جنہیں صیغہ ماضی سے بیان کیا جائے، کیونکہ اگر چہ صیغہ ماضی کو خبر دینے کے لیے وضع کیا گیا ہے، مگر دفع حاجت کے پیش نظر اسے شرعاً انشاء کے لیے متعین کر لیا گیا اور دو ایسے الفاظ سے بھی نکاح منعقد ہو جاتا ہے جن میں سے ایک کو بصیغہ ماضی اور دوسرے کو مستقبل کے صیغے سے بیان کیا جائے، مثلاً مرد زوجنی (تو مجھ سے

نکاح کرے) کہے، پھر اس پر عورت زوجتك (میں نے تجھ سے نکاح کرلیا) کہے، اس لیے کہ (زوجنی کہنا) نکاح کا وکیل بناتا ہے۔ شخص واحد نکاح طرفین (ایجاب وقبول) کا متولی ہوسکتا ہے، جیسا کہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ اسے بیان کریں گے۔

نکاح کا لغوی واصطلاحی معنیٰ:

لفظ "نکاح" کا لغوی معنیٰ ہے: ملانا، ضم کرنا۔ اس کا اصطلاحی معنیٰ ہے: هو عقد يفيد ملك المتعة یعنی نکاح ایک ایسا عقد ہے جس کے ذریعے انسان ملک بضعہ کا مالک قرار پاتا ہے۔ پھر نکاح کا لغوی معنیٰ جماع کی طرف منتقل کردیا گیا جبکہ شرعی واصطلاحی معنی زوجین کا اپنے باہمی معاملہ میں متفق ہوجانے کا نام ہے اور نکاح کے بعد انسان ہر شکل میں ملک بضعہ ادا کرکے استفادہ ومنفعت کا حقدار بن جاتا ہے۔ ہماری اس بحث سے لفظ "نکاح" کے دونوں معانی کے درمیان مناسبت بھی عیاں ہوجاتی ہے۔

(۲) وہ الفاظ جن سے نکاح منعقد ہوجاتا ہے اور جن سے منعقد نہیں ہوتا:

مذکورہ الفاظ کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے، کچھ ایسے ہیں جن کے استعمال سے نکاح منعقد ہوجاتا ہے اور دوسرے الفاظ سے نکاح منعقد نہیں ہوتا۔

۱- وہ الفاظ جن سے نکاح منعقد ہوجاتا ہے، وہ درج ذیل ہیں:

التزويج، الهبة، التمليك، الصدقة، البيع

۲- جن الفاظ سے نکاح منعقد نہیں ہوسکتا وہ حسب ذیل ہیں:

الاجارة، الاباحة، الاحلال، الاعارة، الوصية

سوال نمبر 2: قال لايحل للرجل ان يتزوج بامه ولا بجداته من قبل الرجال والنساء لقوله تعالىٰ حرمت عليكم امهاتكم وبناتكم والجدات امهات اذ الام هي الاصل لغة اوثبت حرمتهن بالاجماع قال ولا ببنته لماتلونا ولا بنت ولده وان سفلت للاجماع

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور اس میں مذکور مسئلہ کی وضاحت کریں۔

(۲) عورتوں سے نکاح حرام ہونے کے نو (۹) اسباب ہیں، آپ وہ بیان کریں؟

جواب: (۱) ترجمہ عبارت: فرماتے ہیں: مرد کے لیے اپنی ماں، اور باپ اور ماں کی جانب سے جدات سے نکاح کرنا حلال نہیں ہے، کیونکہ ارشاد خداوندی ہے: تم پر تمہاری مائیں اور بیٹیاں حرام قرار دی گئی ہیں اور جدات بھی مائیں ہیں، اس لیے کہ لغت میں اصل کو ماں کہتے ہیں، یا جدات کی حرمت اجماع سے ثابت ہے۔ ہماری تلاوت کردہ قرآنی آیت کی وجہ سے مرد کے لیے اپنی بیٹی سے نکاح کرنا بھی حلال نہیں ہے، اور نہ ہی اپنی پوتی سے نکاح کرنا حلال ہے، ہر چند کہ وہ نیچے درجے کی ہو اور یہ حرمت اجماع

سے ثابت ہے۔

عبارت کے مسئلہ کی وضاحت:

اس عبارت میں ان عورتوں کا تذکرہ کیا گیا ہے جن سے مرد نکاح نہیں کرسکتا اور یہ نکاح حرام ہے۔ ان خواتین کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) ماں، (۲) باپ اور ماں کی طرف سے جدات، (۳) اپنی بیٹیوں، (۴) اپنی پوتی، (۵) اپنی بہن، (۶) اپنی حقیقی بھانجیوں، (۷) اپنی بھتیجیوں، (۸) اپنی حقیقی پھوپھی، (۹) اپنی خالہ، (۱۰) بھائیوں کی بیٹیوں۔

(۲) عورتوں سے نکاح حرام ہونے کے اسباب:

عورتوں سے نکاح حرام ہونے کے نو (۹) اسباب ہیں جو حسب ذیل ہیں:

(۱) قرابت، (۲) مصاہرت، (۳) رضاعت، (۴) جمع بین الاختین، (۵) آزاد عورت کی موجودگی میں کنیز سے نکاح، (۶) غیر کی معتدہ وغیرہ سے نکاح، (۷) مشرکہ سے نکاح، (۸) منکوحہ کا مالک ہونا، (۹) مطلقہ ثلاثہ سے بدون حلالہ نکاح کرنا۔

سوال نمبر 3: (واذا اختلط اللبن بالماء واللبن هو الغالب تعلق به التحريم وان غلب الماء لم يتعلق به التحريم)

(وان اختلط بالطعام لم يتعلق به التحريم وان كان اللبن غالبا)

(۱) دونوں عبارات کا ترجمہ کریں اور اگر دونوں کے حکم میں فرق ہے تو اس کی وجہ قلمبند کریں؟

(۲) دوسرے مسئلہ میں امام ابوحنیفہ اور صاحبین علیہم الرحمہ کا اختلاف مع الدلائل سپرد قلم کریں؟

جواب: (۱) عبارات کا ترجمہ:

اور جب دودھ اور پانی مل جائیں جبکہ دودھ غالب ہو تو حرمت (رضاعت) ثابت ہوگی اور پانی غالب ہونے کی صورت میں حرمت ثابت نہیں ہوگی۔

اور اگر دودھ کھانے میں مل جائے تو حرمت (رضاعت) ثابت نہیں ہوگی خواہ دودھ غالب ہو۔

عباوات کے مسائل کی وضاحت:

دونوں عبارات میں دو مسائل بیان کیے گئے ہیں اور ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱۔ اگر عورت کا دودھ پانی میں ملا کر بچے کو پلایا جائے، اگر دودھ غالب یا زیادہ جبکہ پانی کم مقدار میں ہو تو حرمت (رضاعت) ثابت ہو جائے گی۔ اگر پانی غالب اور دودھ کم مقدار میں ہو تو حرمت کا حکم نافذ نہیں ہوگا۔

۲- اگر دودھ کھانے میں شامل کیا گیا، وہ کھانا بچے کو کھلایا گیا تو حرمت (رضاعت) ثابت نہیں ہوگی خواہ دودھ زیادہ اور کھانا کم یا اس کے برعکس ہو۔

(۲) دوسرے مسئلہ میں مذاہب آئمہ:

اگر دودھ کھانے کے ساتھ مل گیا تو خواہ وہ غالب ہو یا مغلوب بہر دو صورت امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے یہاں اس سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوگی، حضرات صاحبین رحمہا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر دودھ غالب ہے اور طعام مغلوب ہے تب تو اس سے حرمت رضاعت کا ثبوت ہوگا، ورنہ نہیں ہوگا۔ صاحب کتاب نے صاحبین کے قول کا محمل یہ بیان کیا ہے کہ اس سے مراد کچا دودھ ہے' کیونکہ اگر دودھ کو آگ پر پکایا جائے تو بالاتفاق اس سے حرمت کا ثبوت نہیں ہوتا۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل یہ ہے ہم نے حرمت کا دارومدار نشوونما پر موقوف کر رکھا ہے اور نشوونما کا تعلق غذا سے ہے اور یہ بات بھی اپنی جگہ مسلم ہے کہ غذا کے سلسلہ میں کھانا اصل اور دودھ فرع اور اس کے تابع ہے اور چونکہ تابع کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا، اس لیے صورت مسئلہ میں نشوونما کا تعلق براہ راست کھانے سے ہوگا، دودھ سے نہیں ہوگا۔ جب نشوونما کا تعلق دودھ سے نہیں ہوگا ہو، تو اس سے حرمت بھی متعلق نہیں ہوگی، خواہ وہ غالب ہو یا مغلوب۔

سوال نمبر 4: وَيَقَعُ طَلَاقُ كُلِّ زَوْجٍ اِذَا كَانَ عَاقِلًا بَالِغًا وَلَا يَقَعُ طَلَاقُ الصَّبِيِّ وَالْمَجْنُوْنِ وَالنَّائِمِ لِقَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ كُلُّ طَلَاقٍ جَائِزٌ اِلَّا طَلَاقَ الصَّبِيِّ وَالْمَجْنُوْنِ وَلِاَنَّ الْاَهْلِيَّةَ بِالْعَقْلِ الْمُمَيِّزِ وَهُمَا عَدِيْمَا الْعَقْلِ وَالنَّائِمِ عَدِيْمُ الْاِخْتِيَارِ وَطَلَاقُ الْمُكْرَهِ وَاقِعٌ

(۱) عبارت پر اعراب لگائیں اور اس میں موجود مسئلہ کی وضاحت کریں؟

(۲) مکرہ کی طلاق کے واقع ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں اختلاف ائمہ مع الدلائل تحریر کریں؟

جواب: (۱) عبارت پر اعراب اور مسئلہ کی وضاحت:

عبارت پر اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور مسئلہ کی وضاحت درج ذیل ہے:

اس عبارت میں کئی مسائل بیان کیے گئے ہیں، پہلے مسئلہ کا حاصل یہ ہے کہ وقوع طلاق کے لیے شوہر کا عاقل اور بالغ ہونا ضروری ہے۔ اگر عاقل بالغ شوہر طلاق دیتا ہے تو کسی شک وشبہ کے بغیر اس کی طلاق واقع ہو جائے گی لیکن اگر کوئی بچہ یا پاگل یا سویا ہوا شخص طلاق دیتا ہے تو ان میں سے کسی کی بھی طلاق واقع نہیں ہوگی۔ اس کی دلیل یہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ہر شوہر کی طرف سے دی جانے والی طلاق واقع ہو جاتی ہے سوائے بچے اور پاگل کی طلاق کے کہ ان کی دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوگی۔

اس مسئلہ میں عقلی دلیل یہ ہے کہ طلاق ایک شرعی تصرف ہے اور تصرف کے لیے اہلیت ضروری ہے اور

اہلیت کے لیے عقل وخرد ضروری ہے جبکہ صورتحال یہ ہے کہ بچہ بالکل ہی ناسمجھ ہوتا ہے اور مجنون عقل وخرد سے کر کھا جاتا ہے، سویا ہوا شخص اگر چہ عقل رکھتا ہے مگر بحالت نوم اس کی عقل بھی سو جاتی ہے اور وہ تمیز و اختیار سے عاری ہوتا ہے۔ اس لیے یہ بھی بچے اور مجنون کی صف میں آ کھڑا ہوتا ہے۔ چونکہ بچہ اور مجنون کی طلاق واقع نہیں ہوتی، لہٰذا اس کی بھی طلاق واقع نہیں ہوتی۔

(۲) طلاق مکرہ میں مذاہب:

ایک مسئلہ طلاق مکرہ (وہ شخص ہے جسے کوئی زور آور انسان اپنی منکوحہ کو طلاق دینے پر مجبور کرے اور نہ دینے کی صورت میں جان سے مار دینے کی دھمکی دے) کا ہے، اس کی دی ہوئی طلاق کے وقوع اور عدم وقوع کے بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ حضرات صحابہ میں سے ایک بڑی جماعت اور فقہاء احناف طلاق مکرہ کو واقع اور درست مانتے ہیں، جبکہ آئمہ ثلاثہ اور بعض صحابہ مکرہ کی دی ہوئی طلاق کو نہ تو واقع مانتے ہیں اور نہ ہی صحیح کہتے ہیں۔

آئمہ ثلاثہ کی دلیل یہ ہے کہ طلاق دینا ایک شرعی تصرف ہے جس کے لیے اظہار رائے کی آزادی اور ادائیگی مافی الضمیر کا اختیار ضروری ہے، جبکہ مکرہ ہر طرح کے اختیار سے روکا جاتا ہے اور چونکہ اختیار ہی سے شرعی تصرف معتبر ہوتے ہیں، اس لیے غیر مختار شخص کا تصرف یعنی اس کی دی ہوئی طلاق کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا اور وہ واقع نہیں ہوگی۔

☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

الشهادة العالية السنة الأولىٰ للطلاب الموافق سنة ۱۴۳۹ھ/2018ء

پانچواں پرچہ: عربی ادب و بلاغت

الوقت المحدد: ثلث ساعات مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: قسم اول کے دونوں سوال جبکہ قسم ثانی سے کوئی دو سوال حل کریں۔

﴿قسم اوّل..... عربی ادب﴾

سوال نمبر 1: درج ذیل میں سے کسی پانچ اجزاء کا ترجمہ کریں؟ ۵×۸=۴۰

(الف) فطفقت اجوب طرقاتها مثل الهائم واجول فی حوماتها جولان الحائم وارود فی مسارح لمحاتی ومسایح غدواتی وروحاتی

(ب) وامكنك ان تواسی فما آسیت تؤثر فلسا توعیه علی ذكر تعیه وتختار قصر اتعلیه علی برتولیه وترغب عن هاد تستهدیه

(ج) ثم قال لی ادن فكل وان شئت فقم وقل فالتفت الی تلمیذه وقلت عزمت علیك بمن یستدفع به الاذی لتخبرنی من ذا

(د) یتحلی برواء ورواية ومدارة ودراية و بلاغة رائعة وبديهة مطاوعة وآداب بارعة وقدم لاعلام العلوم فارعة

(ه) نفسی الفداء لثغر راق مبسمه وزانه شنب ناهیك من شنب یفترعن لؤلؤ رطب وعن برد وعن اقاح وعن طلع وعن حبب

(و) واقبلت یوم جد البین فی حلل سود تعض بنان النادم الحصر فلاح لیل علی صبح اقلهما غصن وضرست البلور بالدرر

(ز) فاویت لمفاقره ولویت الی استنباط فقره فابرزت دینارا وقلت له اختبارا ان مدحته نظما فهو لك حتما

سوال نمبر 2: درج ذیل میں سے کسی پانچ الفاظ کے معانی تحریر کریں؟ ۲×۵=۱۰

(الف) مضغة، (ب) ناد رحیب، (ج) اهبة السیاحة (د) خز عبلاته، (ه) صحاف الالوان، (و) التضاغن، (ز) الوبل

﴿قسم ثانی......بلاغت﴾

سوال نمبر3: الفصاحة هى فى الاصل تنبیء عن الابانة والظهور یوصف بها المفرد مثل کلمة فصیحة والکلام مثل کلام فصیح و قصیدة فصیحة قیل المراد بالکلام مالیس بکلمة لیعم المرکب الاسنادی وغیره

(الف) عبارت پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟ ۷+۸=۱۵

(ب) خط کشیدہ عبارت سے شارح ایک اعتراض بیان کررہے ہیں آپ اعتراض اور اس کے جواب کی وضاحت کریں؟ ۱۰

سوال نمبر4: والبلاغة فى الکلام مطابقته لمقتضى الحال مع فصاحته ای فصاحة الکلام

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں، نیز حال اور مقتضی الحال میں سے ہر ایک کی وضاحت کریں؟ ۱۵=۱۰+۵

(ب) "وهو ای مقتضى الحال مختلف فان مقامات الکلام متفاوتة" مذکورہ دعویٰ کو دلیل سے ثابت کریں؟ ۱۰

سوال نمبر5: تنبیه: على تفسیر الصدق والکذب الذی قد سبق اشارة ما الیه فى قوله تطابقه او لا تطابقه اختلف القائلون بانحصار الخبر فى الصدق والکذب فى تفسیرهما .

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ خبر صدق و کذب میں منحصر ہے یا نہیں؟ اقوال محققین سپرد قلم کریں؟ ۱۵=۱۰+۵

(ب) صدق خبر اور کذب خبر کی تعریف میں کتنے اور کون کون سے اقوال ہیں؟ قائلین کے ناموں سمیت ذکر کریں۔ ۱۰

☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2018ء

پانچواں پرچہ: عربی ادب وبلاغت

حصہ اوّل: عربی ادب

سوال نمبر 1: درج ذیل اجزاء کا ترجمہ کریں؟

(الف) فطفقت اجوب طرقاتها مثل الهائم واجول في حوماتها جولان الحائم وارود في مسارح لمحاتي ومسايح غدواتي وروحاتي

(ب) وامكنك ان تواسي فما أسيت تولر فلسنا توعيه على ذكر تعيه وتختار قصر العليه على بزتوليه وترغب عن هاد تستهديه

(ج) ثم قال لي ادن فكل وان شئت فقم وقل فالتفت الى تلميذه وقلت عزمت عليك بمن يستدفع به الاذى لتخبرني من ذا

(د) يتحلى برواء و رواية ومدارة ودراية و بلاغة رائعة وبديهة مطاوعة وآداب بارعة وقدم لاعلام العلوم فارعة

(ہ) نفسي الفداء لثغر راق مبسمه وزانه شنب ناهيك من شنب يفتر عن لؤلؤ رطب وعن برد وعن اقاح وعن طلع وعن حبب

(و) واقبلت يوم جد البين في حلل سود تعض بنان النادم الحصر فلاح ليل على صبح اقلهما غصن وضرست البلور بالدرر

(ز) فاويت لمفاقره ولويت الى استنباط فقره فابرزت دينارا وقلت له اختبارا ان مدحته نظما فهو لك حتما

جواب: ترجمہ اجزاء:

(الف) چنانچہ میں نے چکر لگانا شروع کر دیا اس کے راستوں میں حیران آدمی کی طرح اور گھومتا رہا اس کے اطراف میں پیاسے کی طرح، میں تلاش کر رہا تھا اپنی نگاہوں کی چراگاہوں اور اپنی صبح وشام کی سیاحت کی جگہوں میں۔

(ب) زمانہ نے تجھے قدرت دی کہ تو میری غمخواری کرے لیکن تو نے غمخواری نہیں کی۔ تو ترجیح دیتا ہے ایسے پیسوں کو جن کو جمع کرتا ہے ایسے ذکر پر جس کو تو یاد رکھ سکتا ہے، پسند کرتا ہے ایسے محل کو جسے تو بلند کرتا ہے

ایسی نیکی کے مقابلہ میں جس کو تو عطا کرتا ہے اور تو اعراض کرتا ہے ایسے ہدایت دینے والے سے جس سے تو ہدایت حاصل کرتا ہے۔

(ج) پھر اس نے مجھ سے کہا: قریب ہو جاؤ اور کھاؤ اگر چاہتے ہو تو کھڑے رہو اور کہو، چنانچہ میں نے اس کے شاگرد کی طرف دیکھا اور کہا: میں نے تجھے اس ذات کی قسم دی جس سے تکلیف کو دفع کرنا طلب کیا جاتا ہے تو مجھے ضرور بتائے گا کہ یہ کون ہے؟

(د) باوجود وہ آراستہ تھا حسن منظر اور روایت کے ساتھ، خاطر و تواضع اور دانائی کے ساتھ، خوشنما بلاغت کے ساتھ، موافقت اور فرمانبرداری کرنے والے برجستہ گفتگو کے ساتھ، بلند ترین آداب کے ساتھ اور علوم کے پہاڑوں پر چڑھنے والے قدم کے ساتھ۔

(ہ) (ا) میرا نفس فدا ہوا ایسے دانت پر جس کا منہ اچھا ہے اور مزین کیا ہے اسے ایسی چمک نے کہ وہ آپ کے لیے چمک سے کافی ہے۔ وہ تر موتی سے، اولے سے، گل بابونہ سے، کلی سے اور (پانی کے) بلبلہ سے ہنستا ہے۔

(و) (ا) پس وہ سیاہ لباس میں سامنے آئی جس دن جدائی واقع ہوئی اس حال میں کہ وہ پشیمان، گفتگو سے عاجز آدمی کی طرح (شرمندگی کی حالت میں) انگلیوں کے پوروں کو کاٹ رہی تھی۔ چنانچہ رات صبح پر ظاہر ہوئی، ان دونوں (رات و صبح) کو ایک ٹہنی نے اٹھایا ہوا تھا اور وہ بلور کو موتیوں سے کاٹ رہی تھی۔

(ز) اس کے فقر کی وجہ سے مجھے زخم آیا اور اس کے فقروں (جملوں) کے استنباط کی طرف میں مائل ہوا۔ چنانچہ میں نے ایک دینار نکالا اور امتحان کے طور پر اس سے کہا: اگر منظوم کلام میں اس کی مدح کریں گے تو یقیناً یہ آپ کا ہوگا۔

سوال نمبر 2: درج ذیل میں سے کسی پانچ الفاظ کے معانی تحریر کریں؟

(۱) مضغة، (۲) اهبة السياحة (۳) خز عبلاته، (۴) صحاف الالوان، (۵) النضاغن، (۶) الوبل

جواب: الفاظ کے معانی:

(۱) گوشت کا ٹکڑا، (۲) سیر کا سامان، (۳) اپنی فضول باتوں، (۴) رنگین پرات، (۵) ایک دوسرے کو دھوکہ دینا، (۶) تیز بارش

﴿حصہ دوم: بلاغت﴾

سوال نمبر 3: اَلْفَصَاحَةُ هِيَ فِي الْأَصْلِ تُنْبِئُ عَنِ الْإِبَانَةِ وَالظُّهُوْرِ يُوْصَفُ بِهَا الْمُفْرَدُ مِثْلُ كَلِمَةٍ فَصِيْحَةٍ وَّالْكَلَامُ مِثْلُ كَلَامٍ فَصِيْحٍ وَ قَصِيْدَةٍ فَصِيْحَةٍ قِيْلَ الْمُرَادُ بِالْكَلَامِ مَا

لَیْسَ بِکَلِمَۃٍ لِیَعُمَّ الْمُرَکَّبُ الْإِسْنَادِیُّ وَغَیْرُہٗ

(الف) عبارت پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(ب) خط کشیدہ عبارت سے شارح ایک اعتراض بیان کر رہے ہیں آپ اعتراض اور اس کے جواب کی وضاحت کریں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب اور ترجمہ:

اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ حسب ذیل ہے:

فصاحت دراصل ظہور سے خبر دینا ہے کہ مفرد کی صفت واقع ہو جیسے کلمۃ فصیحۃ (فصیح کلمہ) اور کلام کی صفت واقع ہو جیسے کلام فصیح، قصیدۃ فصیحۃ۔ اگر کہا جائے کہ کلام سے مراد ہے کلمہ نہ ہو، تو یہ تعریف مرکب اسنادی وغیرہ کو شامل ہو جائے گی۔

(ب) اعتراض اور جواب:

بلاشبہ خط کشیدہ عبارت ایک سوال کا جواب ہے، وہ سوال اور اس کا جواب حسب ذیل ہے:

اعتراض: یہ ہے کہ جس طرح مفرد، کلام اور متکلم فصاحت کے ساتھ متصف ہوتے ہیں اسی طرح مرکب غیر مفید، مرکب غیر ناقص اور مرکب اسنادی بھی کلام کے ساتھ متصف ہوتے ہیں جبکہ مصنف نے اس بارے میں سکوت فرمایا ہے؟

جواب: مصنف کی طرف سے علامہ خلخالی جواب دیتے ہیں کہ کلام سے مراد ما لیس بکلمۃ ہے، یہ تاویل اس لیے کی ہے تاکہ یہ تمام کو شامل ہو جائے یعنی مرکب غیر مفید، مرکب غیر ناقص اور مرکب اسنادی وغیرہ سب کو۔

سوال نمبر 4: والبلاغۃ فی الکلام مطابقتہ لمقتضی الحال مع فصاحتہ ای فصاحۃ الکلام

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں، نیز حال اور مقتضی الحال میں سے ہر ایک کی وضاحت کریں؟

(ب) "وھو ای مقتضی الحال مختلف فان مقامات الکلام متفاوتۃ" مذکورہ دعویٰ کو دلیل سے ثابت کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت: بلاغت فی الکلام ہے، یہ ہے کہ کلام فصاحت کے ساتھ مقتضی الحال کے مطابق ہو۔

حال اور مقتضی الحال کی وضاحت:

حال میں کلام کے وارد ہونے کے زمانہ کا اعتبار کیا جاتا ہے۔ مقتضی الحال سے مراد وہ کلام ہے جو کیفیت مخصوصہ پر مشتمل ہو نہ کہ صرف کیفیات وخصوصیات ہیں، اس لیے کہ اگر مقتضی حال سے خصوصیات

اور کیفیات مراد لیں تو مطلب یہ ہوگا کہ علم معانی وہ علم ہے جس کے ذریعے لفظ عربی کے کیفیات کو کیفیات کے مطابق بنایا جائے، یہ غلط ہے اس لیے کہ مطابق اور مطابق کا اتحاد لازم ہوتا ہے۔ شارح کہتے ہیں کہ میں نے اس بات کی صراحت مطول میں پیش کی ہے۔

(ب) مذکورہ دعویٰ کی دلیل:

کلام کا مقتضی الحال کے مطابق ہونا اس کے ساتھ فصیح ہونا بھی ضروری ہے جب کلام مقتضی حال کے مطابق بھی ہو اور فصیح ہو تو بلاغت متحقق ہو جائے گا۔ حال: اس امر کو کہا جاتا ہے جو متکلم کو اس بات کی دعوت دے کہ جس کے ذریعے سے اصل مراد کو ادا کرنا چاہتا ہے، اس میں کسی خصوصیت اور نکتے کا اعتبار کرے وہ خصوصیت مقتضی حال ہے مثلاً مخاطب کا منکر حکم ہونا ایک حال ہے، یہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ کلام کو مؤکد ذکر کیا جائے اور تاکید یہ خصوصیت اور نکتہ ہے اور نکتہ مقتضی حال کے مطابق ہے اور یہ کلام مؤکد اس جزی پر صادق آ رہا ہے۔ اہلِ معانی کہتے ہیں کہ جزی مطابق ہے کلی کا اور منطقی کہتے ہیں کہ کلی مطابق ہے جزیات کا۔

سوال نمبر 5: تنبیہ: علی تفسیر الصدق و الکذب الذی قد سبق اشارۃ ما الیہ فی قولہ تطابقہ او لا تطابقہ اختلف القائلون بانحصار الخبر فی الصدق و الکذب فی تفسیرھما۔

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ خبر صدق و کذب میں منحصر ہے یا نہیں؟ اقوال محققین سپرد قلم کریں؟

(ب) صدق خبر اور کذب خبر کی تعریف میں کتنے اور کون کون سے اقوال ہیں؟ قائلین کے ناموں سمیت ذکر کریں۔

جواب: (الف) ترجمہ عبارت: یہ تنبیہ اس بات پر ہے کہ صدق اور کذب کے بارے میں جس طرح پہلے اشارہ گزر چکا ہے کہ وہ واقع کے مطابق ہو یا نہ ہو اس کی تفصیل میں اختلاف موجود ہے کہ خبر صدق اور کذب میں منحصر ہے یا نہیں۔

خبر صدق و کذب میں منحصر ہونے میں اقوال:

خبر کے صدق اور کذب میں منحصر ہونے میں اختلاف ہے۔ جمہور اور نظام معتزلی کا مؤقف ہے کہ خبر صدق اور کذب میں منحصر ہے اور ان کے درمیان کوئی واسطہ نہیں ہے۔ امام جاحظ کہتے ہیں کہ خبر صدق اور کذب کے مابین منحصر نہیں ہے بلکہ اس کے علاوہ ایک قسم موجود ہے جس کو لا صادق ولا کاذب کہا جاتا ہے۔

(ب) صدق اور کذب کی تعریف میں اقوال:

جس طرح خبر صدق و کذب میں اختلاف ہے اسی طرح صدق اور کذب کی تعریف میں بھی اختلاف ہے۔ اس بارے میں مشہور دو اقوال ہیں جو حسب ذیل ہیں:

۱-جمہور کا مذہب: یہ ہے کہ صدق وہ خبر ہے جو واقع کے مطابق اور کذب وہ خبر ہے جو واقع کے مطابق نہ ہو۔

۲-نظام معتزلی کا مذہب: یہ ہے کہ صدق وہ خبر ہے جو مخبر کے اعتقاد کے موافق ہو اگر چہ خلاف واقع ہو اور کذب وہ ہے جو مخبر کے اعتقاد کے موافق نہ ہو اگر چہ واقع کے موافق ہو۔ چنانچہ "السماء تحتنا" اگر مخبر کے اعتقاد کے مطابق ہے تو صدق ہے حالانکہ یہ خلاف واقع ہے۔ اور "السماء فوقنا" اگر مخبر کے اعتقاد کے موافق نہیں ہے تو کذب ہے اگر چہ واقع کے مطابق ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

الشهادة العالية السنة الأولى للطلاب الموافق سنة۱۴۳۹ھ/2018ء

چھٹا پرچہ: عقائد و منطق

الوقت المحدد: ثلث ساعات مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: دونوں قسموں سے کوئی دو، دو سوال حل کریں۔

قسم اول......عقائد

سوال نمبر 1: ان النبی صلی الله علیه وسلم قال اذا ضل احدکم (أی عن الطریق) أو أراد عونا وهو بأرض لیس فیها أنیس فلیقل یا عباد الله أغیثونی، وفی روایة أعینونی فان لله عبادا لا ترونهم.

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں؟ ۱۰

(ب) استغاثہ کی تعریف کریں اور غیر اللہ سے استغاثہ کی مشروعیت کو دلائل سے ثابت کریں؟ ۱۵=۱۰+۵

سوال نمبر 2: أن رجلا قال یا رسول الله صلی الله علیه وسلم انه کان لی أبوان أبرهما فی حال حیاتهما فکیف لی ببرهما بعد موتهما؟ فقال صلی الله علیه وسلم ان من البر ان تصلی لهما مع صلاتك وأن تصوم لهما مع صیامك۔

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں؟ ۱۰

(ب) قرآن و حدیث کی روشنی میں ایصال ثواب کی شرعی حیثیت پر ایک مدلل و جامع نوٹ سپرد قلم کریں؟ ۱۵

سوال نمبر 3: (الف) کیا حالت بیداری میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنا ممکن ہے؟ دلائل سے مزین اپنا مؤقف تحریر کریں؟ ۱۰

(ب) بدعت حسنہ و بدعت مذمومہ کی وضاحت کریں' نیز میلاد شریف کے ثبوت پر سنت نبویہ سے کوئی ایک دلیل سپرد قلم کریں؟ ۱۵=۵+۱۰

﴿قسم ثانی......منطق﴾

سوال نمبر 4: المراد بالمقدمة ههنا ما یتوقف علیه الشروع فی العلم۔

(الف) اعراب لگائیں اور تشریح و توضیح قلمبند کریں؟ ۱۰=۵+۵

(ب) مقدمہ کتنے اور کون کون سے معانی میں استعمال ہوتا ہے اور یہاں کون سا معنی مراد ہے؟ اور کیوں؟ ۷+۳+۵=۱۵

سوال نمبر 5: اعلم أن المشهور فيما بين القوم أن العلم اما تصور أو تصديق والمصنف عدل عنه الى التصور الساذج والتصديق وسبب العدول عنه ورود الاعتراض على التقسيم المشهور من وجهين .

(الف) عبارت کا ترجمہ وتشریح سپرد قلم کریں؟ ۱۰

(ب) قسم الشیء اور قسیم الشیء کی وضاحت کریں' نیز علم کی مشہور تعریف پر وارد ہونے والا کوئی ایک اعتراض بیان کریں؟ ۸+۷=۱۵

سوال نمبر 6: فان قلت فعلى هذا يلزم أن يكون الكلمة مركبة لدلالة أصلها ومادتها على الحدث وهيئتها وصورتها على الزمان فيكون جزء ها دالا على جزء معناها .

(الف) اداۃ اور کلمہ کی وجہ تسمیہ بیان کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) عبارت میں موجود اعتراض اور اس کے جواب کی وضاحت قطبی کی روشنی میں قلمبند کریں؟ ۱۵

☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2018ء

چھٹا پرچہ: عقائد ومنطق

﴿حصہ اوّل: عقائد﴾

سوال نمبر 1: ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا ضل احدکم (ای عن الطریق) أو أراد عونا وهو بأرض ليس فيها أنيس فليقل يا عباد الله أغيثوني، وفي رواية أعينوني فان لله عبادا لا ترونهم .

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں؟

(ب) استغاثہ کی تعریف کریں اور غیر اللہ سے استغاثہ کی مشروعیت کو دلائل سے ثابت کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث: بیشک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص راستہ بھول جائے یا وہ کسی کی مدد کا محتاج ہو جبکہ اس جگہ میں کوئی آدمی موجود نہ ہو، تو وہ یوں کہے: اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ یوں کہے: تم میری مدد کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں جنہیں تم دیکھ نہیں سکتے۔

(ب) استغاثہ کی تعریف اور غیر اللہ سے استغاثہ کی مشروعیت:

استغاثہ کا مطلب یہ ہے کہ بندے کا کسی مصیبت اور مشکل میں واقع ہونے کے وقت کسی ایسی ہستی سے امداد اور دستگیری طلب کرنا جو اس کی حاجت پوری کرے اور مشکل آسان کرے۔

غیر اللہ سے استغاثہ و استمداد کے جواز میں کوئی شک نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں چند دلائل حسب ذیل ہیں:

۱- رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن سورج قریب ہو جائے گا، یہاں تک کہ پسینہ نصف کان تک پہنچ جائے گا، لوگ اس حالت میں حضرت آدم علیہ السلام، پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام پھر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد طلب کریں گے۔

تمام اہل محشر انبیاء کرام علیہم السلام سے مدد کرنے پر متفق ہوں گے، یہ اتفاق اس بنا پر ہوگا کہ اللہ تعالیٰ انہیں الہام کرے گا۔ یہ حدیث انبیاء کرام علیہم السلام سے دنیا اور آخرت میں توسل اور استعانت کے مستحب ہونے کی دلیل ہے۔

۲- حضرت امام طبرانی رحمہ اللہ تعالیٰ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص راستہ بھول جائے، یا امداد کا طالب ہو اور وہ ایسی زمین میں ہو جہاں کوئی دستگیری کرنے والا موجود نہ ہو تو وہ کہے: یا عباد اللہ! اغیثونی یعنی اے اللہ کے بندو! تم میری مدد کرو۔ ایک روایت کے مطابق یوں کہے: اعینونی یعنی تم میری مدد کرو، کیونکہ اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں، جنہیں تم نہیں دیکھتے۔

سوال نمبر 2: أن رجلا قال يا رسول الله صلى الله عليه وسلم انه كان لي أبوان أبرهما في حال حياتهما فكيف لي ببرهما بعد موتهما؟ فقال صلى الله عليه وسلم ان من البر أن تصلي لهما مع صلاتك وأن تصوم لهما مع صيامك .

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں؟

(ب) قرآن و حدیث کی روشنی میں ایصال ثواب کی شرعی حیثیت پر ایک مدلل و جامع نوٹ سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث: ایک صحابی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے والدین زندہ تھے، میں ان کی زندگی میں ان کی خدمت کیا کرتا تھا۔ ان کی وفات کے بعد ان کی خدمت کیسے کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نیکی میں سے یہ ہے کہ تم اپنی نماز کے ساتھ ان کے لیے نماز پڑھو اور اپنے روزوں کے ساتھ ان کے لیے روزے رکھو۔

(ب) قرآن وحدیث کی روشنی میں ایصال ثواب پر مدلل نوٹ:

قرآن وحدیث سے مسئلہ ایصال ثواب ثابت ہے، اپنے پیاروں کو اپنے نیک عمل سے ثواب پہنچانے کو ایصال ثواب کہتے ہیں۔ قرآن میں ہے کہ مسلمان اپنے متوفی بھائیوں کے لیے دعا کرتے ہیں، جوان کے لیے بہترین تحفہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ قبول کیا جاتا ہے اور پیاروں کی بخشش کا سامان بن جاتا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے پیاروں کے لیے ایصال ثواب کیا کرتے تھے اور اس ایصال ثواب کی مختلف صورتیں تھیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی والدہ فوت ہوگئیں، وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! میری والدہ کا انتقال ہوگیا ہے، کیا میں ان کی طرف سے کوئی صدقہ کروں تو انہیں پہنچے گا؟ آپ نے فرمایا: ہاں، عرض کیا: کس چیز کا صدقہ کروں؟ فرمایا: پانی کا۔ انہوں نے کنواں کھدوایا اور اپنی والدہ کے نام وقف کردیا۔ اس روایت سے ثابت ہوا کہ اپنے متوفی پیاروں کے نام ایصال ثواب جائز ہے۔

سوال نمبر 3: (الف) کیا حالت بیداری میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنا ممکن ہے؟ دلائل سے مزین اپنا موقف تحریر کریں؟

(ب) بدعت حسنہ وبدعت مذمومہ کی وضاحت کریں نیز میلاد شریف کے ثبوت پر سنت نبویہ سے کوئی ایک دلیل سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) بیداری میں زیارت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ممکن ہونا:

بیداری میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ صرف ممکن بلکہ واقع بھی ہے، کیونکہ کثیر علماء و مشائخ کو بیداری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ اس سلسلہ میں متاخرین میں چند ایک کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی

(۲) شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری

(۳) حضرت امام احمد رضا خاں قادری رحمہم اللہ تعالیٰ

بیداری میں زیارت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ممکن ہونے کے بارے میں چند ایک دلائل حسب ذیل ہیں:

۱- رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے خواب میں ہماری زیارت کی وہ عنقریب بیداری میں بھی ہماری زیارت کرے گا اور شیطان ہماری صورت اختیار نہیں کرسکتا۔

اس حدیث کی شرح میں محدثین کرام فرماتے ہیں کہ جو شخص خواب میں زیارت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوتا ہے، وہ بیداری میں بھی یقیناً اس سعادت سے بہرہ ور ہوتا ہے، کیونکہ ارشادِ نبوی جھوٹا نہیں ہوسکتا۔

امام المحدثین حضرت جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ کو تہتر (۷۳) بار بیداری میں زیارت کا شرف حاصل ہوا، جب بھی زیارت ہوتی تو حضرت امام رحمہ اللہ تعالیٰ احادیث کی صحت وعدم صحت کے بارے میں سوال کرتے تھے اور اس کا جواب پاتے تھے۔

(ب) بدعت حسنہ اور بدعت قبیحہ:

بدعت حسنہ: بدعت حسنہ وہ نیا کام ہے جو قرآن وسنت کے موافق ہو اور آئمہ ہدایت اس کے قائل ہوں جیسے قرآن کریم کو مصحف میں جمع کرنا، اس پر اعراب لگوانا، رمضان میں نماز تراویح باجماعت ادا کرنا، مسافر خانے بنوانا، دینی مدارس کا قیام اور جدید انداز میں مساجد کی تعمیر اور ان کے مینار ومحراب وغیرہ وغیرہ۔ اس لیے یہ تمام چیزیں زمانۂ رسالت میں نہیں تھیں بلکہ بعد میں وجود میں آئیں اور ان کے عدم جواز پر کوئی بھی عالم فتویٰ نہیں دیتا۔

بدعت قبیحہ: وہ مذموم کام ہے جو قرآن وسنت کے موافق نہ ہو یا اجماع امت سے متصادم ہو، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد: کل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ اسی پر محمول ہے۔ مذموم بدعت حرام ہے اور اس سے احتراز لازم وواجب ہے۔

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سنت سے ثبوت:

محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جواز سنت سے ثابت ہے۔ کثیر کتب حدیث میں یہ روایت مذکور ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بعد از ہجرت مدینہ طیبہ میں تشریف فرما ہوئے، وہاں کے یہود کو عاشورہ کے دن کا روزہ رکھے ہوئے پایا، آپ نے ان سے اس کی وجہ دریافت کیا تو انہوں نے جواب میں عرض کیا: یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نجات عطا کی تھی، ہم شکرانے میں عاشورہ کا روزہ رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے زیادہ حقدار ہیں، آپ نے عاشورہ کا روزہ خود رکھا اور مسلمانوں کو یہ روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ جس دن کسی قوم پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہوا ہو، اس دن کو بطور شکر خداوندی منانا چاہیے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سب سے بڑی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، پھر جس دن آپ کی ولادت باسعادت ہوئی اس دن میں بطور شکر خداوندی محفل میلاد منعقد کرنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں بلکہ یہ عمل جائز وبابرکت ہے۔

﴿حصہ دوم: منطق﴾

سوال نمبر 4: اَلْمُرَادُ بِالْمُقَدَّمَةِ هٰهُنَا مَا يَتَوَقَّفُ عَلَيْهِ الشُّرُوْعُ فِي الْعِلْمِ۔

(الف) اعراب لگائیں اور تشریح وتوضیح قلمبند کریں؟

(ب) مقدمہ کتنے اور کون کون سے معانی میں استعمال ہوتا ہے اور یہاں کون سا معنی مراد ہے؟ اور کیوں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب اور توضیح وتشریح:

اعراب اوپر عبارت پر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ حسب ذیل ہے:

یہاں مقدمہ سے مراد وہ چیز ہے جس پر علم میں شروع ہونا موقوف ہوتا ہے۔

لفظ مقدمہ کے کئی معانی ہیں، ان میں سے ایک یہ امر ہے جس پر کسی علم میں شروع ہونا موقوف ہوتا ہے، یہاں یہی معنی مراد ہے۔ علم میں شروع ہونا جن امور میں موقوف ہوتا ہے، وہ تین اشیاء ہیں:

(۱) اس علم کی تعریف، (۲) موضوع، (۳) غرض وغایت۔

(ب) مقدموں کی تعداد، ان کے معانی اور یہاں اس کا تعین:

لفظ "مقدمہ" کو دال کے فتحہ اور کسرہ دونوں طرح پڑھا جا سکتا ہے، کسرہ کی صورت میں اس کا مشتق منہ "قدم" بھی ہو سکتا ہے جو لازم کے معنیٰ میں ہے۔ اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ مقدمہ اپنے جاننے والے کو اس پر مقدم کرنے والا ہے جو اس کو نہیں جانتا۔ جب دال کے فتحہ کے ساتھ پڑھا جائے گا تو اس کا مشتق منہ صرف "قدم" متعدی ہوگا اور معنیٰ ہوگا: آگے کیا ہوا، چونکہ مقدمہ کتاب کے آغاز میں ہوتا ہے اس لیے اس کو مقدمہ کہتے ہیں۔

مقدمہ کی تین اقسام ہیں:

۱- مقدمۃ الجیش: اس سے مراد جماعت کا وہ حصہ ہے جو میدان جنگ میں سب سے پہلے پہنچ جاتا ہے اور وہ پورے لشکر کے قیام، طعام اور سہولیات پہنچانے کے لیے انتظام کرتا ہے۔

۲- مقدمۃ العلم: ان امور کو کہا جاتا ہے جن پر علم کے مسائل کا سمجھنا موقوف ہوتا ہے مثلاً علم کی تعریف، موضوع اور غرض۔

۳- مقدمۃ الکتاب: کلام کے اس مجموعہ کو کہا جاتا ہے جو کتاب میں مذکور ہو اور اسے کتاب کے اصل مضمون سے پہلے ذکر کیا جائے۔

یہاں مقدمہ سے مراد مقدمۃ العلم ہے، کیونکہ مصنف نے اس میں علم منطق کی تعریف، موضوع اور غرض بیان کی ہے۔

سوال نمبر 5: اعلم أن المشهور فيما بين القوم أن العلم اما تصور أو تصديق والمصنف عدل عنه الى التصور الساذج والتصديق وسبب العدول عنه ورود الاعتراض على التقسيم المشهور من وجهين .

(الف) عبارت کا ترجمہ وتشریح سپرد قلم کریں؟

(ب) قسم الشيء اور قسیم الشيء کی وضاحت کریں، نیز علم کی مشہور تعریف پر وارد ہونے والا کوئی ایک اعتراض بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت: تو جان کہ مناطقہ کے نزدیک علم کی مشہور دو قسمیں ہیں: (۱) تصور، (۲) تصدیق، مصنف نے اس تقسیم سے عدول (عدم اتفاق) کرتے ہوئے اس (علم) کی تقسیم کی ہے کہ اس کی دو اقسام ہیں: (۱) تصور ساذج، (۲) تصدیق۔ اس عدول کی وجہ دو اعتراضات سے بچنا ہے جو مشہور تقسیم پر وارد ہوتے تھے۔

تشریح وتوضیح:

یہ عبارت درحقیقت ایک سوال کا جواب ہے، اعتراض یہ ہے کہ مصنف نے علم کی مشہور تقسیم (تصور و تصدیق) کی مخالفت کرتے ہوئے تصور ساذج اور تصدیق میں تقسیم کیوں کیا؟ اس کا جواب یہ دیا ہے کہ علم کی مشہور تقسیم پر دو طرح سے اعتراض ہو سکتا تھا، مصنف نے ان اعتراضات سے بچتے ہوئے نئی تقسیم کی ہے۔

(ب) قسم الشيء اور قسیم الشيء کی وضاحت:

۱۔ قسم الشيء: یہ وہ چیز ہے جو شيء سے اخص ہو کر شيء میں داخل ہو جیسے اسم کلمہ کی ایک قسم ہے اور کلمہ سے اخص ہو کر کلمہ کے تحت داخل ہے۔

۲۔ قسیم الشيء: وہ چیز ہے جو شيء کے مقابل اور مبائن ہو اس طور پر کہ پھر وہ دونوں کسی تیسری چیز کے تحت داخل ہوں جیسے اسم فعل کے مقابل اور مبائن ہے پھر دونوں مل کر کلمہ کے تحت داخل ہیں۔

علم کی تعریف پر وارد ہونے والا ایک اعتراض:

علم کی مشہور تعریف اور اس کی تقسیم پر ہونے والا ایک اعتراض حسب ذیل ہے:

"وذالك لان التصديق الخ" سے اعتراض اول کا بیان ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ تصدیق سے آپ کی مراد کیا ہے؟ اگر تصدیق سے مراد تصور مع الحکم ہے جیسا کہ امام رازی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب ہے تو اس صورت میں قسم الشيء کا قسیم الشيء لازم آتا ہے، اس لیے کہ تصور مع الحکم علم کی قسم ہے۔ چونکہ علم اور تصور میں ترادف ہے تو تصور مع الحکم علم کی قسم ہے بالکل اسی طرح تصور کی بھی قسم ہوگی حالانکہ مشہور تقسیم میں تصور

مع الحکم یعنی تصدیق کو تصور کا قسیم بنایا گیا ہے تو یہ تصدیق تصور کی بھی قسم ہے اور قسیم بھی ہے جو کہ ناجائز ہے۔

سوال نمبر6: فان قلت فعلی هذا یلزم أن یکون الکلمة مرکبة لدلالة أصلها ومادتها علی الحدث وهیئتها وصورتها علی الزمان فیکون جزء ها دالا علی جزء معناها ۔

(الف) اداۃ اور کلمہ کی وجہ تسمیہ بیان کریں؟

(ب) عبارت میں موجود اعتراض اور اس کے جواب کی وضاحت قطبی کی روشنی میں قلمبند کریں؟

جواب: (الف) اداۃ اور کلمہ کی وجہ تسمیہ:

۱- اداۃ: اداۃ کا معنیٰ ہے آلہ، چونکہ یہ بھی بعض الفاظ کو بعض کے ساتھ ملانے کا آلہ ہے اس لیے اس کو اداۃ کہا جاتا ہے۔ نحاۃ اسے حرف کہتے ہیں جیسے مَنْ، اِلٰی۔

۲- کلمہ: اس کو کلمہ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ کلم سے مشتق ہے جس کا معنیٰ ہے زخمی کرنا' چونکہ کلمہ زمانہ پر مشتمل ہوتا ہے اور زمانہ اپنے تجدد اور تغیر کی بنا پر لوگوں کی مرادوں کو پورا نہ کرنے کی وجہ سے ان کے دلوں کو زخمی کرتا ہے۔

(ب) عبارت میں موجود اعتراض اور اس کا جواب:

اعتراض: آپ نے کلمہ کو مفرد کی قسم سے شمار کرتے ہوئے یوں فرمایا ہے کہ مفرد کی تین اقسام ہیں: (۱) اسم، (۲) کلمہ، (۳) اداۃ۔ آپ نے مفرد کی تعریف یوں کی ہے کہ لفظ کی جز معنیٰ کی جز پر دلالت نہ کرے جبکہ کلمہ کی جز معنیٰ کی جز پر دلالت کر رہی ہے۔ کلمہ کا مادہ معنیٰ مصدری پر دلالت کرتا ہے اور اس کی ہیئت زمانہ پر دلالت کرتی ہے تو لفظ کی جز معنیٰ کی جز پر دلالت کرنے والی ہوگئی، تو مرکب ہوا نہ کہ مفرد۔ پھر آپ کا اسے (کلمہ) مفرد کی قسم شمار کرنا درست نہ ہوا؟

جواب: مرکب کی تعریف میں جو کہا گیا کہ لفظ کی جزء معنیٰ کی جز پر دلالت کرے تو اس لفظ سے مراد لفظ مطابقی اور مقصودی ہے جسے ادا کرتے وقت آواز پیدا ہو۔ اب آپ نے کلمہ کی دوسری جزء ہیئت شمار کی ہے، یہ لفظ مقصودی اور مطابقی نہیں ہے، یہ بالطبع ادا ہوتی ہے قصداً نہیں، اس کو علم مرکب نہیں کہیں گے۔ لہٰذا ہمارا مفرد کی قسم سے شمار کرنا درست ٹھہرا۔

☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظيم المدارس (اهل السنة) پاکستان

الشهادة العالية السنة الأولى للطلاب الموافق سنة ۱۴۴۰ھ/2019ء

پہلا پرچہ: تفسیر وعلوم القرآن

الوقت المحدد: ثلث ساعات **مجموع الأرقام: ۱۰۰**

نوٹ: پہلا اور آخری سوال لازمی ہیں باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

﴿قسم اوّل ...... تفسیر﴾

سوال نمبر 1: ووصينا الانسان بوالديه حسنا...... حملته امه كرها ووضعته كرها اى على مشقة وحمله وفصاله من الرضاع ثلثون شهرًا...... حتّٰى اذا بلغ اشده هو كمال قوته وعقله ورايه اقله ثلاث وثلاثون سنة وبلغ اربعين سنة اى تمامها وهو اكثر الاشد قال رب اوزعنى الهمنى ان اشكر نعمتك التى انعمت بها على وعلى والدى ......

(الف) عبارت کا ترجمہ سپردِ قلم کریں نیز آیت میں مذکور "حسنًا" میں دوسری قرأۃ اور اس کے منصوب ہونے کی وجہ بیان کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) خط کشیدہ آیت کا شانِ نزول تحریر کریں؟ ۱۰

(ج) حمل اور رضاعت کی اقل واکثر مدت بیان کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 2: اقتربت الساعة قربت القيامة وانشق القمر انفلق فلقتين على ابى قبيس وقيقعان اٰية له صلى الله عليه وسلم وقد سئلها فقال اشهدوا۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ ۱۰

(ب) مذکورہ آیت کا شانِ نزول تفصیل سے بیان کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 3: قل ما كنت بدعا من الرسل اى اول مرسل قد سبق مثلى قبلى كثير منهم فكيف تكذبونى وما ادرى مايفعل بى ولابكم فى الدنيا اخرج من بلدى ام اقتل كما فعل بالانبياء قبلى او ترمون بالحجارة ام يخسف بكم كالمكذبين قبلكم

(الف) کلامِ باری وکلامِ مفسر کا ترجمہ کریں؟ ۱۰

(ب) جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے انجام کا علم نہ تھا تو وہ امتیوں کا انجام کیسے جانتے ہیں؟ مدلل جواب دیں۔ ۱۰

سوال نمبر 4: وما افاء الله على رسوله منهم فما اوجفتم اسرعتم يا مسلمين عليه

من زائدة خیل ولا رکاب ابل ای لم تقاسوا فیہ مشقة ولکن الله یسلط رسله علی من یشاء والله علی کل شیء قدیر .

(الف) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ الفاظ کے صیغے تحریر کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) "مال فیء" کسے کہتے ہیں اور اس کے مصارف کیا ہیں؟ ۵+۵=۱۰

﴿قسم ثانی ......اصول تفسیر﴾

سوال نمبر 5: درج ذیل میں سے کوئی سے دو اجزاء کا جواب دیں۔

(الف) مشرکین، یہود، نصاریٰ اور منافقین میں سے ہر ایک کا عصر حاضر میں شاہ صاحب نے نمونہ بیان کیا ہے۔ آپ کسی دو کا نمونہ بتائیں؟ ۱۰

(ب) نصاریٰ کا عقیدہ تثلیث اور اس پر قرآن مجید کا رد مفصلاً بیان کریں؟ ۱۰

(ج) متقدمین اور متاخرین کے نزدیک منسوخ آیات کی تعداد بیان کر کے بتائیں کہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اس بارے کیا موقف ہے؟ ۱۰

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (برائے طلباء) سال اول 2019ء

پہلا پرچہ: تفسیر وعلوم القرآن

﴿قسم اوّل......تفسیر﴾

سوال نمبر 1: ووصینا الانسان بوالدیه حسنا...... حملته امه کرها ووضعته کرها ای علی مشقة وحمله وفصاله من الرضاع ثلثون شهرا...... حتّٰی اذا بلغ اشده هو کمال قوته وعقله ورأیه اقله ثلاث وثلاثون سنة وبلغ اربعین سنة ای تمامها وهو اکثر الاشد قال رب اوزعنی الهمنی ان اشکر نعمتك التی انعمت بها علی وعلی والدی ......

(الف) عبارت کا ترجمہ سپرد قلم کریں نیز آیت میں مذکور "حسنا" میں دوسری قرأۃ اور اس کے منصوب ہونے کی وجہ بیان کریں؟

(ب) خط کشیدہ آیت کا شان نزول تحریر کریں؟

(ج) حمل اور رضاعت کی اقل واکثر مدت بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا...... کیونکہ اس کی ماں نے اس کو

بڑی مشقت کے ساتھ پیٹ میں رکھا اور پھر بڑی مشقت کے ساتھ اس کو جنا اور اس کو پیٹ میں رکھنا اور اس کا دودھ چھڑانا اکثر تیس (۳۰) ماہ میں مکمل ہوتا ہے...... یہاں تک جب وہ اپنی جوانی کو پہنچ جاتا ہے اور یہ زمانہ اس کی کمال قوت اور عقل ورائے کے کامل ہونے کا ہے جس کی کم از کم عمر ۳۳ سال ہے اور وہ چالیس برس کی عمر کو پہنچ جاتا ہے یعنی یہ اس کی بھرپور جوانی کی عمر ہوتی ہے۔ وہ کہتا ہے: اے میرے پروردگار! مجھے اس پر مداومت دے کہ میں تیری نعمتوں کا شکر ادا کرسکوں جو تو نے مجھے اور میرے والدین کو عنایت فرمائیں......

"حَسَنًا" میں دوسری قرأت اور اس کے منصوب ہونے کی وجہ:

لفظ "حَسَنًا" میں دوسری قرأت "اِحْسَانًا" ہے۔ یہ فعل مقدر کا مصدر یعنی مفعول مطلق ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اولاد کو اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا تاکیداً حکم ہے۔

(ب) خط کشیدہ آیت کا شان نزول:

حضرت مفسر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: آیت قال رب الخ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی جبکہ بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو دو سال ہو جانے کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک چالیس سال ہوئی وہ خود بھی مومن تھے اور پھر ان کے والدین پھر ان کے صاحبزادے عبدالرحمٰن، ابن عبدالرحمٰن ابو عتیق ایمان لائے تو انہوں نے یہ دعا فرمائی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نو (۹) غلام آزاد کیے جن کو کافر لوگ سخت ترین سزا دیتے تھے۔

(ج) حمل اور رضاعت کی اکثر واقل مدت:

اگر بچہ تندرست اور قوی ہے تو اکیس ماہ میں دودھ چھڑا دینا چاہیے اور نو مہینے حمل کے اس طرح تیس مہینے ہو گئے یا جمہور کے مطابق چھ مہینے کم از کم حمل کے اور دو سال دودھ چھڑانے کے، اس طرح تیس مہینے ہو جاتے ہیں۔ اس سے زیادہ رضاعت کا زمانہ بہت شاذ و نادر ہے۔

سوال یہ ہے کہ ایک کی کم اور دوسرے کی زیادہ مدت کیوں لی گئی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ دونوں مدتیں تو منضبط ہو سکتی ہیں مگر حمل کی اکثر مدت یا دودھ کی کم سے کم مدت دونوں کسی قطعی دلیل سے منضبط نہیں ہیں۔ حمل کی مدت چھ ماہ ہوتی ہے۔ تفسیر روح المعانی میں جالینوس اور ابن سینا کا تجرباتی مشاہدہ لکھا، دو چار دن کا فرق الگ۔ سہل بات یہ ہے کہ مجموعی تیس ماہ کی مدت کو غالب اور اکثر عادت پر محمول کیا جائے۔ امام مدارک نے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے حملہ بالا کف تفسیر نقل کی ہے یعنی بچہ گود ہی لیے پھرنا، ہاتھوں میں اٹھائے رکھنا۔ اس تفسیر کے اعتبار سے حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شیر خوارگی ڈھائی سال ہوگی۔ سورہ بقرہ کی آیت حولین کاملین (۲۴ ماہ) کا جواب یہ ہوگا کہ وہ مطلقاً شیر خوارگی کی

مدت نہیں ہے بلکہ بطور اجرت شیر خوارگی کی مدت مراد ہے کہ والد پر اتنی مدت کی اجرت واجب ہے۔ تاہم دونوں قولوں کا لحاظ کرتے ہوئے دودھ پلانے میں احتیاط یہ ہے کہ دو سال سے زائد نہ پلایا جائے۔

سوال نمبر 2: اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ قَرُبَتِ الْقِيَامَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ انْفَلَقَ فَلْقَتَيْنِ عَلٰى اَبِیْ قُبَيْسٍ وَقُيَيْقَعَانِ اٰيَةً لَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ سُئِلَهَا فَقَالَ اشْهَدُوْا۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) مذکورہ آیت کا شانِ نزول تفصیل سے بیان کریں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب اور ترجمہ عبارت:

نوٹ: اعراب اوپر عبارت پر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ حسب ذیل ہے:

قیامت قریب آ گئی اور چاند شق ہو گیا' جبل ابوقبیس اور قیعقان کے اوپر ٹکڑے ہو گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ کے طور پر، بیشک آپ سے اس بارے میں مطالبہ کیا گیا تھا، چنانچہ جب اس کے ٹکڑے ہو گئے تو آپ نے فرمایا: تم گواہ بن جاؤ۔

(ب) آیت مبارکہ کا شانِ نزول:

ایک دفعہ کفار مکہ نے فیصلہ کیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے جادو کے ذریعے زمینی معجزے دکھاتے ہیں، ہم ان سے آسمانی معجزہ طلب کرتے ہیں، کیونکہ آسمان پر جادو ہرگز اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ وہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آسمانی معجزہ دکھانے کا مطالبہ کر دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلی کا اشارہ کیا تو چاند دو ٹکڑے ہو گیا، ایک ٹکڑا ابوقبیس پہاڑ پر اور دوسرا ٹکڑا قیعقان پر گر گیا، اس موقع پر آپ نے کفار مکہ سے فرمایا: تم نے اس معجزہ کو دیکھ لیا اور اب حسب وعدہ اپنے ایمان کی گواہی دو مگر ان کی طرف سے انکار اور عظیم جادوگر کے علاوہ جواب موصول نہ ہوا۔

سوال نمبر 3: قل ما كنت بدعا من الرسل اى اول مرسل قد سبق مثلى قبلى كثير منهم فكيف تكذبونى وما ادرى مايفعل بى ولابكم فى الدنيا اخرج من بلدى ام اقتل كما فعل بالانبياء قبلى او ترمون بالحجارة ام يخسف بكم كالمكذبين قبلكم

(الف) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں؟

(ب) جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے انجام کا علم نہ تھا تو وہ امتیوں کا انجام کیسے جانتے ہیں؟ مدلل جواب دیں۔

جواب: (الف) کلام باری اور کلام مفسر کا ترجمہ:

(اے محبوب!) آپ فرما دیجیے کہ میں کوئی انوکھا رسول تو نہیں ہوں، مجھ سے پہلے تو میری مثل بہت

سے رسول گزر چکے ہیں، تم میری تکذیب کیوں کرتے ہو؟ مجھے تو اس بات کا بھی علم نہیں ہے کہ میرے ساتھ کیا معاملہ ہوگا اور نہ میں یہ جانتا ہوں کہ تمہارے ساتھ دنیا میں کیا ہونے والا ہے، میں اس شہر مکہ سے نکالا جاؤں گا یا قتل کر دیا جاؤں گا جس طرح مجھ سے پہلے انبیاء کرام کے ساتھ ہوتا رہا، پھر تم لوگ پتھروں سے ہلاک کیے جاؤ گے یا تمہیں زمین میں دھنسایا جائے گا تم سے قبل تکذیب کرنے والوں کی طرح۔

(ب) آیت مبارکہ کا مفہوم:

نبی کا معنی ہے غیب کی خبر دینے والا، انبیاء کرام علیہم السلام اپنے معجزات اور غیب کی خبروں کے ذریعے اپنی نبوت کے حق پر دلائل دیتے رہے۔ اس آیت میں جو زبان نبوت سے اعلان کرایا گیا ہے کہ مجھے نہ اپنے انجام کا علم ہے اور نہ تمہارے انجام کا علم ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ ذاتی طور پر مجھے علم نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ علم سے میں تا قیام سب کچھ جانتا ہوں۔ اس مؤقف کی تائید اس مشہور روایت سے بھی ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عصر کے بعد منبر شریف پر تشریف فرما ہوئے تا قیامت پیش آنے والے تمام واقعات بیان فرما دیے۔ اس آیت میں آپ کے علم کی نفی نہیں کی گئی بلکہ ذاتی علم کی نفی کی گئی ہے۔ یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاجزی وانکساری کی بنا پر یہ اعلان کیا تھا، اس بناء پر آپ کے علم غیب کی ہرگز نفی نہیں ہوتی۔ روایات میں مذکور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا: تم جو چاہو مجھ سے سوال کرو، میں اس کا جواب دوں گا۔

سوال نمبر 4: وما افاء رد اللہ علی رسولہ منھم فما اوجفتم اسرعتم یا مسلمین علیہ من زائدۃ خیل ولا رکاب ابل ای لم تقاسوا فیہ مشقۃ ولکن اللہ یسلط رسلہ علی من یشاء واللہ علی کل شیء قدیر۔

(الف) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ الفاظ کے صیغے تحریر کریں؟

(ب) "مال فیء" کسے کہتے ہیں اور اس کے مصارف کیا ہیں؟

جواب: (الف) کلام باری اور کلام مفسر کا ترجمہ:

اور جو کچھ اللہ نے اپنے رسولوں کو دلوا دیا (اے مسلمانو!) تم نے اس پر نہ گھوڑے دوڑائے، من زائد ہے اور نہ اونٹ یعنی اس میں تمہارے لیے کوئی مشقت نہیں ہو مگر اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو جس پر چاہے مسلط کر دیتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

خط کشیدہ صیغے:

۱- اَوْجَفْتُمْ: صیغہ جمع مذکر حاضر فعل ماضی معروف ثلاثی مزید فیہ از باب افعال۔ جلدی کرنا، عجلت کرنا۔

۲-لَمْ تَقَاسَمُوْا: صیغہ جمع مذکر حاضر ثلاثی مزید فیہ نفی جحد بلم از باب تفاعل۔

۳-قَدِیْرٌ: صیغہ واحد مذکر اسم فاعل ثلاثی مجرد لازم باب فَعَلَ یَفْعَلُ۔ قادر ہونا، قدرت رکھنا۔

(ب) "مال فیء" کی تعریف اور اس کے مصارف:

دشمن سے مقابلہ کیے بغیر جو ان کا مال مسلمانوں کے ہاتھ آتا ہے، اسے "مال فیء" کہا جاتا ہے۔ دشمن سے لڑائی کرنے سے کامیابی کی صورت میں دشمن کا جو مال مجاہدین کے ہاتھ آتا ہے، اسے مال غنیمت کہا جاتا ہے۔ آیت ثانیہ کی روشنی میں "مال فیء" کے مصارف حسب ذیل ہیں:

ذی القربیٰ، یتامیٰ، مساکین اور ابن السبیل کو خمس کا خمس دینے کے بعد باقی مائدہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مخصوص تھا۔ آپ اپنی ضرورت پوری کرنے کے بعد جو مال بچ جاتا اسے اپنی خواہش کے مطابق تصرف میں لاتے تھے۔ آپ مہاجرین کو ایک حصہ اور تین حصے انصار کو ان کی غربت کی وجہ سے دیتے تھے۔

﴿قسم ثانی......اصولِ تفسیر﴾

سوال نمبر 5: درج ذیل میں سے کوئی سے دو اجزاء کا جواب دیں؟

(الف) مشرکین، یہود، نصاریٰ اور منافقین میں سے ہر ایک کا عصر حاضر میں شاہ صاحب نے نمونہ بیان کیا ہے۔ آپ کسی دو کا نمونہ بتائیں؟

(ب) نصاریٰ کا عقیدۂ تثلیث اور اس پر قرآن مجید کا رد مفصلاً بیان کریں؟

(ج) متقدمین اور متاخرین کے نزدیک منسوخ آیات کی تعداد بیان کر کے بتائیں کہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اس بارے میں کیا مؤقف ہے؟

جواب: (الف) نصاریٰ کا نمونہ:

نصاریٰ وہ لوگ تھے جو محض حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مانتے تھے لیکن اس ماننے میں بھی غلو سے کام لیتے تھے۔ انہوں نے ذات باری تعالیٰ کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا، وہ بعض وجوہ سے متغائر تھے اور بعض وجوہ سے متحد بھی تھے اور ان کے ہاں ان حصوں کو اقانیم ثلاثہ کہا جاتا تھا۔ ایک اقنوم باپ جو مبدایت عالم کے ہم معنیٰ تھا۔ ایک اقنوم بیٹا جو بمعنیٰ صادر اول تھا جو ایک امر عام اور تمام موجودات میں شامل تھا اور ایک اقنوم روح القدس تھا جو عقول مجرد کے ہم معنیٰ تھا۔ ان کا یہ پختہ نظریہ تھا کہ اقنوم ابن حضرت مسیح کی روح کا لباس اختیار کر لیا تھا یعنی جس طرح جبرائیل علیہ السلام آدمی کی شکل میں آتے تھے، ایسے ابن نے عیسیٰ علیہ السلام کی صورت میں ظہور کیا تھا۔ اس لیے عیسیٰ علیہ السلام اللہ بھی ہیں، ابن اللہ اور بشر بھی ہیں۔ احکام خداوندی ان کے واسطہ سے جاری ہوتے ہیں۔ یہ عقیدہ از اوّل تا آخر گمراہی پر مشتمل تھا۔

اگر اس کا نمونہ اپنی قوم میں دیکھنا ہو چاہو تو آج اولیاء اللہ اور مشائخ کی اولاد کو دیکھ لو کہ وہ اپنے آباء

کے حق میں کس قسم کے خیالات رکھتے ہیں اور ان کو کہاں تک طول دیا جاتا ہے: وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ٥ (اور عنقریب بہت جانیں گے وہ لوگ جو ظلم کرتے تھے کہ کون سی پھرنے کی پھر جائیں گے)

- نیز ان کی ایک گمراہی یہ تھی کہ ان کا یقین تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مقتول ہو گئے ہیں حالانکہ فی الواقع ان کے قتل کے واقعہ میں اشتباہ ہو گیا تھا' جس سے انہوں نے آسمان پر اٹھائے جانے کو قتل قرار دے
- دیا اور نسلاً بعد نسلاً اس غلط نظریہ کو مسلسل نقل کرتے آرہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس شبہ کا ازالہ یوں فرمایا ہے: وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ط مگر انہوں نے اپنی گمراہی کے سبب اس اعلان کو تسلیم کرنے سے صاف انکار کر دیا۔

منافقین کا نمونہ:

دور رسالت میں منافقین وہ لوگ تھے جن کے عقائد وافکار کفار جیسے تھے مگر مسلمانوں کے پاس اپنے اقوال وافعال اور اعمال کے ذریعے مسلمان ظاہر کرتے تھے۔ وہ بظاہر نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ تک کا فریضہ نبھاتے تھے لیکن دلوں کی کڑیاں کفر کے ساتھ ملی ہوئی تھیں۔

- رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ خواہ خاص قسم کے منافق موجود نہیں ہیں لیکن ان کے وجود سے انکار بھی نہیں کیا جا سکتا۔ قرآن کریم نے ایسے منافقوں کی علامات خوب بیان کر دی ہیں۔ اگر ان منافقین کا
- نمونہ عصر حاضر میں دیکھنا ہو' تو امراء کی مجالس میں جا کر ان کے مصاحبین کو دیکھ لیں' جو امراء کی مرضی کو شارع کی مرضی پر ترجیح دیتے ہیں۔ انصاف کی رو سے یہ ایسے منافقین ہیں جنہوں نے رسول اکرم صلی اللہ
- علیہ وسلم سے بلا واسطہ باتیں بنا کر نفاق اختیار کیا اور ان میں سے جواب پیدا ہوئے ہیں' انہوں نے یقینی ذرائع سے احکام شارع کی اطلاع پا کر مخالفت اختیار کی، کوئی فرق نہیں ہے۔ لہٰذا معقولیوں کی وہ جماعت
- بھی ہے جن کے دلوں میں بہت سے شکوک وشبہات پیدا ہو چکے ہیں اور جنہوں نے معاد کو نسیاً منسیاً کر دیا ہے، یہ گروہ منافقین میں شامل ہے۔

(ب) نصاریٰ کا عقیدہ تثلیث اور قرآن کی طرف سے اس کا رد:

نصاریٰ کا عقیدہ تثلیث حیران کن ہے اور عقل ودانش کے منافی بھی، ان کا کہنا ہے کہ ایک نہیں بلکہ خدا تین ہیں: (i) خالق ومالک، (ii) عیسیٰ علیہ السلام، (iii) حضرت مائی مریم۔ یہ عقیدہ اٹل ہے جس میں کوئی لچک نہیں ہے۔ قرآن کریم نے انسان کو ہر برائی سے روکنے اور نیکی کا راستہ اختیار کرنے کی ہدایت کا بیڑا اٹھایا ہے۔ قرآن کی اس مخلصانہ اصلاح وتبلیغ سے اربوں لوگوں کو ہدایت نصیب ہوئی لیکن نصاریٰ کے اس عقیدہ باطلہ میں ہرگز فرق نہیں آیا، وہ مسلسل نہر کی طرح اس عقیدہ پر ڈٹے ہوئے ہیں اور اس پر نظر ثانی

کرنے کی ہرگز کوشش نہیں کرتے۔

چنانچہ قرآن نے ان کی اصلاح کے لیے صاف صاف اعلان کیا ہے: وَانْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ، اصل عبارت یوں ہے: وَانْتَهُوْا عَنِ التَّثْلِيْثِ وَاقْصِدُوْا خَيْرًا لَّكُمْ (یعنی اے نصاریٰ! تم تین خداؤں کے عقیدہ سے باز آجاؤ اور تم بہتری کا قصد کرو) ایسے قرآن کریم نے کثیر ارشادات میں انہیں عقیدہ تثلیث ترک کرنے کی تلقین کی ہے، مگر وہ اس عقیدہ کفریہ کو ترک نہ کرنے پر بضد ہیں۔

(ج) متقدمین ومتاخرین کے نزدیک آیات ناسخ ومنسوخہ اور ان کی تعداد:

ایک حکم ختم کر کے کسی حکمت کی بنا پر اس کی جگہ نیا حکم لانے کو ناسخ ومنسوخ کہتے ہیں۔ ناسخ ومنسوخ آیات کی تعداد کے بارے میں علماء ومفسرین کا اختلاف ہے۔ بعض نے ان کی تعداد پانچ سو بلکہ بعض نے پانچ صد سے بھی زیادہ بیان کی ہے۔ مگر حضرت امام سیوطی اور شیخ ابن عربی کے نزدیک آیات ناسخ ومنسوخ کی تعداد بیس ہے۔

ان بیس آیات کا مختصر خاکہ درج ذیل ہے:

۱- سورۂ بقرہ:

۱- كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ، یہ آیت: يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ الخ یا حدیث: لا وصية لوارث کے ساتھ منسوخ ہے۔

۲- آیت: وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ، یہ آیت: فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ سے منسوخ ہے۔

۳- آیت: "كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ" آیت: "اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ" سے منسوخ ہے۔

۴- آیت: "يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ الخ" آیت: "وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً الخ" سے منسوخ ہے۔

۵- آیت: "وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ الخ" آیت: "اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا" سے منسوخ ہے۔

۶- آیت: "وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ الخ" آیت: "لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا" سے منسوخ ہے۔

سورۃ النساء:

۷- آیت: "وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ الخ" آیت: "وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ الخ" سے منسوخ ہے۔

۸- آیت: "وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ الخ" آیت نور سے منسوخ ہے۔

۲-سورہ مائدہ:

۹-آیت: "وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ "۔ "شہور محرمہ میں اباحت قتل کے حکم سے منسوخ ہے۔"

۱۰-آیت: "فَإِنْ جَاءُوكَ فَاحْكُمْ الخ" آیت: "وَأَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ الخ" سے منسوخ ہے۔

۱۱-آیت: "أَوْ آخَرَانِ مِنْ غَيْرِكُمْ" آیت: "وَأَشْهِدُوا ذَوَيْ عَدْلٍ مِنْكُمْ " سے منسوخ ہے۔

۱۲-آیت: "إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ عِشْرُونَ صَابِرُونَ الخ" آیت: اپنی مابعد والی آیت سے منسوخ ہے۔

۱۳-آیت: "اِنْفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا " آیت: "لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَىٰ الخ" یا آیت: "لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ الخ" سے منسوخ ہے۔

سورۃ النور:

۱۴-آیت: "اَلزَّانِي لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً الخ" آیت: "وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنْكُمْ " سے منسوخ ہے۔

۱۵-آیت: "لِيَسْتَأْذِنْكُمُ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ الخ" اس کے منسوخ ہونے میں اختلاف ہے۔

۳-سورۃ الاحزاب:

۱۶-آیت: "لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ الخ" آیت: "إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ الخ" سے منسوخ ہے۔

۴-سورۃ المجادلۃ:

۱۷-آیت: "إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا الخ" اپنی مابعد آیت سے منسوخ ہے۔

سورۃ الممتحنۃ:

۱۸-آیت: "فَآتُوا الَّذِينَ ذَهَبَتْ أَزْوَاجُهُمْ الخ" یہ آیت سیف یا آیت غنیمت سے منسوخ ہے۔

۶-سورۃ المزمل:

۱۹-آیت: "قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا" یہ حکم اسی سورت کی آخری آیات سے منسوخ ہے۔

نوٹ: امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ ابن عربی کے ساتھ اتفاق کیا ہے کہ اکیس آیات منسوخ ہیں باوجودیکہ ان میں بھی بعض کی نسبت اختلاف ہے اور ان کے علاوہ دعویٰ نسخ درست نہیں ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے کہ صرف پانچ آیات منسوخ ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

الشهادة العالية السنة الأولى للطلاب الموافق سنة ۱۴۴۰ھ/2019ء

دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث

الوقت المحدد: ثلث ساعات　　　　مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: پہلا اور آخری سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

﴿قسم اوّل......حدیث﴾

سوال نمبر 1: عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الايمان بضع وسبعون شعبة فافضلها قول لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وادناها اماطة الاذى عن الطريق والحياء شعبة من الايمان ۔

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) مذکورہ بالا حدیث کی تشریح اس طرح کریں کہ حدیث میں مذکور ایمان کا ہر پہلو واضح ہو جائے؟ ۱۰

(ج) حدیث جبریل کا خلاصہ اس طرح بیان کریں کہ اسلام، ایمان، احسان اور قیامت میں سے ہر ایک کی مکمل وضاحت ہو جائے؟ ۴×۵=۲۰

سوال نمبر 2: (۱) اربع من کن فيه کان منافقا خالصا ومن کانت فيه خصلة منهن کانت خصلة من النفاق حتى يدعها اذا اؤتمن خان......

(۲) عن حذيفة قال انما النفاق کان على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فاما اليوم فانما هو الکفر او الايمان ۔

(الف) دونوں احادیث مبارکہ کا ترجمہ کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) پہلی حدیث کی باقی تین خصلتیں بیان کریں نیز پہلی اور دوسری حدیث میں تطبیق دے کر تعارض دور کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 3: اذا مات الانسان انقطع عنه عمله الامن ثلثة الامن صدقة جارية او علم ينتفع به او ولد صالح يدعو له ۔

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ کی ترکیب نحوی کریں؟ ۵+۶=۱۱

(ب) میت کے لیے نفع بخش مذکورہ تینوں چیزوں کی ایک ایک مثال دیں جو معاشرہ میں مروج ہو؟

۳×۳=۹

سوال نمبر 4: عن ابی سعید عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما یصیب المسلم من نصب ولا وصب ولا ھم ولا حزن ولا اذی ولا غم حتی الشوکۃ یشاکھا الا کفر اللہ بھا من خطایاہ۔

(الف) حدیث کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مریض کی عیادت کے وقت کونسے کلمات ارشاد فرماتے تھے؟ ۵+۵=۱۰

(ب) مسلمان کے مسلمان پر کتنے اور کون کون سے حق ہیں؟ ۱۰

قسم ثانی......اصول حدیث

سوال نمبر 5: درج ذیل میں سے صرف دو اجزا کا جواب دیں۔

(الف) حدیث صحیح اور حدیث موضوع کی تعریف تحریر کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) مدلس سے روایت لینے کے بارے علماء کے اختلافی اقوال بیان کریں؟ ۱۰

(ج) درج ذیل اصطلاحات میں سے دو کی تعریف کریں؟ ۱۰

(۱) حدیث، (۲) متن، (۳) مرسل، (۴) معنعن

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (برائے طلباء) سال اول 2019ء

دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث

قسم اوّل......حدیث

سوال نمبر 1: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اَلْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ شُعْبَۃً فَاَفْضَلُهَا قَوْلُ: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَدْنَاهَا اِمَاطَۃُ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِیْقِ وَالْحَیَاءُ شُعْبَۃٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ۔

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(ب) مذکورہ بالا حدیث کی تشریح اس طرح کریں کہ حدیث میں مذکور ایمان کا ہر پہلو واضح ہو جائے۔

(ج) حدیث جبریل کا خلاصہ اس طرح بیان کریں کہ اسلام، ایمان، احسان اور قیامت میں سے ہر ایک کی مکمل وضاحت ہو جائے؟

جواب: (الف) حدیث پر اعراب اور ترجمہ:

نوٹ: اعراب اوپر حدیث پر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ایمان کے ستر (۷۰) سے زائد شعبے ہیں، ان میں سب سے افضل یہ قول ہے: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (یعنی اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے) اور سب سے ادنیٰ شعبہ راستہ سے تکلیف دہ چیز کو دور کرنا ہے اور حیاء بھی ایمان کا ایک حصہ ہے۔

(ب) حدیث کی تشریح:

حدیث کے راوی مشہور صحابی رسول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں، قبول اسلام سے پہلے عبد الشمس اور قبول اسلام کے بعد عبد الرحمٰن نام تھا، بلیوں پر شفقت کی وجہ سے "ابو ہریرہ" کی کنیت سے مشہور ہوئے، فتح خیبر کے سال قبول اسلام کیا، چار سال تک محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر و حضر کے رفیق رہے، چار ہزار تین سو چونسٹھ (4364) احادیث مبارکہ یاد تھیں، ستاسی (۸۷) سال کی عمر میں ۵۹ھ کو وفات پائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

الایمان: ایمان باب افعال کا مصدر ہے جس کا معنیٰ ہے: دلی طور پر تسلیم کر لینا، مان لینا۔ ایمان کا شرعی معنیٰ ہے: ذات باری تعالیٰ کو معبود حقیقی، انبیاء، آسمانی کتب، ملائکہ، تقدیر، جنت و دوزخ، قبر و حشر، قیام قیامت، آخرت میں جزاء و سزا اور حیات بعد الممات وغیرہ کو دل کی گہرائی سے مان لینا۔

بضع: اس کا اطلاق تین سے چار عدد پر ہوتا ہے اور یہاں مراد ہے: چند۔ ایمان کے کل تہتر (۷۳) شعبے ہیں۔

افضل شعبہ: ایمان کے شعبوں میں سب سے افضل: لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے، کیونکہ اس کا براہ راست تعلق ذات باری سے ہے اور اس کی الوہیت و معبودیت کا اعلان ہے۔ یہی عقیدہ تمام اسلامی عقائد کی کلید و بنیاد ہے۔

روایات سے ثابت ہے کہ جس شخص کا آخری قول: لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ یعنی کلمہ طیبہ پڑھتا ہوا دنیا سے رخصت ہوا، وہ جنت میں جائے گا۔ افضل ذات کا ذکر بھی افضل ہے بلکہ افضل عبادت ہے۔

ادنیٰ شعبہ: ایمان کا ادنیٰ یا کم درجہ کا شعبہ راستہ سے ایسی چیز کو دور کرنا ہے جو لوگوں کی اذیت کا باعث بنتی ہے مثلاً کانٹا، پتھر، درخت کی ٹہنی اور موذی جانور وغیرہ۔

حیاء: حیاء کا لغوی معنیٰ ہے: شرمانا۔ اس کا اصطلاحی و شرعی معنیٰ ہے: کوئی گناہ کرتے وقت، بدزبانی کرتے وقت، نافرمانی کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں پیدا ہونا۔ شرم و حیاء کی وجہ سے انسان اعمال صالحہ کا خوگر اور اعمال باطلہ کا تارک بن جاتا ہے۔ اسی لیے کہا گیا ہے: جب تجھ سے حیاء رخصت ہو جائے

پھر تو جو چاہے کرتا پھر۔

(ج) حدیث جبریل کی وضاحت:

کتاب الایمان کی پہلی حدیث کے راوی خلیفہ دوم حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہیں، یہ روایت حدیث جبریل کے ساتھ مشہور ہے، حضرت جبریل علیہ السلام باذن خداوندی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو احکام اسلام سکھانے کے لیے بارگاہ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم میں انسانی شکل میں حاضر ہوئے، تلمیذانہ انداز میں مؤدب ہو کر بیٹھ گئے، بال سیاہ اور کپڑے سفید تھے، حاضرین محفل میں سے انہیں کوئی بھی نہیں جانتا تھا، انہوں نے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے چند سوالات کیے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جوابات سے نوازا۔ وہ سوال و جواب حسب ذیل ہیں:

جبریل: اسلام کیا ہے، اس بارے میں فرمائیے؟

محبوب کریم: اسلام یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے معبود اور میری رسالت کی گواہی دو، نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، ماہ رمضان کے روزے رکھو اور تمہیں طاقت ہو تو بیت اللہ کا حج کر لو۔

جبریل: آپ مجھے ایمان کے بارے میں فرمائیے؟

محبوب کریم: ایمان یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، قیامت کے دن اور اچھی بری تقدیر کو دل سے مانو۔

جبریل: آپ مجھے احسان کے بارے میں فرمائیے؟

محبوب کریم: احسان یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو کہ تم اسے دیکھ رہے ہو، اگر یہ نہ ہو سکے تو کم از کم یہ خیال کرو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

جبریل: آپ مجھے قیامت یا قیامت کی نشانیوں کے بارے میں فرمائیے؟

محبوب کریم: علامات قیامت یہ ہیں: (۱) لونڈی اپنے مالک کو جنے گی۔ (۲) ننگے پاؤں ننگے جسم والے فقیروں (۳) بکریوں کے چرواہوں کو محلات پر فخر کرتے ہوئے دیکھو گے۔

سوال نمبر 2: (۱) اربع من کن فیہ کان منافقا خالصا و من کانت فیہ خصلۃ منھن کانت خصلۃ من النفاق حتی یدعھا اذا اؤتمن خان......

(۲) عن حذیفۃ قال انما النفاق کان علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاما الیوم فانما ھو الکفر او الایمان۔

(الف) دونوں احادیث مبارکہ کا ترجمہ کریں؟

(ب) پہلی حدیث کی باقی تین خصلتیں بیان کریں، نیز پہلی اور دوسری حدیث میں تطبیق دے کر تعارض دور کریں؟

جواب: (الف) دونوں احادیث کا ترجمہ:

(۱) چار خصلتیں ایسی ہیں جس میں وہ پائی جائیں وہ پکا منافق ہے اور جس میں ان میں سے ایک خصلت پائی جائے اس میں منافقت ایک خصلت ہو گی حتیٰ کہ وہ اسے چھوڑ دے۔ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے وہ اس میں خیانت کرتا ہے۔

(۲) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نفاق تھا، پس آج کے زمانہ میں کفر ہے یا ایمان ہے۔

(ب) منافقت کی باقی تین خصلتیں:

پہلی حدیث میں منافقت کی چار علامتیں بتائی گئی ہیں مگر ایک بیان کی گئی ہے کہ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے، تو وہ اس میں خیانت کرتا ہے۔ باقی تین خصلتیں یہ ہیں:

(۱) جب وہ بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے۔ (۲) جب وہ وعدہ کرتا ہے تو اس کے خلاف کرتا ہے۔

(۳) جب وہ جھگڑتا ہے تو گالی بکتا ہے۔

پہلی اور دوسری حدیث میں تطبیق:

پہلی روایت میں منافق سے اعتقادی منافق مراد ہیں مثلاً دل کے کافر، زبان کے مسلم، یہ عیوب ان کی علامتیں لیکن علامت کے ساتھ علامت والا پایا جانا ضروری نہیں ہوتا جیسے کوے کی علامت سیاہی ہے لیکن ہر سیاہ چیز کوا نہیں ہے۔

دوسری روایت میں منافق سے مراد منافق عملی ہے یعنی منافقوں جیسے کام کرنے والا، جس طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من ترك الصلٰوة متعمدًا فقد كفر۔

تین اور چار خصلتوں والی روایات میں تعارض نہیں ہے، کیونکہ ایک چیز کی بہت سی علامتیں ہوتی ہیں، کبھی ساری بیان کر دی جاتی ہیں کبھی کم وبیش۔ لہٰذا تین بھی نفاق کی علامتیں ہیں اور چار بھی۔

سوال نمبر 3: اذا مات الانسان انقطع عنه عمله الامن ثلثة الامن صدقة جارية او علم ينتفع به او ولد صالح يدعو له ۔

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ کی ترکیب نحوی کریں؟

(ب) میت کے لیے نفع بخش مذکورہ تینوں چیزوں کی ایک ایک مثال دیں جو معاشرہ میں مروج ہو؟

جواب: (الف) حدیث شریف کا ترجمہ:

جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو تین کے علاوہ اس کے تمام اعمال منقطع ہو جاتے ہیں:

(i) صدقہ جاریہ، (ii) نافع علم، (iii) نیک بیٹا جو اس کے لیے دعا کرے۔

خط کشیدہ عبارت کی ترکیب نحوی:

انقطع صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معروف ثلاثی مزید از باب انفعال، عنہ عن حرف جارہ مجرور، مجرور با جار ملکر ظرف لغو متعلق ہوا انقطع کے، عملہ مضاف اور مضاف الیہ ملکر فاعل، الا حرف استثنیٰ من حرف جار ثلاثۃ مجرور، جار با مجرور ظرف لغوی کے متعلق ہوا، انقطع فعل اپنے فاعل اور دونوں متعلقوں سے ملکر جمع فعلیہ خبریہ ہوا۔

(ب) میت کے لیے نافع تین چیزوں کی ایک ایک مثال:

۱- صدقہ جاریہ: جب کسی نے کوئی کتاب لکھ دی یا کسی کی کتاب شائع کروا دی، تو جب تک لوگ اس تصنیف سے استفادہ کرتے رہیں گے اس کے لیے ایصال ثواب رہے گا۔

۲- علم نافع: خود علم پڑھا، تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا، تلامذہ کو عالم دین بنا دیا اور انہوں نے درس و تدریس کے سلسلہ کو مزید وسعت دی۔

۳- ولد صالح: اللہ تعالیٰ نے بیٹا عطا کیا، باپ نے اس کی خوب تربیت کی، وہ پکا نمازی بن گیا اور وہ ہر نماز کے بعد اپنے والدین کے لیے دعا خیر کرتا ہو۔

سوال نمبر 4: عن ابی سعید عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما یصیب المسلم من نصب ولا وصب ولا ھم ولا حزن ولا اذی ولا غم حتی الشوکۃ یشاکھا الا کفر اللہ بھا من خطایاہ۔

(الف) حدیث کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مریض کی عیادت کے وقت کونسے کلمات ارشاد فرماتے تھے؟

(ب) مسلمان کے مسلمان پر کتنے اور کون کون سے حق ہیں؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں: مسلمان کو جو تکلیف، بیماری، غم، اذیت اور رنج پہنچتا ہے حتیٰ کہ کانٹا بھی لگتا ہے مگر اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے خطائیں معاف کر دیتا ہے۔

عیادت کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات طیبات:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کسی بیمار کا علم ہوتا تو اس کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے، مریض پر اپنا دست اقدس پھیرتے اور یہ دعائیہ کلمات کہتے: اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِي

لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاءُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا۔ (اے لوگوں کے رب! بیماری دور کر دے، تو اسے شفاء عطا کر، صرف تو شفاء دینے والا ہے اور ایسی شفاء عطا کر جو بیماری کو دور کر دے)

(ب) مسلمان کے مسلمان پر چھ حقوق:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حقوق ہیں:

(۱) جب تم اس سے ملو تو اسے سلام کرو۔ (۲) جب وہ تمہیں دعوت دے تو قبول کرو۔ (۳) جب وہ تم سے معاونت کا طالب ہو تو اس سے تعاون کرو۔ (۴) جب وہ چھینکے تم الحمد للہ کہو۔ (۵) جب وہ بیمار پڑ جائے تو تم اس کی عیادت کرو۔ (۶) جب وہ فوت ہو جائے تو تم اس کی نماز جنازہ میں شمولیت کرو۔

﴿قسم ثانی ...... اصول حدیث﴾

سوال نمبر 5: درج ذیل اجزا کا جواب دیں۔

(الف) حدیث صحیح اور حدیث موضوع کی تعریف تحریر کریں؟

(ب) مدلس سے روایت لینے کے بارے میں علماء کے اختلافی اقوال بیان کریں؟

(ج) درج ذیل اصطلاحات کی تعریف کریں؟

(۱) حدیث، (۲) متن، (۳) مرسل، (۴) معنعن

جواب: (الف) حدیث صحیح اور حدیث موضوع کی تعریف:

حدیث صحیح: وہ ہے جس کے تمام راوی متصل، عادل، تام الضبط ہوں اور وہ حدیث غیر شاذ اور غیر معلل ہو۔

حدیث موضوع: جس حدیث کی سند میں کوئی راوی ہو جس سے وضع فی الحدیث ثابت ہو۔

(ب) مدلس سے روایت لینے میں علماء کے اختلافی اقوال:

مدلس: سند کے عیب کو چھپانا اور اس کے ظاہر کی تحسین کرنا۔

مدلس کی روایت کو قبول کرنے کے حوالے سے علماء کے مختلف اقوال ہیں جو حسب ذیل ہیں:

۱- مدلس کی روایت کو مطلقاً رد کر دیا جائے گا اگرچہ سماع کی وضاحت کرے، کیونکہ تدلیس ذاتی طور پر جرح ہے۔

۲- اس میں تفصیل ہے، یہی بات صحیح ہے۔

۳- اگر وہ سماعت کا ذکر واضح طور پر کرے تو اس کی حدیث کو قبول نہ کیا جائے یعنی وہ "سمعت" وغیرہ کہے تو اس کی حدیث قبول کی جائے۔

۴- اگر وہ صراحتاً سماعت کا ذکر نہ کرے تو اس کی حدیث کو قبول نہ کیا جائے یعنی اگر وہ "عن" وغیرہ کے ساتھ ذکر کرے تو اس کی حدیث قبول نہ کی جائے۔

(ج) اصطلاحات کی تعریف:

۱- حدیث: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول، فعل اور تقریر۔

۲- متن: جہاں جا کر سلسلہ سند ختم ہوتا ہے وہاں سے تا آخر اصل حدیث کو "متن" کہتے ہیں۔

۳- مرسل: جس حدیث کی سند کے آخیر سے راوی ساقط کر دیا جائے مثلاً تابعی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرے اور صحابی کو چھوڑ دے۔

۴- معنعن: وہ حدیث ہے جس میں راوی عن فلان عن فلان کہے۔

اس کی مثال سنن ابن ماجہ کی یہ روایت ہے:

حدثنا عثمان بن ابی شیبة حدثنا معاویة بن هشام حدثنا سفیان عن اسامة بن زید عن عثمان بن عروة عن عروة عن عائشة قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله وملائکته یصلون علی میامن الصفوف۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

الشهادة العالية السنة الأولى للطلاب الموافق سنة ۱۴۴۰ھ/2019ء

تیسرا پرچہ: اصول فقہ

الوقت المحدد: ثلث ساعات　　　　مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: کوئی سے تین سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: ان لایکون الاصل معدولا به عن القیاس کایجاب الطهارة بالقهقهة فی الصلوٰة ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں اور مذکورہ مثال کی اس طرح تشریح کریں کہ قیاس کی شرط بالکل واضح ہو جائے؟ ۷+۷=۱۴

(ب) قیاس کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ لکھیں اور اس کی وجودی شرائط میں سے کوئی ایک شرط مع مثال بیان کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

سوال نمبر 2: واما رکنه فما جعل علما علی حکم النص مما اشتمل علیه النص وجعل الفرع نظیرا له فی حکمه بوجوده فیه وهو الوصف الصالح المعدل ۔

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور رکن کا معنیٰ تحریر کریں؟ ۶+۷=۱۳

(ب) خط کشیدہ عبارت کی شرط لگانے کی وجہ بیان کریں، نیز وصف میں موافقت کے ساتھ عدالت کے ہونے یا نہ ہونے سے کیا فرق پڑتا ہے؟ وضاحت کریں۔ ۱۰+۱۰=۲۰

سوال نمبر 3: واما دفعه فنقول العلل نوعان طردیة و مؤثرة وعلی کل واحد من القسمین ضروب من الدفع ۔

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور علت طردیہ اور مؤثرہ میں سے ہر ایک کی تعریف کریں؟ ۵+۴+۴=۱۳

(ب) علت طردیہ کو دفع کرنے کی کتنی اور کون کون سی صورتیں ہیں؟ کوئی ایک مثال دے کر واضح کریں۔ ۲۰

سوال نمبر 4: واما اذا کانت العلة صالحة لم یکن الشرط فی حکم العلة ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں اور پھر مذکورہ ضابطہ کی مثال دے کر وضاحت کریں؟ ۶+۷=۱۳

(ب) علت اور سبب کی تعریف کر کے بتائیں کہ اگر علت اور سبب جمع ہو جائیں تو حکم کس کی طرف منسوب ہوگا؟ مثال سے واضح کریں۔ ۱۰+۱۰=۲۰

☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (برائے طلباء) سال اول 2019ء

تیسرا پرچہ: اصول فقہ

سوال نمبر 1: اَنْ لَّا یَکُوْنَ الْاَصْلُ مَعْدُ وَلَا بِہٖ عَنِ الْقِیَاسِ کَاِیْجَابِ الطَّھَارَۃِ بِالْقَھْقَھَۃِ فِی الصَّلٰوۃِ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں اور مذکورہ مثال کی اس طرح تشریح کریں کہ قیاس کی شرط بالکل واضح ہو جائے؟

(ب) قیاس کا لغوی واصطلاحی معنیٰ لکھیں اور اس کی وجودی شرائط میں سے کوئی ایک شرط مع مثال بیان کریں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب، اس کا ترجمہ اور مذکورہ مثال کی وضاحت:

نوٹ: اعراب اوپر عبارت پر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ عبارت درج ذیل ہے:

"یہ کہ اصل، قیاس سے معدول به عن القیاس نہ ہو مثلاً حالت نماز میں قہقہہ لگانے سے طہارت کا واجب ہونا ہے۔"

دوسری عدمی شرط یہ ہے کہ اصل (مقلیس علیہ) من کل وجہ خلاف قیاس نہ ہو اور اس کے معنیٰ بالکل غیر معقول نہ ہوں، کیونکہ جب اصل (مقلیس علیہ) خود ہی خلاف قیاس اور غیر معقول ہوگا، تو اس پر کسی دوسری چیز کو قیاس کرنا کیسے درست ہوگا۔ جس طرح صلوٰۃ کاملہ (رکوع وسجود والی نماز) میں قہقہہ لگا کر ہنسنے سے وضو کا ٹوٹنا خلاف قیاس حدیث سے ثابت ہے، وہ حدیث یہ ہے: "الا من ضحك منكم قهقهة فى الصلوٰة فليعد الوضوء والصلوٰة جميعاً" سنو! جو شخص تم میں سے نماز میں قہقہہ لگا کر ہنسا وہ وضو اور نماز دونوں کا اعادہ کرے۔ نماز کے دوران قہقہہ کا ناقض وضو ہونا خلاف قیاس ہے، کیونکہ وضو خروج نجاست سے ٹوٹتا ہے اور قہقہہ نجاست نہیں ہے۔ لہٰذا قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ نماز کے اندر قہقہہ ناقض وضو نہ ہو جیسا کہ نماز کے خارج میں قہقہہ ناقض وضو نہیں ہے لیکن حدیث کی وجہ سے صلوٰۃ کاملہ میں قہقہہ کو خلاف قیاس ناقض وضو قرار دیا گیا ہے اور جب صلوٰۃ کاملہ یعنی رکوع وسجدہ والی نماز میں قہقہہ خلاف قیاس ناقض وضو ہے، تو اس پر صلوٰۃ جنازہ اور سجدہ تلاوت کو قیاس نہیں کیا جائے گا، کیونکہ اصل قہقہہ کا ناقض

وضو ہونا صلوٰۃ کاملہ میں ثابت ہے اور صلوٰۃ جنازہ اور سجدہ تلاوت صلوٰۃ کاملہ نہیں ہیں۔ لہٰذا ان دونوں میں قہقہہ پایا جانا ناقض وضو نہیں ہوگا۔

(ب) قیاس کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ اور وجودی شرائط:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2015ء میں ملاحظہ کریں۔

سوال نمبر2: واما رکنه فما جعل علما علی حکم النص مما اشتمل علیه النص وجعل الفرع نظیر اله فی حکمه بوجوده فیه وهو الوصف الصالح المعدل ۔

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور رکن کا معنیٰ تحریر کریں؟

(ب) خط کشیدہ عبارت کی شرط لگانے کی وجہ بیان کریں، نیز وصف میں موافقت کے ساتھ عدالت کے ہونے یا نہ ہونے سے کیا فرق پڑتا ہے؟ وضاحت کریں۔

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

اور بہر حال قیاس کا رکن وہ شیء ہے جس کو حکم نص کی علامت قرار دیا گیا ہو، وہ علامت ان چیزوں میں سے ہو جن پر نص مشتمل ہو اور فرع کو اصل کی نظیر قرار دیا گیا ہو اصل کا حکم ثابت کرنے میں، کیونکہ فرع میں وہ شیء موجود ہے جس کو اصل کی علامت قرار دیا گیا ہے اور یہ وہ وصف ہے جو صالح معدل ہو۔

''رکن'' کا مفہوم:

لغت میں رکن شیء سے شیء کی جانب اقویٰ ہوتی ہے یعنی لغت میں شیء کی جانب اقویٰ رکن کہلاتی ہے۔ فقہاء اور اصولیوں کی اصطلاح میں رکن وہ ہوتا ہے جس کے بغیر شیء کا وجود ممکن نہ ہو خواہ وہ شیء کی تمام ماہیت ہو جیسے کھانے، پینے، جماع سے رکنا روزے کا رکن ہے۔ یہ رکن روزے کی تمام ماہیت ہے یعنی مذکورہ تین چیزوں سے رکنے کا نام روزہ ہے۔ خواہ وہ رکن شیء کی ماہیت کا جز ہو جیسے رکوع نماز کا رکن ہے اور یہ رکن نماز کی تمام ماہیت نہیں ہے بلکہ نماز کا ایک جز ہے۔

(ب) خط کشیدہ شرط کی وجہ اور وصف میں عدالت ہونا:

مصنف حسامی کہتے ہیں کہ وہ وصف جس کو حکم نص پر علامت قرار دیا گیا ہے، اس کے لیے دو باتیں ضروری ہیں: (۱) صالح ہو یعنی وہ وصف اس بات کی صلاحیت اور اہلیت رکھتا ہو کہ اس کی طرف حکم مضاف ہو سکے۔ (۲) معدل ہو یعنی اس وصف کی عدالت ثابت۔ ان دونوں باتوں کو اس لیے ضروری قرار دیا گیا ہے کہ وصف، شاہد کے مرتبہ میں ہے یعنی دعاوی میں جو حیثیت شاہد کی ہوتی ہے قیاس میں وہی حیثیت وصف کی ہوتی ہے۔ پس جس طرح شاہد کے لیے صالح (عاقل، بالغ، مسلمان، آزاد) ہونا ضروری ہے اور اس کے لیے وصف عدالت یعنی دیانت کا ثابت ہونا ضروری ہے، اسی طرح وصف مذکور کے لیے صلاحیت

اور عدالت کا ثابت ہونا ضروری ہے۔ البتہ دونوں باتوں میں یہ فرق ہے کہ پہلی بات یعنی وصف کا صالح ہونا عمل کے جواز کے لیے شرط ہے اور دوسری بات یعنی وصف کا معدل ہونا وجوب عمل کے لیے شرط ہے، یعنی وصف مذکور میں اگر صلاحیت اور اہلیت ظاہر ہوگئی اور عدالت ظاہر نہیں ہوئی تو اس قیاس پر عمل کرنا جائز ہوگا واجب نہ ہوگا۔ اگر صلاحیت کے ساتھ عدالت بھی ظاہر ہوگئی تو اس پر عمل کرنا واجب ہوگا جیسے گواہ میں صلاحیت اور اہلیت ظاہر ہو جائے اور عدالت نہ ہو تو اس گواہی پر عمل کرنا جائز ہے واجب نہیں ہوتا یعنی اس گواہ کی گواہی پر اگر قاضی فیصلہ کر دے تو بھی ٹھیک ہے اگر فیصلہ نہ کرے تو بھی ٹھیک ہے مگر اہلیت کے ساتھ عدالت بھی ظاہر ہو جائے تو اس گواہی پر عمل کرنا یعنی قاضی پر فیصلہ دینا واجب ہوگا۔

سوال نمبر 3: **واما دفعه فنقول العلل نوعان طردية و مؤثرة وعلى كل واحد من القسمين ضروب من الدفع .**

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور علت طردیہ اور مؤثرہ میں سے ہر ایک کی تعریف کریں؟

(ب) علت طردیہ کو دفع کرنے کی کتنی اور کون کون سی صورتیں ہیں؟ کوئی ایک مثال دے کر واضح کریں۔

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

اور بہر حال دفع قیاس تو ہم کہتے ہیں کہ علتوں کی دو اقسام ہیں: طردیہ اور مؤثرہ۔ دونوں قسموں میں سے ہر ایک پر چند طرح کے اعتراضات وارد ہوتے ہیں۔

علت طردیہ اور مؤثرہ کی تعریف و امثلہ:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2015ء میں ملاحظہ کریں۔

(ب) علت طردیہ کو دفع کرنے کی صورتیں:

علت طردیہ ایسا وصف ہے جس پر حکم کا دارومدار ہو۔ تاہم حکم کا دارومدار کس حیثیت سے ہو؟ اس میں اختلاف ہے۔ اہل اصول کے نزدیک وجوداً اور عدماً دونوں طرح حکم کا دارومدار اس وصف پر ہو یعنی اگر وصف موجود ہو تو حکم بھی موجود ہو، اگر وصف معدوم ہو تو حکم بھی معدوم ہو جبکہ بعض اصولیون کے نزدیک صرف وجود کا اعتبار ہے عدم کا اعتبار نہیں۔ یعنی وجود وصف سے وجود حکم ضروری ہے۔ البتہ عدم وصف سے عدم حکم ضروری نہیں ہے، بلکہ وجود حکم کسی اور علت کی وجہ سے بھی ممکن ہے۔

علت طردیہ کے دفاع کی چار صورتیں جو حسب ذیل ہیں:

۱- **القول بموجب العلت:** مدمقابل کی علت کو تسلیم کرتے ہوئے اسی دلیل سے استدلال کر کے ان کے ثابت شدہ حکم کے خلاف حکم ثابت کرنا جیسے شوافع کے ہاں صوم رمضان میں نیت کا تعین فرض ہے

جبکہ احناف کے ہاں صوم رمضان یا نذر معین کے روزے کے لیے تعیین نیت ضروری نہیں ہے۔

احناف، شوافع کی بیان کردہ علت کو تسلیم کرتے ہیں کہ فرائض بغیر تعیین کے جائز نہیں مگر اس علت سے شوافع کے ثابت کردہ حکم کو تسلیم نہیں کرتے، کیونکہ تعیین کی دو صورتیں ہیں:

i-تعیین شارع: جیسے صیام رمضان میں فرض کے لیے شارع کی جانب سے تعیین ہے۔

ii-تعیین عبد: صوم نذر کے لیے نیت کا تعین بندے کی طرف سے ہے۔

۲-الممانعت: اس کا لغوی معنیٰ ہے: روکنا، منع کرنا۔ اہل اصول کی اصطلاح میں اس سے مراد ہے مدمقابل کی دلیل کے تمام مقدمات یا بعض مقدمات پر اس طرح اعتراض کرنا کہ علت طردیہ کے قائل کا مجبور ہو کر علت مؤثرہ کو تسلیم کرنا پڑے۔

ممانعت کی چار اقسام ہیں:

(i) نفس وصف میں ممانعت۔ (ii) علت کے قابل ہونے پر ممانعت۔ (iii) علت سے ثابت شدہ نفس حکم میں ممانعت۔ (iv) وصف یا علت کے حکم کے ساتھ نسبت و تعلق میں ممانعت۔

۳-بیان فساد الوضع: فساد وضع یہ ہے کہ کوئی وصف اپنی ذات کے اعتبار سے کسی ثابت کردہ حکم سے انکاری ہو اور اس کی بجائے اس کے متضاد حکم کا تقاضا کرے یعنی نص یا اجماع امت سے اس وصف سے ایسا حکم ثابت کیا جائے جو مدمقابل کے ثابت کردہ حکم کے خلاف ہو، جس وجہ سے مدمقابل اس علت سے رجوع کرنے پر مجبور ہو جائے مثلاً شوافع اور احناف کا اس بات پر اتفاق ہے کہ غیر مسلم زوجین میں سے ایک کے مسلمان ہونے کی صورت میں ان کا نکاح ختم ہو جائے گا لیکن نکاح کے ختم ہونے کی علت میں اختلاف ہے۔ شوافع کے ہاں علت طردیہ ہے جبکہ احناف کے ہاں اس کی علت افساد الوضع ہے۔

۴-مناقضہ: مناقضہ یہ ہے کہ مدمقابل جس وصف کو کسی حکم کے لیے علت ثابت کر رہا ہو، یہ ثابت کر دیا جائے کہ اس علت کے پائے جانے کے باوجود حکم نہیں پایا گیا۔ اس کی مثال شوافع کے ہاں وضو اور تیمم دونوں وصف طہارت میں مشترک ہیں، اس لیے شرط نیت میں بھی مشترک ہوں گے۔ احناف کی طرف سے اس کا مناقضہ کیا جائے گا کہ نجس کپڑے کے دھونے یا جسم سے نجاست حقیقیہ کو دور کرنے کو بھی طہارت کہا جاتا ہے۔ یہ بھی ایسی طہارت ہے جو نماز کے لیے شرط ہے، حالانکہ اس میں نیت شرط نہیں یعنی اب علت پائے جانے کے باوجود حکم نہیں پایا جا رہا۔

سوال نمبر 4: وَاَمَّا اِذَا کَانَتِ الْعِلَّةُ صَالِحَةً لَمْ یَکُنِ الشَّرْطُ فِیْ حُکْمِ الْعِلَّةِ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں اور پھر مذکورہ ضابطہ کی مثال دے کر وضاحت کریں؟

(ب) علت اور سبب کی تعریف کر کے بتائیں کہ اگر علت اور سبب جمع ہو جائیں تو حکم کس کی طرف منسوب ہوگا؟ مثال سے واضح کریں۔

جواب: (الف) اعراب اور ترجمہ عبارت:

نوٹ: اعراب اوپر عبارت پر لگادیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

''اور جب علت صالح حکم ہو تو شرط علت کے حکم میں نہ ہوگی۔''

مذکورہ ضابطہ کی مثال سے وضاحت:

اگر علت اس بات کی صلاحیت رکھتی ہو کہ اس کی طرف حکم منسوب کیا جائے یعنی علت کی طرف حکم منسوب کیا جاسکتا ہو تو اس صورت میں شرط علت کے حکم میں نہ ہوگی اور حکم شرط کی طرف منسوب نہ ہوگا بلکہ علت کی طرف منسوب ہوگا مثلاً قاضی کی عدالت میں دو آدمیوں نے گواہی دی کہ خالد نے اپنی بیوی کی طلاق کو دخول دار پر معلق کیا ہے اور یوں کہا ہے: اِنْ دَخَلْتِ الدَّارَ فَاَنْتِ طَالِقٌ ۔ یہ دونوں گواہ یمین کے گواہ کہلائیں گے، کیونکہ تعلق یمین بغیر اللہ ہوتی ہے۔ پھر دو آدمیوں نے گواہی دی کہ شرط پائی گئی یعنی خالد کی بیوی گھر میں داخل ہوگئی، یہ دونوں گواہ شرط کے گواہ کہلائیں گے۔ پس قاضی نے طلاق واقع ہونے کا فیصلہ کر دیا اور شوہر پر مہر واجب کر دیا۔ شوہر کے مہر ادا کرنے کے بعد شہود شرط اور شہود یمین دونوں نے اپنی گواہی سے رجوع کر لیا تو مہر کا ضمان صرف شہود یمین پر واجب ہوگا، شہود شرط پر واجب نہ ہوگا، کیونکہ یمین وقوع طلاق اور لزوم مہر کی علت ہے اور یہ علت اس بات کی صلاحیت بھی رکھتی ہے کہ ضمان مہر کے حکم کو اس کی طرف منسوب کیا جائے۔ لہٰذا ضمان مہر کا حکم اس کی طرف منسوب ہوگا اور شرط کی طرف منسوب نہ ہوگا یعنی ضمان مہر شہود یمین پر واجب ہوگا اور شہود شرط پر واجب نہ ہوگا۔

(ب) علت اور سبب کی تعریف اور ان کے جمع کا حکم:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2015ء میں دیکھیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) پاکستان

الشهادة العالية السنة الأولى للطلاب الموافق سنة ۱۴۴۰ھ/2019ء

چوتھا پرچہ: فقہ

الوقت المحدد: ثلث ساعات مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: کوئی سے تین سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: ولا باس بان يجمع بين امرأة وبنت زوج كان لها من قبل لانه لا قرابة بينهما ولا رضاع وقال زفر لا يجوز.

(الف) اعراب لگا کر عبارت کا ترجمہ کریں، اور امام زفر کی دلیل اور اس کا جواب دیں؟ ۱۰+۸=۱۸

(ب) ایک شخص کے نکاح میں کون سی دو عورتیں جمع نہیں ہو سکتیں؟ صاحب ہدایہ نے اس بارے میں ایک ضابطہ ذکر کیا ہے آپ وہی ضابطہ بیان کریں نیز عند الاحناف زنا سے حرمت مصاہرت ثابت ہوتی ہے یا نہیں؟ مدلل بیان کریں؟ ۸+۸=۱۶

سوال نمبر 2: نكاح المتعة باطل وهو ان يقول لامرأة تمتع بك كذا مدة بكذا من المال وقال مالك هو جائز لانه كان مباحا فيبقى الى ان تظهر ناسخة قلنا ثبت النسخ باجماع الصحابة وابن عباس صح رجوعه الى قولهم فتقرر الاجماع

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور نکاح مؤقت کے بارے میں ائمہ کا موقف مدلل لکھیں؟ ۷+۱۰=۱۷

(ب) آزاد شخص کے لیے کتنی آزاد عورتوں اور لونڈیوں سے نکاح جائز ہے؟ اختلاف ائمہ مدلل بیان کریں؟ ۱۶

سوال نمبر 3: واذا زالت بكارتها بوثبة او حيضة او جراحة او تعنيس فهي في حكم الابكار لانها بكر حقيقة لان مصيبها اول مصيب لها ومنه الباكورة والبكرة ولانها تستحي لعدم الممارسة ولو زالت بكارتها بزناء فهي كذالك عند ابي حنيفة

(الف) عبارت کا ترجمہ کر کے بتائیں کہ پیغامِ نکاح کے وقت باکرہ بالغہ کے کن کن افعال سے اس کی اجازت سمجھی جائے گی؟ ۹+۸=۱۷

(ب) خط کشیدہ مسئلہ میں ائمہ کا اختلاف مع الدلائل سپرد قلم کریں؟ ۱۶

سوال نمبر 4: الطلاق على ضربين صريح و كناية فالصريح قوله انت طالق ومطلقة وطلقتك فهذا يقع به الطلاق الرجعي لان هذه الالفاظ تستعمل في الطلاق ولا

تستعمل فی غیرہ فکان صریحا و انہ یعقب الرجعۃ بالنص و لا یفتقر الی النیۃ

(الف) عبارت پر اعراب لگائیں اور اس میں موجود مسئلہ کی وضاحت کریں؟ ۸+۷=۱۵

(ب) طلاق حسن، احسن اور بدعی میں سے ہر ایک کی تعریف قلمبند کریں؟ ۶×۳=۱۸

☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (برائے طلباء) سال اول 2019ء

چوتھا پرچہ: فقہ (ہدایہ)

سوال نمبر 1: وَلَا بَأْسَ بِأَنْ يَّجْمَعَ بَيْنَ اِمْرَأَةٍ وَّبِنْتِ زَوْجٍ كَانَ لَهَا مِنْ قَبْلُ لِاَنَّهُ لَا قَرَابَةَ بَيْنَهُمَا وَلَا رِضَاعَ وَقَالَ زُفَرُ لَا يَجُوْزُ

(الف) اعراب لگا کر عبارت کا ترجمہ کریں، اور امام زفر کی دلیل اور اس کا جواب دیں؟

(ب) ایک شخص کے نکاح میں کون سی دو عورتیں جمع نہیں ہو سکتیں؟ صاحب ہدایہ نے اس بارے میں ایک ضابطہ ذکر کیا ہے آپ وہی ضابطہ بیان کریں نیز عند الاحناف زنا سے حرمت مصاہرت ثابت ہوتی ہے یا نہیں؟ مدلل بیان کریں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب اور ترجمہ:

نوٹ: اعراب اوپر عبارت پر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ عبارت حسب ذیل ہے:

"عورت اور اس کے پہلے شوہر کی بیٹی کو از راہ نکاح جمع کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ نہ تو ان میں قرابت ہے اور نہ ہی رضاعت۔ حضرت امام زفر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نا جائز ہے۔

حضرت امام زفر رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل اور اس کا جواب:

امام زفر رحمۃ اللہ علیہ اپنے مؤقف پر دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ اس صورت میں جمع جائز نہیں ہے، کیونکہ ابھی آپ نے یہ ضابطہ بیان کیا ہے کہ اگر ان میں سے ایک کو مذکر فرض کر لیا جائے تو نکاح جائز نہیں ہوگا، اور یہ ضابطہ یہاں فٹ آ رہا ہے، کیونکہ اگر ان میں بیٹی یعنی فرحہ کو بیٹا فرض کر لیا جائے تو چونکہ سہیل کی دوسری بیوی یعنی ناظمہ جواب جاوید کی بیوی ہے، یہ اس بیٹی کے باپ کی منکوحہ بنے گی اور باپ کی منکوحہ سے نکاح کرنا درست نہیں ہے۔ لہٰذا صورت مسئلہ میں ان کا جمع بھی جائز نہیں ہے۔

احناف رحمہم اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام زفر رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل کا جواب یہ ہے کہ محترم ہمارے ضابطہ کو آپ نے غور سے با ضابطہ پڑھا بھی ہے یا نہیں، ایسا لگتا ہے کہ سرسری طور پر دیکھ لیا ہے۔

اس لیے کہ اگر آپ بغور اسے پڑھتے تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی کہ ضابطہ میں مذکر فرض کرنے سے مراد یہ ہے کہ دونوں کو علیحدہ علیحدہ مذکر فرض کرنے کی صورت میں ایک دوسرے سے ان کا نکاح درست نہ ہو اور یہاں بیٹی کو مذکر فرض کرنے کی صورت میں اگرچہ عورت کے منکوحۃ الاب ہونے کی وجہ سے ان کا آپس میں نکاح درست نہیں ہے، لیکن اگر عورت کو مذکر فرض کرلیا جائے تو اس صورت میں بیٹی چونکہ اجنبی لڑکی رہ جائے گی، اور اجنبیہ عورت سے نکاح کرنا بلاشبہ جائز اور درست ہے۔ الحاصل شرط کا تقاضا یہ ہے کہ جانبین سے نکاح کا عدم جواز ثابت ہو اور یہاں صرف ایک ہی طرف سے ثابت ہے، اس لیے صورت مسئلہ میں نکاح درست اور جائز ہے، اس لیے کہ یہ بھی ایک ضابطہ ہے: اذا فات الشرط فات المشروط۔

(ب) دو عورتوں کو نکاح میں جمع کرنے کے حوالہ سے ایک ضابطہ:

حضرت امام قدوری رحمۃ اللہ علیہ جمع بین الامرأتین کی حلت و حرمت کو جانچنے اور پرکھنے کے لیے ایک کلی ضابطہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہماری بیان کردہ تفصیلات میں یا ان کے علاوہ جہاں بھی جمع بین المرأتین کا معاملہ سامنے آئے وہاں یہ دیکھا جائے کہ جن دو عورتوں کو جمع کیا گیا ہے اگر ان میں سے ایک کو مرد اور مذکر فرض کرلیا جائے تو ان کے مابین نکاح درست ہے یا نہیں؟ اگر ان کے مابین نکاح درست ہوتا ہے تو ان کے درمیان جمع کرنا بھی درست ہوگا، مثلاً عورت کو اور اس کی چچی زاد بہن کو جمع کرکے نکاح کرنا کہ اگر ان میں سے کسی کو مذکر فرض کرلیا جائے تو ظاہر ہے، وہ چچازاد بھائی بہن ہوں گے اور شرعاً ان کا نکاح درست ہے اور ان کے مابین جمع فی النکاح بھی درست ہوگا۔

زنا سے حرمت مصاہرت کا مسئلہ:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2017ء میں ملاحظہ کریں۔

سوال نمبر 2: **نكاح المتعة باطل وهو ان يقول لامرأة تمتع بك كذا مدة بكذا من المال وقال مالك هو جائز لانه كان مباحا فيبقى الى ان تظهر ناسخة قلنا ثبت النسخ باجماع الصحابة وابن عباس صح رجوعه الى قولهم فتقرر الاجماع**

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور نکاح مؤقت کے بارے ائمہ کا موقف مدلل لکھیں۔

(ب) آزاد شخص کے لیے کتنی آزاد عورتوں اور لونڈیوں سے نکاح جائز ہے؟ اختلاف ائمہ مدلل بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

اور نکاح متعہ باطل ہے، اور وہ یہ ہے کہ کوئی مرد کسی عورت سے کہے کہ میں اتنا مال دے کر اتنی مدت

تک تم سے نفع اٹھاؤں گا، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ متعہ جائز ہے، اس لیے کہ (ابتدائے اسلام میں) وہ مباح تھا۔لہٰذا اس وقت تک باقی رہے گا جب تک کہ اس کا ناسخ نہ ظاہر ہو جائے، ہم کہتے ہیں کہ اجماع صحابہ سے نسخ ثابت ہو چکا ہے، اور وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا حضرات صحابہ کے قول کی طرف رجوع کرنا صحیح ہے۔لہٰذا اجماع درست ہے۔

نکاح مؤقت کے بارے میں مذاہب آئمہ:

• نکاح متعہ یہ ہے کہ مرد عورت سے کہے کہ میں اتنے مال کے عوض اتنے دنوں تک تم سے نفع حاصل کروں گا۔

نکاح مؤقت: یہ ہے کہ انسان عورت سے یوں کہے: اتزوجك بشهادة شاهدين عشرة ايام یعنی میں دو گواہوں کی موجودگی میں دس دن تک تجھ سے نکاح کرتا ہوں۔

نکاح متعہ کی طرح نکاح مؤقت بھی باطل ہے۔دونوں کے مابین فرق یہ ہے کہ نکاح مؤقت میں لفظ نکاح یا لفظ تزویج ہوتا ہے جبکہ متعہ تمتع اور استمتاع سے ہی منعقد ہو جاتا ہے۔دوسرا فرق یہ ہے کہ نکاح مؤقت میں شہادت شاہدین شرط ہے جبکہ نکاح متعہ شہادت شاہدین کے بغیر بھی منعقد ہو جاتا ہے۔

اس پر آئمہ فقہ کا اتفاق ہے کہ نکاح متعہ کی طرح نکاح مؤقت بھی باطل محض ہے، حضرت امام زفر رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں یہ جائز ہے، ان کی دلیل یہ ہے کہ نکاح مؤقت صحیح اور لازم ہے، کیونکہ نکاح مؤقت کی طرح یہ بھی نکاح ہے، اس میں صرف تاقیت کی شرط عائد کی گئی ہے، جس طرح نکاح غیر مؤقت شرط فاسد سے باطل نہیں ہوتا ہے، اسی طرح نکاح مؤقت بھی شرط فاسد ہے۔مثلاً شرط تاقیت سے باطل نہیں ہوگا، کیونکہ نکاح کے بارے میں ضابطہ یہ ہے: النكاح لايبطل بالشروط الفاسدة۔

اس بارے میں جمہور آئمہ کی دلیل یہ ہے کہ نکاح مؤقت چونکہ نکاح یا تزویج کے لفظ سے منعقد ہوتا ہے، اس لیے اس میں متعہ کے معنیٰ موجود ہیں، کیونکہ متعہ کے معنیٰ بھی تمتع اور استمتاع کے ہیں اور نکاح کے معنیٰ بھی تمتع اور استمتاع کے ہیں۔چنانچہ آغاز کتاب میں ہم بیان کر آئے ہیں کہ اصطلاح شرع میں نکاح کی تعریف یہ ہے: حل استمتاع الرجل من امرأة يمنع من نكاحها مانع شرعي۔لہٰذا جب معناً نکاح مؤقت اور متعہ دونوں متحد ہیں، تو دونوں کا حکم عدم جواز کا ہوگا۔نکاح متعہ چونکہ حرام اور ناجائز ہے، اس لیے نکاح مؤقت بھی حرام اور باطل و ناجائز ہوگا، کیونکہ دیگر عقود کی طرح یہ بھی عقد ہیں اور عقود کے بارے میں ضابطہ یہ ہے: العبرة في العقود للمعاني لا للمباني یعنی عقود میں معانی معتبر ہیں، الفاظ کا یہاں کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔

(ب) آزاد شخص کا کتنی آزاد اور کنیزوں سے نکاح روا:

صورت مسئلہ یہ ہے کہ احناف کے ہاں ایک آزاد مرد کے لیے بیک وقت چار عورتوں کو اپنے نکاح میں

رکھنے کی اجازت ہے، خواہ وہ سب آزاد ہوں یا سب باندی ہوں یا پہلے دو باندیوں سے نکاح کرنے پھر دو آزاد سے، بہر حال اس کے لیے چار عورتوں کو اپنے نکاح میں رکھنے کی اجازت ہے۔ البتہ چار سے زائد عورتوں کو بیک وقت نکاح میں رکھنا جائز نہیں ہے۔ دلیل یہ ارشاد ربانی ہے: فَانْكِحُوْا مَاطَابَ لَكُمْ الخ سے چار عورتوں سے نکاح کرنے کی اجازت دے دی گئی ہے، اس لیے واحد میں چار عورتوں کو نکاح میں رکھنا درست ہے، چونکہ آیت میں لفظ رباع سے چار کے عدد کی صراحت کر دی گئی ہے، اس لیے بیک وقت چار عورتوں سے زائد نکاح میں رکھنا درست نہیں ہوگا، کیونکہ عدد کی صراحت اس پر زیادتی سے مانع ہوتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے بھی بیک وقت چار سے زائد عورتوں کو نکاح میں رکھنے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ غیلان بن سلمہ ثقفی نے زمانہ جاہلیت میں دس عورتوں کو اپنی زوجیت میں لے رکھا تھا، لیکن اسلام لانے کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ان دس میں سے صرف چار عورتوں کو منتخب کرنے کی اجازت دی اور بقیہ کو نکاح سے خارج کرا دیا۔

سوال نمبر 3: واذا زالت بكارتها بوثبة او حيضة او جراحة او تعنيس فهي في حكم الابكار لانها بكر حقيقة لان مصيبها اول مصيب لها ومنه الباكورة والبكرة ولانها تستحيي لعدم الممارسة ولو زالت بكارتها بزناء فهي كذالك عند ابي حنيفة

(الف) عبارت کا ترجمہ کر کے بتائیں کہ پیغامِ نکاح کے وقت باکرہ بالغہ کے کن کن افعال سے اس کی اجازت سمجھی جائے گی؟

(ب) خط کشیدہ مسئلہ میں ائمہ کا اختلاف مع الدلائل سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

اور جب کودنے سے یا حیض سے یا زخم آنے سے یا طوالت عمر کی وجہ سے کسی باکرہ کی بکارت زائل ہو گئی، تو وہ باکرہ کے حکم میں ہے، کیونکہ وہ حقیقتاً باکرہ ہے، اس لیے اسے پہنچنے والا اول مصیب ہوگا، اور باکورہ اور بکرہ اسی سے مشتق ہیں اور اس وجہ سے بھی کہ عدم اختلاط کی بنا پر وہ شرم کرے گی۔ اگر زنا سے کسی باکرہ کی بکارت زائل ہو جائے تو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں وہ بھی اسی حکم میں ہے۔

باکرہ عورت کی اجازت نکاح:

صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی باکرہ کے ولی نے اس سے نکاح کی اجازت طلب کی اور باکرہ اس کی بات سن کر خاموش ہو گئی یا ہنسنے لگی یا مسکرانے لگی تو ان دونوں صورتوں میں اس کا عمل اس کی رضامندی پر

دلیل ہوگا اور اس کی روشنی میں ولی کو اس کا نکاح کرنے کی اجازت ہوگی۔ اس لیے کہ خود حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باکرہ کی خاموشی کو اس کی اجازت اور رضامندی قرار دیا ہے۔ عقلاً بھی یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ سکوت میں رضامندی کا پہلو غالب ہے، اس لیے کہ عورتیں شرم وحیاء کا پیکر ہوتی ہیں اور صراحتاً رضامندی سے شرم کرتی ہیں۔ لہٰذا سکوت کو رضامندی مانیں گے، اور ضحک کو بھی رضامندی مانیں گے اور وہ اس طرح کہ ضحک سکوت سے بھی زیادہ رضامندی پر دلالت کرتا ہے، کیونکہ سکوت میں غور وفکر کا بھی پہلو نکل سکتا ہے مگر ضحک اور تبسم تو سنی ہوئی بات سے مست ہونے کے بعد ہوتا ہے۔

(ب) خط کشیدہ مسئلہ میں مذاہب آئمہ:

زنا کی وجہ سے کسی عورت کی بکارت زائل ہو جائے تو اس کا کیا حکم ہوگا؟ اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وہ باکرہ کے حکم میں ہوگی، آپ کی دلیل یہ ہے کہ لوگ اسے باکرہ تصور کرتے ہیں، اس لیے بھی کہ نطق سے اسے معیوب سمجھیں گے۔ لہٰذا وہ نطق سے باز رہے گی اور اس کے سکوت پر اعتبار کر لیا جائے گا تاکہ اس کے مصالح فوت نہ ہوں۔ تاہم اس سے وطی بالشبہ کی گئی ہو یا نکاح فاسد سے وطی کی گئی، اس لیے کہ شریعت نے اس کو ظاہر کر دیا۔ چنانچہ اس وطی کی وجہ سے شریعت نے احکام متعلق کیے ہیں۔ جہاں تک زنا کا تعلق ہے، تو اسے چھپانا مستحب ہے۔ یہاں تک کہ اگر اس کا حال مشہور ہو جائے تو اس کے سکوت پر اکتفاء نہیں کیا جائے گا۔

حضرت امام شافعی اور صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ اس کے سکوت پر اکتفاء نہیں کیا جائے گا، کیونکہ در حقیقت وہ ثیبہ ہے، کیونکہ اس کا مصیب، مصیب ثانی ہوگا۔

سوال نمبر 4: اَلطَّلَاقُ عَلٰی ضَرْبَیْنِ صَرِیْحٌ وَکِنَایَۃٌ فَالصَّرِیْحُ قَوْلُہٗ اَنْتِ طَالِقٌ وَمُطَلَّقَۃٌ وَطَلَّقْتُکِ فَھٰذَا یَقَعُ بِہِ الطَّلَاقُ الرَّجْعِیُّ لِاَنَّ ھٰذِہِ الْاَلْفَاظَ تُسْتَعْمَلُ فِی الطَّلَاقِ وَلَا تُسْتَعْمَلُ فِیْ غَیْرِہٖ فَکَانَ صَرِیْحًا وَاَنَّہٗ یُعْقِبُ الرَّجْعَۃَ بِالنَّصِّ وَلَا یَفْتَقِرُ اِلَی النِّیَّۃِ

(الف) عبارت پر اعراب لگائیں اور اس میں موجود مسئلہ کی وضاحت کریں؟

(ب) طلاق حسن، احسن اور بدعی میں سے ہر ایک کی تعریف قلمبند کریں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب اور مسئلہ کی وضاحت:

نوٹ: اعراب اوپر عبارت پر لگا دیے گئے ہیں جبکہ مسئلہ کی وضاحت حسب ذیل ہے:

طلاق کی دو قسمیں ہیں: (۱) طلاق صریح، (۲) طلاق کنایہ۔ اس عبارت میں طلاق صریح کے الفاظ اور اس کا حکم بیان کیا گیا ہے۔ طلاق صریح وہ ہے جس کے عائد کرنے کے لیے شوہر الفاظ صریحہ استعمال کرے مثلاً وہ اپنی زوجہ سے کہے: اَنْتِ طَالِقٌ، اَنْتِ مُطَلَّقَۃٌ، طَلَّقْتُکِ۔ ان الفاظ سے بیوی کو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی، اس میں نیت کی بھی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ ان الفاظ کا استعمال ہی صراحتاً ہوتا ہے

جس میں نیت اور قرینہ کی ضرورت نہیں ہے۔ تاہم ان الفاظ کے علاوہ شوہر نے غیر صالح الفاظ کہے تو نیت کے بغیر طلاق واقع نہیں ہوگی مثلاً اس نے اپنی زوجہ سے مخاطب ہو کر کہا: أَنْتِ مُطْلَقَةٌ، تو اس صورت میں نیت طلاق ضروری ہے اور نیت کے بغیر طلاق واقع نہیں ہوگی۔

(ب) طلاق حسن، طلاق احسن اور طلاق بدعی کی تعریف:

طلاق کی تین اقسام ہیں: (۱) احسن، (۲) حسن، (۳) بدعی۔ ان میں سے ہر ایک کی تعریف حسب ذیل ہے:

۱- طلاق احسن: وہ یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو حیض بند ہونے کے بعد آئندہ طہر میں جماع کرنے سے قبل ایک طلاق رجعی دے، تا کہ رجوع کرنے کی صورت میں اسے کوئی دقت و پریشانی نہ ہو۔ صحابہ کرام، تابعین اور فقہاء کرام نے اس طریقہ کو اپنایا، یہ طریقہ بہتر ہونے کی وجہ سے اس طلاق کو "طلاق احسن" کہا جاتا ہے۔ اس کو احسن کہنے کی ایک عقلی دلیل یہ بھی ہے کہ اس طلاق میں دوران عدت رجوع کی گنجائش رہتی ہے اور انقضائے عدت کے بعد بھی بدون حلالہ نکاح ثانی کی اجازت ہوتی ہے۔

۲- طلاق حسن: یہ ایسی طلاق ہے جو طلاق سنت بھی کہلاتی ہے، یہاں مسنون امر مراد نہیں ہے جس کے کرنے پر ثواب ملتا ہے بلکہ سنت سے مراد مباح و جواز کے معنیٰ میں ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ شوہر اپنی زوجہ کو تین متفرق طہر میں تین طلاقیں دے۔ اس پر دلیل حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا واقعہ ہے کہ جب انہوں نے حالت حیض میں اپنی بیوی کو طلاق دے دی، اس بارے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا تو آپ نے فرمایا: قد اخطأت السنة یعنی "اے ابن عمر! تم نے سنت طریقہ کی خلاف ورزی کی ہے، یاد رکھو! سنت طریقہ یہ ہے کہ طہر کا انتظار کرو اور ہر طہر میں بیوی کو ایک طلاق دو۔"

۳- طلاق بدعی: یہ وہ طلاق ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو ایک کلمہ سے تین طلاقیں یا ایک ہی طہر میں تین طلاقیں دے۔ اس کو بدعی کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس طرح طلاق دینا سنت طریقہ کے خلاف یا ہمارے عام رواج کے خلاف ہے۔ یہ طلاق بھی واقع ہو جاتی ہے خواہ شوہر گناہگار ہوگا اور بیوی اس پر حرام قرار پائے گی۔ اسی طرح حیض کے ایام میں بیوی کو طلاق دینا اور اس کی عدت کو دراز کرنا بھی گناہ ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

الشهادة العالية السنة الأولى للطلاب الموافق سنة ۱۴۴۰ھ/2019ء

پانچواں پرچہ: عربی ادب وبلاغت

الوقت المحدد: ثلث ساعات　　　مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: قسم اول کے دونوں سوال جبکہ قسم ثانی سے کوئی دو سوال حل کریں۔

﴿قسم اوّل......عربی ادب﴾

سوال نمبر 1: درج ذیل میں سے کسی پانچ اجزاء کا ترجمہ کریں؟ ۵×۸=۴۰

(ا) وبالله اعتضد فيما اعتمد واعتصم مما يصم واسترشد الى مايرشد فما لمفزع الا اليه ولا الاستعانة الابه ولا التوفيق الامنه

(ب) ثم بالتوسل بمحمد سيد البشر والشفيع المشفع فى المحشر الذى ختمت به النبيين واعليت درجته فى عليين

(ج) وهو يطبع الاسجاع بجواهر لفظه ويقرع الاسماع بزواجر وعظه وقد احاطت به اخلاط الزمر احاطة الحالة بالقمر والاكمام بالثمر

(د) هلا انتهجت محجة اهتدائك وعجلت معالجة دائك وفللت شباة اعتدائك وقدعت نفسك فهى اكبر اعدائك

(ھ) تأمر بالعرف وتنتهك حماه وتحمى عن النكر ولاتتحاماه وتزحزح عن الظلم ثم تغشاه وتخشى الناس والله احق ان تخشاه

(و) لكنت به اجلو اهمومى واجتلى زمانى طلق الوجه ملتمع الضيا ارى قربه قربى ومغناه غنية و رؤيته ريا ومحياه لى حيا

(ز) ان خلاصة الجوهر تظهر بالسبك ويد الحق تصدع رداء الشك وقد قيل غبر من الزمان عند الامتحان يكرم الرجل او يهان

سوال نمبر 2: درج ذیل میں سے کسی پانچ الفاظ کے معانی تحریر کریں؟ ۵×۲=۱۰

(الف) در، (ب) قدامة، (ج) العجماوات، (د) المفزع، (ھ) طوائح، (و) اقبال، (ز) شنب

﴿قسم ثانی......بلاغت﴾

سوال نمبر 3: فالفصاحة فى المفرد خلوصه اى خلوص المفرد من تنافر الحروف

والغرابة ومخالفة القياس اللغوى اى المستنبط من استقراء اللغة وتفسير الفصاحة بالخلوص لايخلو عن تسامح۔

(الف) عبارت پر اعراب لگائیں نیز فصاحت کو بلاغت پر مقدم کرنے کی وجہ بیان کریں؟ ۷+۸=۱۵

(ب) تنافر حروف کی تعریف کر کے مثال دیں اور تنافر کے بارے میں مصنف نے جو ضابطہ بیان کیا ہے وہ تحریر کریں؟ ۵+۵=۱۰

سوال نمبر 4: وقد ينزل المخاطب العالم بهما اى بفائدة الخبر ولازمها منزلة الجاهل فيلقى اليه الخبر وان كان عالما بالفائدتين لعدم جريه على موجب العلم۔

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں، نیز فائدۃ الخبر اور لازم فائدۃ الخبر کی تعریف قلمبند کریں؟ ۵+۱۰=۱۵

(ب) مخاطب کے لحاظ سے خبر لانے کی کتنی اور کون سی صورتیں ہیں؟ ۱۰

سوال نمبر 5: واقسامه اى اقسام المجاز العقلى باعتبار حقيقة الطرفين ومجازيتهما اربعة۔

(الف) ترجمہ کر کے مذکورہ چاروں قسموں کی مثالیں دے کر وضاحت کریں؟ ۱۵

(ب) اسناد حقیقی عقلی اور مجاز عقلی کی تعریف کر کے ہر ایک کی مثال دیں؟ ۵+۵=۱۰

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (برائے طلباء) سال اول 2019ء

پانچواں پرچہ: عربی ادب و بلاغت

﴿قسم اوّل......عربی ادب﴾

سوال نمبر 1: درج ذیل اجزاء کا ترجمہ کریں؟

(ا) وبالله اعتضد فيما اعتمد واعتصم مما يصم واسترشد الى مايرشد فما لمفزع الا اليه ولا الاستعانة الابه ولا التوفيق الامنه

(ب) ثم بالتوسل بمحمد سيد البشر والشفيع المشفع فى المحشر الذى ختمت به النبيين واعليت درجته فى عليين

(ج) وهو يطبع الاسجاع بجواهر لفظه ويقرع الاسماع بزواجر وعظه وقد احاطت به اخلاط الزمر احاطة الحالة بالقمر والاكمام بالثمر

(د) هلا انتهجت محجة اهتدائك وعجلت معالجة دائك وفللت شباة اعتدائك

وقدعت نفسك فهي اكبر اعدائك

(ه) تـأمر بالعرف وتنتهك حماه وتحمي عن النكر ولاتتحاماه وتزحزح عن الظلم ثم تغشاه وتخشى الناس والله احق ان تخشاه

(و) فكنت به اجلو اهمومي واجتلي زماني طلق الوجه ملتمع الضيا ارى قربه قربى ومغناه غنية و رؤيته ريا ومحياه لي حيا

(ز) ان خلاصة الجوهر تظهر بالسبك ويد الحق تصدع رداء الشك وقد قيل غبر من الزمان عند الامتحان يكرم الرجل او يهان

جواب: ترجمہ اجزاء:

(ا) خدا کی قسم! جس معاملہ میں، میں اعتماد کرتا ہوں مدد طلب کرتا ہوں، جس بارے میں وہ خاموش ہے میں دامن مضبوطی سے پکڑتا ہوں، میں راہنمائی حاصل کرتا ہوں اس سے جو حقیقی راہنمائی کرتا ہے، پریشانی میں صرف اسے پکارا جاتا ہے۔ استعانت صرف اس کے ہاتھ میں ہے اور توفیق صرف اس کے پاس ہے۔

(ب) پھر انسانوں کے سردار، قیامت کے دن کے شافع و مشفع حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے میں توسل کرتا ہوں، کیونکہ آپ ہی وہ ہستی ہیں جن پر نبوت کا سلسلہ اختتام پذیر ہوا اور آپ کو جنت میں اعلیٰ منصب پر فائز کیا گیا۔

(ج) اور وہ اپنے الفاظ کے موتیوں سے کلام کو مزین اور اپنے مدلل وعظ سے کانوں کو زجر و توبیخ سے کھنکھنا رہا ہے۔ مختلف لوگ اسے اس طرح گھیرے ہوئے ہیں جس طرح ہالہ چاند کو یا جھلی شگوفہ کو گھیرے ہوتی ہے۔

(د) کیا تیری قوم تیرے ساتھ مہربانی سے پیش آئے گی، تو اپنے ہدایت کے رستہ کو کیوں نہیں اختیار کرتا، تو اپنے مرض کے علاج میں کس لیے جلدی نہیں کرتا، اور اپنے ظلم کی تیزی کو کس لیے ہلکا نہیں کرتا اور تو اپنے نفس سے کیوں نہیں رکتا، کیونکہ وہ تیرا بڑا دشمن ہے۔

(ہ) تو دوسروں کو نیکی کا حکم دیتا ہے مگر بھائی بندوں کے ساتھ تجھے ہنسی مذاق کرنا زیادہ پسند ہے اور ان کی معزز جگہ کو بے آبرو کرتا ہے۔ تو دوسروں کو برائی سے روکتا ہے مگر خود اس سے نہیں رکتا، دوسروں کو ظلم نہ کرنے کی نصیحت کرتا ہے تو خود اس کا ارتکاب کرتا ہے، تو لوگوں سے ڈرتا ہے جبکہ ذات باری تعالیٰ سے ڈرنا تیرے لیے زیادہ بہتر تھا۔

(و) پس اس کی وجہ سے اپنے غموں کو دور کرتا اور اپنے زمانہ کو خندہ و روشن پاتا تھا۔ میں وہاں رہنے کو قرابت اور اس کے گھر کو بے پرواہ کرنے والا تھا۔ اس کے دیدار کو سیرابی اور اس کی حیات کو عام بارش

خیال کرتا تھا۔

(ز) بیشک سونے کی عمدگی پگھلانے سے ضرور ظاہر ہو جاتی ہے، حق بات شک کی چادر کو یقیناً پھاڑ ڈالتی ہے۔ایک پرانا مقولہ ہے کہ آزمائش کے وقت انسان سرخ ہو جاتا ہے یا ذلیل وخوار۔

سوال نمبر 2: درج ذیل الفاظ کے معانی تحریر کریں؟

(الف) در، (ب) قدامة، (ج) العجماوات، (د) المفزع، (ھ) طوالح، (و) اقیال، (ز) شنب

جواب: الفاظ کے معانی:

(الف) موتی، (ب) پرانا، (ج) گونگی عورتیں، (د) پریشانی میں پکارنا، (ھ) حادثات، (و) شاہان، (ز) چمک۔

﴿قسم ثانی ...... بلاغت﴾

سوال نمبر 3: فَالْفَصَاحَةُ فِي الْمُفْرَدِ خُلُوْصُهُ اَیْ خُلُوْصُ الْمُفْرَدِ مِنْ تَنَافُرِ الْحُرُوْفِ وَالْغَرَابَةِ وَمُخَالَفَةِ الْقِيَاسِ اللُّغَوِيِّ اَیِ الْمُسْتَنْبَطِ مِنِ اسْتِقْرَاءِ اللُّغَةِ وَتَفْسِيْرُ الْفَصَاحَةِ بِالْخُلُوْصِ لَا يَخْلُوْ عَنْ تَسَامُحٍ ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگائیں نیز فصاحت کو بلاغت پر مقدم کرنے کی وجہ بیان کریں؟

(ب) تنافر حروف کی تعریف کر کے مثال دیں اور تنافر کے بارے مصنف نے جو ضابطہ بیان کیا ہے وہ تحریر کریں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب اور فصاحت کو بلاغت پر مقدم کرنے کی وجہ:

نوٹ: اعراب اوپر عبارت میں لگا دیے گئے ہیں جبکہ فصاحت کو بلاغت پر تقدیم کی وجہ حسب ذیل ہے:
فصاحت کلمہ، کلام اور متکلم کی صفت بنتی ہے جبکہ بلاغت کلام اور متکلم کی صفت بنتی ہے۔اس طرح فصاحت کے جامع اور افضل ہونے کی وجہ سے اسے بلاغت سے مقدم کیا گیا ہے۔علاوہ ازیں فصاحت کے فوائد ومنافع بنسبت بلاغت کے کثیر ہیں، جس کی وجہ سے اس کی تقدیم ضروری تھی۔

(ب) تنافر حروف کی تعریف ومثال:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2016ء میں ملاحظہ کریں۔

سوال نمبر 4: وقد ينزل المخاطب العالم بهما ای بفائدة الخبر ولازمها منزلة الجاهل فيلقى اليه الخبر وان كان عالما بالفائدتين لعدم جريه على موجب العلم ۔

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں، نیز فائدۃ الخبر اور لازم فائدۃ الخبر کی تعریف قلمبند کریں؟

(ب) مخاطب کے لحاظ سے خبر لانے کی کتنی اور کون سی صورتیں ہیں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

اور کبھی فائدۃ الخبر اور لازم فائدۃ الخبر کے عالم کو جاہل کے قائمقام قرار دے کر اسے خبر دی جاتی ہے، خواہ وہ فوائد کو جاننے والا ہو لیکن وہ بتانے کی اہلیت نہ رکھتا ہو۔

فائدۃ الخبر اور لازم فائدۃ الخبر کی تعریف:

مخبر کا مقصود اگر حکم کا فائدہ پہنچانا ہو، تو اس کو افادۃ الحکم اور فائدۃ الخبر کہا جاتا ہے۔ اگر مخبر کا مقصود عالم بالحکم کو بتلانا ہو، تو اس کو لازم فائدۃ الخبر کہتے ہیں، کیونکہ یہ دونوں کو شامل ہوتا ہے فائدۃ الخبر اور عالم بالحکم کو بھی جبکہ فائدۃ الخبر کے لیے لازم فائدۃ الخبر ضروری نہیں ہے، کیونکہ اس بات کا امکان ہے کہ مخاطب کو پیشگی حکم کی خبر معلوم ہو مثلاً ایک شخص دوسرے سے کہتا ہے: جس نے قرآن یاد کرلیا ہو: قد حفظت القرآن جبکہ مخاطب کو حفظ قرآن کا پہلے سے علم ہو۔

(ب) مخاطب کے لحاظ سے خبر لانے کی صورتیں:

اگر مخبر اپنی خبر سے کسی کو حکم کا فائدہ پہنچانا چاہتا ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے کلام کو بقدرے ضرورت معیاری بنانے کی کوشش کرے اور لغو و مہمل سے احتراز کرے۔ اس طرح مخاطب کی تین صورتیں ہوسکتی ہیں:

(i) مخاطب خالی الذہن ہو ایجاب حکم سے یا سلب حکم سے یا اس کو تردد ہو ایقاع نسبت یا انتزاع نسبت کا، تو متکلم کلام کو تاکیدات سے خالی رکھے۔

(ii) اگر مخاطب متردد ہے وقوع نسبت یا لا وقوع نسبت میں تو پھر کلام کو مؤکد کرنا مستحسن ہے تاکہ تردد ختم ہو جائے اور حکم اس کے ذہن میں بیٹھ جائے مگر دلائل اعجاز میں ان کے خلاف لکھا ہے، وہ اس طرح کہ اگر مخاطب متردد ہے تو کلام کو تاکید سے خالی کرنا ضروری ہے۔ اگر ظن میں مبتلا ہو، تو تاکید مستحسن ہے۔

(iii) اگر مخاطب منکر ہو تو پھر کلام کو تاکید کے ساتھ مؤکد کرنا درست ہے قدرے انکار۔ انکار میں قوت وضعف کا اعتبار ہوگا مگر عدد کا نہیں۔ مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے دو قاصد یحییٰ اور یولش اہل انطاکیہ کی طرف پیغام حق دے کر روانہ کیے، تو اہل انطاکیہ نے انکار کردیا۔ قاصدوں نے کہا: اِنَّـآ اِلَيۡكُمۡ لَمُرۡسَلُوۡنَ یعنی ہم تمہارے پاس حق لے کر آئے ہیں مگر وہ لوگ نہ مانے۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے شمعون کو اہل انطاکیہ کی طرف پیغام حق دے کر بھیجا۔ انہوں نے پھر انکار کردیا اور یوں گویا ہوئے: مَآ اَنۡتُمۡ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُنَا الخ تو انہوں نے تین تاکیدوں کا انکار کیا، پھر قاصدوں نے بھی اپنا کلام تاکید سے مؤکد کرتے ہوئے کہا: اِنَّآ اِلَيۡكُمۡ لَمُرۡسَلُوۡنَ۔ الحاصل انکار کے قدرے کلام کو مؤکد لایا جائے گا۔

سوال نمبر 5: وانقسامه الی اقسام المجاز العقلی باعتبار حقیقة الطرفین ومجازیتهما اربعة ۔
(الف) ترجمہ کر کے مذکورہ چاروں قسموں کی مثالیں دے کر وضاحت کریں؟
(ب) اسناد حقیقی عقلی اور مجاز عقلی کی تعریف کر کے ہر ایک کی مثال دیں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

حقیقت طرفین اور مجاز طرفین کے اعتبار سے مجاز عقلی کی چار اقسام ہیں:

مجاز عقلی کی اقسام مع امثلہ:

مجاز عقلی کی چار اقسام ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱۔ کبھی مسند اور مسند الیہ دونوں حقیقت لغوی ہوتے ہیں مثلاً انبت الربیع البقل ۔اس کی مثال انبت مسند ہے اور اپنے معنی موضوع لہ "اگانے" میں مستعمل ہے جبکہ مسند الیہ "الربیع" بھی اپنے معنی موضوع لہ "موسم بہار" میں مستعمل ہے۔

۲۔ کبھی دونوں مجاز لغوی ہوتے ہیں مثلاً احیی الارض شباب الزمان۔ یہاں "احیاء" کا حقیقی معنی "اعطاء الحیاۃ" مراد نہیں، بلکہ مجازی معنی یعنی قوت نامیہ کا ابھرآنا اور "زمین میں قسم قسم کے نباتات کے ذریعے تروتازگی پیدا کرنا" مراد ہے۔ اسی طرح "شباب الزمان" کا بھی مجازی معنی یعنی "زمین کی قوت نامیہ کا بڑھنا" مراد ہے۔

۳۔ کبھی مسند حقیقت اور مسند الیہ مجاز ہوتا ہے مثلاً انبت البقل شباب الزمان ۔ مسند یعنی انبات میں حقیقت لغویہ ہے جبکہ "شباب الزمان" میں مجاز مراد ہے۔

۴۔ کبھی مسند مجاز اور مسند الیہ حقیقت ہوتا ہے مثلاً احیی الارض الربیع میں مسند یعنی "احیاء" مجاز اور مسند الیہ یعنی "الربیع" حقیقت ہے۔

(ب) اسناد حقیقی عقلی اور مجاز عقلی کی تعریف وامثلہ:

۱۔ اسناد حقیقی عقلی: اگر فعل معروف یا معتائے فعل کی نسبت فاعل کی طرف ہو یا مجہول کی نسبت مفعول کی طرف ہو، تو اسے اسناد حقیقی یا حقیقت عقلیہ کہتے ہیں۔ اس کی چار اقسام ہیں۔
اگر اسناد حقیقی عقلی واقع اور اعتقاد کے مطابق ہو تو اس کی مثال یہ ہے: اَنْبَتَ اللّٰہُ الْبَقْلَ۔

۲۔ اسناد مجاز عقلی: اگر معروف کی نسبت مفعول کی طرف ہو یا مجہول کی نسبت فاعل کی طرف ہو یا مصدر کی طرف نسبت ہو یا زمان کی طرف نسبت یا مکان کی طرف ہو یا کسی اور کی طرف نسبت ہو، تو اسے مجاز کہتے ہیں اس کی بھی چار اقسام جس کی تفصیل ماقبل جز میں مذکور ہوئی۔ اس کی مثال یہ شعر ہے

اَشَابَ الصَّغِیْرَ وَاَفْنَی الْکَبِیْرَ　　　کَرُّ الْغَدَاۃِ وَمَرُّ الْعَشِیِّ

الاختبار السنوی النهائی تحت إشراف تنظيم المدارس (اهل السنة) پاکستان

الشهادة العالية السنة الأولى للطلاب الموافق سنة ۱۴۴۰ھ/2019ء

چھٹا پرچہ: عقائد و منطق

وقت: تین گھنٹے　　　　کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: پہلا سوال لازمی ہے باقی حصہ دوم سے کوئی دو سوال حل کریں۔

﴿حصہ اوّل: عقائد﴾

سوال نمبر 1: کوئی سے پانچ اجزاء حل کریں۔ ۵×۱۰=۵۰

(الف) توسل کا معنی اور اس کے جواز پر دلائل تحریر کریں؟

(ب) کیا انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں؟ حیاتِ انبیاء کرام علیہم السلام پر دلائل تحریر کریں؟

(ج) انبیاء کرام اور صالحین عظام کی قبروں کی زیارت کا کیا حکم ہے؟ زیارت کی مشروعیت پر دلائل تحریر کریں؟

(د) حدیث کی روشنی میں میلادِ نبوی کی اصل تحریر کریں؟

(ہ) کرامات اولیاء برحق ہیں' قرآن وحدیث کی روشنی میں دلائل ضبط قلم فرمائیں؟

(و) ۱- ما معنى قوله صلى الله عليه وسلم: لعن الله زورات القبور۔

۲- ما معنى قوله صلى الله عليه وسلم: لا تشد الرحال الا الى ثلثة مساجد۔

﴿حصہ دوم: منطق﴾

سوال نمبر 2: (۱) علم منطق کی تعریف، موضوع اور غرض بیان کریں؟ ۱۰

(۲) قطبی متن ہے یا شرح؟ بصورت ثانی متن و شرح کا مکمل نام اور قطبی کے مصنف کا اسم گرامی تحریر کریں؟ ۱۵

سوال نمبر 3: اعلم ان المشهور فيما بين القوم ان العلم اما تصور او تصديق والمصنف عدل عنه الى التصور الساذج والى التصديق

(۱) عبارت کا ترجمہ وتشریح سپرد قلم کریں؟ ۱۰

(۲) علم کی مشہور تقسیم سے مصنف کے عدول کرنے کی وجہ تحریر کریں؟ ۱۵۔

سوال نمبر 4: (۱) حد تام کو حد تام اور رسم تام کو رسم تام کیوں کہا جاتا ہے؟ قطبی کی روشنی میں جواب دیں۔ ۱۰

(۲) لا يقال ههنا اقسام اخر وهى التعريف بالعرض العام مع الفصل او مع الخاصة او بالفصل مع الخاصة

ترجمہ کریں، نیز مذکورہ عبارت میں مصنف ایک اعتراض کی طرف اشارہ کررہے ہیں، آپ اعتراض کی تشریح اور اس کا جواب لکھیں؟ ۱۵

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (برائے طلباء) سال اول 2019ء

چھٹا پرچہ: عقائد و منطق

حصہ اول: عقائد

سوال نمبر 1: درج ذیل اجزاء کے جوابات لکھیں؟

(الف) توسل کا معنی اور اس کے جواز پر دلائل تحریر کریں؟

(ب) کیا انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں؟ حیاتِ انبیاء کرام علیہم السلام پر دلائل تحریر کریں؟

(ج) انبیاء کرام اور صالحین عظام کی قبروں کی زیارت کا کیا حکم ہے؟ زیارت کی مشروعیت پر دلائل تحریر کریں؟

(د) حدیث کی روشنی میں میلادِ نبوی کی اصل تحریر کریں؟

(ھ) کرامات اولیاء برحق ہیں، قرآن و حدیث کی روشنی میں دلائل ضبط قلم فرمائیں؟

(و) ۱- ما معنى قوله صلى الله عليه وسلم: لعن الله زورات القبور.

۲- ما معنى قوله صلى الله عليه وسلم: لا تشد الرحال الا الى ثلثة مساجد.

جواب: (الف) توسل کا معنی اور اس کے جواز پر دلائل:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2015ء میں ملاحظہ کریں۔

(ب) حیات انبیاء پر دلائل:

بلاشبہ حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں، اس بارے میں کثیر دلائل ہیں جن میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں:

۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انبیاء اپنی قبور میں زندہ ہیں اور وہ نماز ادا کرتے ہیں۔

۲-آپ سے دوسری روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شب معراج میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے ہمارا گزر ہوا، وہ سرخ ٹیلے کے پاس اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز ادا کر رہے تھے۔

۳-اللہ تعالیٰ نے شہداء کی زندگی کے بارے میں ارشاد فرمایا: وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝ (قرآن) جو اللہ کی راہ میں شہید کیے جائیں تم انہیں مردہ گمان نہ کرو، بلکہ وہ زندہ ہیں اللہ کی طرف سے انہیں رزق دیا جاتا ہے۔

جب شہداء زندہ ہیں، انہیں مردہ کہنے کی اجازت نہیں ہے اور اللہ کی طرف سے انہیں رزق دیا جاتا ہے تو انبیاء کرام بطریقہ اولیٰ اپنی قبور میں زندہ ہیں۔

(ج) انبیاء وصالحین کی قبور کی زیارت جائز ہونا:

انبیاء کرام اور صالحین امت بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے معزز و محترم ہیں، ان کی قبور نہایت بابرکت ہیں اور ان کی زیارت کرنے کے جواز میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں ممانعت والی روایت منسوخ ہو گئی ہے۔

زیارت قبور انبیاء کرام وصالحین کے دلائل درج ذیل ہیں:

(i) صحیح مسلم میں موجود ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم نے تمہیں زیارت قبور سے منع کیا تھا، اب تم ان کی زیارت کر سکتے ہو۔

(ii) ایک روایت میں کچھ اضافہ کے ساتھ یوں مذکور ہے: تم زیارت قبور کرو، اس سے دل نرم ہوتے، آنکھیں پرنم ہوتی ہیں اور آخرت یاد آتی ہے۔

(iii) ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم شب برأت رات کے آخری حصہ میں جنت البقیع کی طرف تشریف لے جاتے اور فرماتے تھے: اے مومن قوم کے گھر والو! تم پر سلامتی ہو، کل تمہارے پاس وہ آجائے گا جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا اور ہم تمہارے پاس پہنچنے والے ہیں، انشاء اللہ۔ اے اللہ! بقیع الغرقد والوں کی مغفرت فرما۔ (صحیح مسلم)

اس روایت سے محض زیارت قبور کا جواز ہی ثابت نہیں ہوتا بلکہ ان کے ساتھ باتیں کرنے اور ان کے حق میں دعاء مغفرت کرنے کا جواز بھی ثابت ہوتا ہے۔

(د) حدیث کی روشنی میں میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جواز:

جواب کے لیے حل شدہ پرچہ جات بابت 2016ء میں ملاحظہ کریں۔

(ہ) کرامات اولیاء کا حق ہونا:

اولیاء وصالحین سے جو خلاف عادت عمل صادر ہو، اسے کرامت کہا جاتا ہے۔ کرامات اولیاء حق ہیں، ان کا جواز قرآن وسنت سے ثابت ہے۔ اس سلسلہ میں دلائل حسب ذیل ہیں:

i-حضرت زکریا علیہ السلام حجرہ میں حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے پاس جاتے، ان کے ہاں انواع و اقسام کے بے موسمے پھل پاکر تعجب سے دریافت کرتے کہ یہ پھل کہاں سے ہیں؟ انہیں جواب دیا جاتا: یہ پھل اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے ہیں۔ (القرآن)

ii-مفسرین کی تصریح کے مطابق حضرت مائی مریم رضی اللہ عنہا کے پاس گرمیوں کے پھل سردیوں میں اور سردیوں کے پھل گرمیوں میں موجود ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں حکم ہوتا کہ خشک کھجور کے تنے کو اپنی طرف حرکت دو، تو ان کے حرکت دینے سے وہ تروتازہ کھجوریں گراتا۔ (القرآن)

(iii) اصحاب کہف کا واقعہ قرآن کریم میں بالتفصیل مذکور ہے، وہ تین سو نو سال کوئی چیز کھائے بغیر سوئے رہے، ان کی کروٹیں بدلی جاتی تھیں، وہ صحیح وسالم رہے، سورج کی گرمی اور موسم کی سردی بھی ان پر اثر انداز نہ ہوئی۔

iv-حضرت خبیب رضی اللہ عنہ اپنی قید کے زمانہ میں قید میں ہی پھل تناول کیا کرتے تھے اور اس زمانہ میں مدینہ طیبہ میں پھل کا نام ونشان نہیں ہوتا تھا۔

v-جب حضرت عاصم رضی اللہ عنہ شہید کر دیے گئے تو کفار نے ان کے جسم کا ایک حصہ کاٹنے کا ارادہ کیا، اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھیوں یا بھڑوں کو ان کی حفاظت کے لیے روانہ کر دیا، چنانچہ کفار اپنے مذموم مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے۔

(و) ۱-"لعن اللہ زورات القبور" کا مفہوم:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لعن اللہ زورات القبور" "یعنی زیارت قبور کرنے والی عورتوں پر اللہ کی لعنت ہو۔"

یہ روایت اس مفہوم پر محمول ہے: جب عورتیں میت کی خوبیاں گنوائیں، نوحہ کرتی ہوئی قبور کی زیارت کریں، ان کی عادت ہے کہ وہ اس موقع پر غیر شرعی حرکات کا بھی ارتکاب کرتی ہیں۔ اگر یہ مقاصد درمیان میں نہ ہوں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

۲-حدیث: "لاتشد الرحال الا الی ثلاثة مساجد" کا مفہوم:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تین مساجد کے علاوہ کسی کی طرف سفر نہ کیا جائے۔"

علماء اہل سنت فرماتے ہیں کہ اس روایت کا مفہوم یہ ہے: تین مساجد کے علاوہ کسی مسجد کی طرف اس کی فضیلت کی بناء پر کجاوہ باندھ کر سفر نہ کیا جائے، اگر یہ مفہوم نہ ہو تو لازم آئے گا کہ کجاوہ باندھ کر عرفات، منیٰ، حصول علم، جہاد، والدین کی زیارت، اعزاء واقارب سے ملاقات، تجارت اور وعظ وتبلیغ کے لیے سفر بھی منع ہونا چاہیے جبکہ کوئی بھی مسلمان اس کا قائل نہیں ہے۔

﴿حصہ دوم: منطق﴾

سوال نمبر 2:(ا) علم منطق کی تعریف، موضوع اور غرض بیان کریں؟
(۲) قطبی متن ہے یا شرح؟ بصورت ثانی متن وشرح کا مکمل نام اور قطبی کے مصنف کا اسم گرامی تحریر کریں؟

جواب:(ا) علم منطق کی تعریف، موضوع اور غرض:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2015ء میں ملاحظہ کریں۔

(۲) قطبی متن یا شرح بصورت ثانی متن وشرح کا پورا نام:

کتاب "قطبی" متن نہیں بلکہ شرح ہے۔ متن کا اصل نام "الرسالۃ الشمسیۃ" ہے، مصنف نے یہ کتاب شمس الدین محمد کے لیے تحریر کی تھی، پھر اسی نسبت سے اس کا نام "الرسالۃ الشمسیۃ" مشہور ہو گیا۔ مصنف کا نام "ابوالحسن نجم الدین علی بن عمر بن علی" ہے۔ ۶۷۵ھ میں وصال ہوا۔
قطبی شرح ہے، اس کا اصل نام "تحریر القواعد المنطقیۃ فی شرح الرسالۃ الشمسیۃ" ہے۔ مصنف کا نام ابو عبداللہ قطب الدین محمد بن محمد رازی ہے۔ سال وصال ۷۶۶ھ ہے۔

سوال نمبر 3: اعلم ان المشهور فيما بين القوم ان العلم اما تصور او تصديق والمصنف عدل عنه الى التصور الساذج والى التصديق

(ا) عبارت کا ترجمہ وتشریح سپرد قلم کریں؟
(۲) علم کی مشہور تقسیم سے مصنف کے عدول کرنے کی وجہ تحریر کریں؟

جواب:(ا) عبارت کا ترجمہ اور اس کی تشریح:

تو جان کہ لوگوں میں علم کی مشہور تقسیم یہ ہے: علم کی دو اقسام ہیں: (ا) تصور، (۲) تصدیق۔ مصنف نے اس مشہور تقسیم سے عدول کرتے ہوئے کہا: علم کی دو اقسام ہیں: (i) تصور ساذج، (ii) تصدیق۔

شرح:

مصنفین کے طریقہ کار کے مطابق مصنف نے بھی پہلے علم کی تعریف کی پھر اس کی تقسیم کی ہے۔ علم کی مشہور تعریف ہے: حصول صورة الشیء فی العقل یعنی کسی چیز کا ذہن میں حاصل ہونا۔

علم کی دو اقسام ہیں:
(ا) ایسا تصور جس کے ساتھ حکم نہ ہو، اس کو تصور ساذج بھی کہا جاتا ہے مثلاً زید، خالد، عمرو وغیرہ۔
تصور کا اطلاق تین معانی پر ہوتا ہے:

(i) تصور مطلق جیسے: "التصور لابشرط شیء" یہ علم کے مترادف ہے اور تصدیق میں اسی کا اعتبار ہوتا ہے۔

(ii) تصور بشرط لا شیء یعنی "تصور بشرط عدم الحکم" یہ علم کی ایک قسم اور تصدیق کی قسیم ہے۔

(iii) تصور بشرط شیء: یعنی "تصور بشرط الحکم" یہ تصدیق کا دوسرا نام ہے۔

(۲) تصدیق: یہ علم کی دوسری قسم ہے، اس میں حکم پایا جاتا ہے۔ تصدیق میں عموماً چار اشیاء ہوتی ہیں:

(i) موضوع: اسے محکوم علیہ بھی کہا جاتا ہے۔

(ii) محمول: اس کو محمول بہ کہتے ہیں۔

(iii) نسبت حکمیہ: یہ محکوم علیہ اور محکوم بہ کے رابطہ کو کہا جاتا ہے۔

(iv) حکم: یہ "اسناد امر الی امر آخر ایجابا او سلبا" کو کہتے ہیں۔

امام رازی کے نزدیک یہ چاروں تصدیق کے اجزاء اور اس میں شامل ہیں جبکہ حکماء کے نزدیک تصدیق ایک بسیط (مفرد) چیز ہے یعنی تصدیق محض "حکم" کا نام ہے جبکہ باقی تینوں اشیاء صرف تصدیق کے لیے شرط کا درجہ رکھتی ہیں اور اس کی حقیقت سے خارج ہیں۔

(۲) علم کی مشہور تقسیم سے مصنف کے عدول کی وجہ:

مصنف نے علم کی مشہور تقسیم سے اعراض کیا، اس اعراض کی وجہ یہ ہے کہ اس تعریف پر دو اعتراض ہوتے تھے، ان سے بچنے کے لیے نئی تقسیم کی ہے۔ سوال یہ ہے کہ آخر وہ اعتراضات کون سے ہیں جو مشہور تعریف پر وارد ہوتے ہیں اور مصنف نے ان سے بچتے ہوئے جدید تقسیم اختیار کی ہے؟ وہ اعتراضات حسب ذیل ہیں:

۱- پہلا اعتراض: تصدیق سے آپ کی کیا مراد ہے؟ اگر تصدیق سے مراد تصور مع الحکم ہے جیسا کہ امام رازی کا مذہب ہے تو اس صورت میں قسم الشیء کا قسیم الشیء لازم آتا ہے، اس لیے کہ تصور مع الحکم علم کی قسم ہے۔ چونکہ علم اور تصور میں ترادف ہے تو تصور مع الحکم علم کی قسم ہے، بالکل اسی طرح تصور کی بھی قسم ہوئی حالانکہ مشہور تقسیم میں تصور مع الحکم یعنی تصدیق کو تصور کا قسیم بنایا گیا ہے، تو یہ تصدیق تصور کی بھی قسم ہے اور قسیم بھی ہے، جو کہ ناجائز ہے۔

۲- دوسرا اعتراض: اگر تصدیق سے مراد حکم ہے جیسا کہ حکماء کا مذہب ہے، تو اس صورت میں قسیم الشیء کا قسم الشیء ہونا لازم آئے گا، اس لیے کہ حکم کو تقسیم مشہور کا قسیم بنایا گیا حالانکہ واقع نفس الامر میں حکم تصور کی قسم ہے۔ چونکہ علم اور تصور میں ترادف ہے تو جس طرح حکم علم کی قسم ہے تو اس تصور کی بھی قسم بنی تو اس قسیم الشیء کا قسم الشیء ہونا لازم آیا جو بالکل ناجائز ہے۔

سوال نمبر 4: (ا) حد تام کو حد تام اور رسم تام کو رسم تام کیوں کہا جاتا ہے؟ قطبی کی روشنی میں جواب دیں۔

(۲) لا یقال ههنا اقسام اخر وهی التعریف بالعرض العام مع الفصل او مع الخاصة او بالفصل مع الخاصة

ترجمہ کریں نیز مذکورہ عبارت میں مصنف ایک اعتراض کی طرف اشارہ کرر ہے ہیں، آپ اعتراض کی تشریح اور اس کا جواب لکھیں؟

جواب: (ا) حد تام کو حد تام اور رسم تام کو رسم تام کہنے کی وجہ:

وہ معرف جو جنس قریب اور فصل قریب سے مل کر بنے، اسے حد تام کہتے ہیں جیسے انسان کی تعریف حیوان ناطق سے کی جائے۔

ذاتیات سے تعریف کرنے کو حد اس لیے کہا جاتا ہے کہ حد کے لغوی معنیٰ ہیں "منع" یعنی روکنا اور چونکہ یہ بھی تمام اجنبی اغیار کو داخل ہونے سے روک دیتی ہے، اس لیے اسے "حد" کہتے ہیں۔ اس کی پہلی قسم کو تام اس لیے کہ وہ تمام ذاتیات پر مشتمل ہوتی ہے اور دوسری قسم کو ناقص اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں بعض ذاتیات ہوتی ہیں اور بعض نہیں ہوتیں۔

رسم تام ایسے معرف کو کہتے ہیں جس میں تعریف اس کی جنس قریب اور خاصہ سے مل کر بنے مثلاً انسان کی تعریف حیوان ضاحک سے کی جائے۔

ایسی تعریف کو رسم اس لیے کہتے ہیں کہ "رسم الدار" گھر کے نشانات کو کہا جاتا ہے اور خاصہ بھی ماہیت سے خارج اس کا اثر ہوتا ہے۔ پھر اس کی پہلی قسم کو تام اس لیے کہتے ہیں کہ وہ اس بات میں حد تام کے مشابہ ہوتی ہے کہ دونوں میں جنس قریب کا ذکر ہوتا ہے۔ دوسری قسم کو ناقص اس لیے کہتے ہیں کہ رسم تام کے کچھ اجزاء اس سے حذف ہو جاتے ہیں۔

(۲) ترجمہ عبارت:

یہ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ یہاں دوسری اقسام بھی ہیں، وہ تعریف کرنا عرض عام مع فصل سے یا عرض عام مع الخاصہ سے یا فصل مع الخاصہ سے ہے۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب:

مندرجہ بالا عبارت ایک سوال ہے جس کا جواب شارح نے آگے دیا:

اعتراض: ماتن نے جو معرف کی چار اقسام بیان کی ہیں، یہ درست نہیں ہیں، کیونکہ انہوں نے جو اقسام بیان کی ہیں وہ یہ ہیں: (ا) حد تام، (۲) حد ناقص، (۳) رسم تام، (۴) رسم ناقص۔ بلکہ یہاں معرف کی

اور بھی اقسام ہیں، وہ یہ ہیں: (۱) معرف عرض عام اور فصل سے مرکب ہو۔ (۲) عرض عام اور خاصہ سے مرکب ہو۔ (۳) فصل اور خاصہ سے مرکب ہو۔ اس طرح معرف کی یہاں سات اقسام ہونی چاہیے تھیں؟

جواب: مناطقہ نے ان تین اقسام کا اعتبار نہیں کیا، اس لیے کہ معرف (تعریف) سے غرض معرف کی ذاتیات پر اطلاع پانا ہوتا ہے جبکہ عرض عام ذاتیات پر اطلاع کا فائدہ نہیں دیتی، تو پھر اس کے ساتھ خاصہ یا فصل کو ملانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ لہٰذا عرض اور فصل یا عرض عام اور خاصہ سے تعریف درست نہیں ہو گی، کیونکہ تعریف کی غرض ان سے حاصل نہیں ہوتی۔ فصل اور خاصہ سے معرف (تعریف مرکب ہونے) کی صورت میں بھی درست نہیں کیونکہ فصل ذاتیات پر اطلاع کا فائدہ دیتی ہے تو پھر اس کے ساتھ خاصہ کو ملانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ لہٰذا یہ صورت بھی باطل قرار پائی، تو پھر معرف (تعریف) کی وہی چار اقسام درست قرار پائیں جو ماتن نے بیان فرمائی ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی للشهادة العالية "السنة الأولیٰ"

للبنين الموافق سنة ۱۴۴۱ھ/2020ء

پہلا پرچہ: تفسیر وعلوم القرآن

الوقت المحدد: ثلث ساعات مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: پہلا اور آخری سوال لازمی ہیں باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

قسم اوّل......تفسیر

سوال نمبر1: فاصبر علی اذی قومك كما صبر اولو العزم ذوو الثبات والصبر علی الشدائد من الرسل قبلك فتكون ذا عزم...... ولا تستعجل لهم ...... كانهم يوم يرون ما يوعدون من العذاب فی الأخرة لطوله

(الف) عبارت کا ترجمہ سپرد قلم کریں نیز اغراض مفسر بیان کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) تمام انبیاء ورسل اولوالعزم ہیں یا ان میں سے بعض؟ اس بارے میں مفسر کے اقوال سپرد قلم کریں؟ ۱۰

(ج) جلالین کی روشنی میں "ولا تستعجل لهم" فرمانے کی غرض تحریر کریں؟ ۱۰

سوال نمبر2: ولقد خلقنا السمٰوٰت والارض وما بينهما فی ستة ايام اولها الاحد وأخرها الجمعة وما مسنا من لغوب تعب

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) مذکورہ آیت کا شان نزول تفصیل سے بیان کریں؟ ۱۰

سوال نمبر3: والطور ای الجبل الذی كلم الله عليه موسٰی و كتٰب مسطور فی رق منشور ای التوراة او القرأن والبيت المعمور ...... والسقف المرفوع ای السماء والبحر المسجور ای المملوء ان عذاب ربك لواقع لنازل بمستحقه ماله من دافع عنه

(الف) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں؟ ۱۰

(ب) "البیت المعمور" کے محل وقوع اور اس کی عظمت کے عنوان پر ایک نوٹ تحریر کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 4: قد سمع الله قول التى تجادلك تراجعك ايها النبى فى زوجها المظاهر منها...... وتشتكى الى الله وحدتها وفاقتها وصبية صغارا ان ضمتهم اليه ضاعوا او اليها جاعوا والله يسمع تحاور كما تراجعكما ان الله سميع بصير عالم

(الف) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں اور آیت کا شان نزول تفصیلاً تحریر کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) ظہار کسے کہتے ہیں نیز قرآن مجید کی روشنی میں کفارۂ ظہار بیان کریں؟ ۵+۵=۱۰

قسم ثانی......اصول تفسیر

سوال نمبر 5: درج ذیل کوئی سے دو اجزاء کا جواب دیں؟

(الف) علم تفسیر کی فضیلت میں کوئی دو دلائل تحریر کریں نیز تفسیر بالرائے کی وضاحت قلمبند کریں؟ ۶+۴=۱۰

(ب) علومِ خمسہ کے نام ذکر کرنے کے بعد ان میں سے کسی ایک کی تعریف کریں؟ ۶+۴=۱۰

(ج) تحریف لفظی اور تحریف معنوی کسے کہتے ہیں؟ نیز تحریف معنوی کی کوئی ایک مثال تحریر کریں؟ ۶+۴=۱۰

☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2020ء

پہلا پرچہ: تفسیر وعلوم القرآن

قسم اوّل......تفسیر

سوال نمبر 1: فاصبر على اذى قومك كما صبر اولو العزم ذوو الثبات والصبر على الشدائد من الرسل قبلك فتكون ذا عزم...... ولا تستعجل لهم ...... كانهم يوم يرون ما يوعدون من العذاب فى الأخرة لطوله

(الف) عبارت کا ترجمہ سپرد قلم کریں نیز اغراض مفسر بیان کریں؟

(ب) تمام انبیاء ورسل اولوالعزم ہیں یا ان میں سے بعض؟ اس بارے میں مفسر کے اقوال سپرد قلم کریں؟

(ج) جلالین کی روشنی میں "ولا تستعجل لهم" فرمانے کی غرض تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ویسا ہی صبر کیجیے جیسا (شدائد ومصائب پر صبر اور ثابت رہنے والے آپ سے پہلے کے) ہمت والے رسولوں نے صبر کیا تھا' (اس طرح آپ بھی ہمت والے ہوں گے) آپ ان کے لیے جلدی نہ کیجیے' جب وہ لوگ اس چیز (یعنی عذاب) کو دیکھیں گے' جس کا ان سے (آخرت میں ہونے کا) وعدہ کیا جاتا ہے (اس کے طول ہونے کی وجہ سے)

اغراض مفسر:

۱-علی اذی قومك: مفسر نے یہ الفاظ نکال کر بتادیا کہ ظرف لغو کا جار مجرور مقدر ہے۔

۲-ذوو الثبات والصبر علی الشدائد: عبارت لاکر مفسر نے اولو العزم کا مفہوم ومطلب بیان کر دیا۔

۳-قبلك: نکال کر مفسر نے ظرف مقدر کی طرف اشارہ کر دیا۔ فَتَكُوْنَ ذَا عَزْمٍ: مفسر نے اس عبارت سے ماقبل جملہ کا نتیجہ وماحاصل بیان کر دیا۔

۴-من العذاب فی الآخرة لطوله: مفسر نے یہ عبارت لاکر بتادیا کہ یُوْعَدُوْنَ فعل کے تین متعلقات مقدر ہیں اور آیت کا مفہوم واضح کر دیا۔

(ب) انبیاء اور رسل کے اولوالعزم ہونے کے حوالے سے اقوال:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاء اور رسل علیہم السلام سے صبر واستقامت کے حوالے سے بڑھے ہوئے ہیں۔ اولوالعزم انبیاء علیہم السلام کو کے حوالے سے متعدد اقوال ہیں' جو حسب ذیل ہیں:

۱-حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم' حضرت ابراہیم' حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کو اس آیت کا مصداق ہیں۔

۲-ابن عساکر کا بیان ہے: حضرت نوح' حضرت ہود' حضرت شعیب اور حضرت موسیٰ علیہم السلام اس آیت کا مصداق ہیں۔

۳-ابن المنذر' ابن جریج سے نقل کرتے: حضرت اسماعیل' حضرت یعقوب' حضرت ایوب' حضرت آدم' حضرت یونس اور حضرت سلیمان علیہم السلام ان میں داخل نہیں ہیں۔

۴-ابن مردویہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں: حضرت نوح' حضرت ہود' حضرت صالح' حضرت موسیٰ' حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہم السلام اس کے مصداق ہیں۔

۵-حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: تین سو تیرہ رسول مراد ہیں۔

۶-مقاتل کے نزدیک چھ ہیں: حضرت نوح اور حضرت ابراہیم علیہما السلام ان میں شامل ہیں۔

(ج) "ولا تستعجل لهم" فرمانے کی غرض:

اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا جا رہا ہے کہ آپ صبر و استقامت سے کام لیں اور مخالفین کے لیے نزول عذاب کی دعاء سے احتراز کریں۔ بعض مفسرین کی رائے ہے کہ اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات کہی گئی ہے کہ آپ نے ان پر نزول عذاب کو پسند کیا تھا' لہٰذا آپ کو صبر اور ترک استعجال للعذاب کا حکم دیا گیا۔

سوال نمبر 2: وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ اَوَّلُهَا الْاَحَدُ وَاٰخِرُهَا الْجُمُعَةُ وَمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ تَعَبٍ

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) مذکورہ آیت کا شانِ نزول تفصیل سے بیان کریں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب اور ترجمہ عبارت:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ عبارت درج ذیل ہے:

اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو جو کچھ ان کے درمیان میں ہے' ان سب کو چھ دن (کی مقدار کے موافق زمانہ) میں پیدا کیا (پہلا دن یک شنبہ اور آخری یوم جمعہ) اور ہم کو تکان نے چھوا تک نہیں۔

(ب) آیت کا شانِ نزول:

یہ آیت یہود کے اس قول "کہ اللہ نے شنبہ کے دن آرام کیا" کی تکذیب میں نازل ہوئی' اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں تعجب کرنا' درحقیقت اس کی ذات کو مخلوق کی صفات سے منزہ کرنے کے لیے ہے' اور یہ بھی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شان قدرت تو یہ ہے کہ جب کسی شیء کے موجود کرنے کا ارادہ کرتا ہے' تو اس کے وجود کے لیے "کُـــنْ" فرماتا ہے' بس وہ فوراً ہو جاتی ہے۔ یہود وغیرہ ان باتوں کے سلسلہ تعجب کرتے ہیں اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرمایا: سو ان کی باتوں پر صبر کیجیے' اور اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے رہیے (یعنی حمد کے ساتھ نماز ادا کریں) آفتاب نکلنے سے پہلے (مثلاً صبح کی نماز) اور اس کے چھپنے سے پہلے (مثلاً ظہر و عصر) اور رات میں بھی اس کی تسبیح و تحمید کیا کیجیے (یعنی نوافل) اور بعض حضرات نے فرمایا: حقیقتاً تسبیح جو حمد الٰہی پر مشتمل ہو' ان اوقات میں کرنے کا حکم ہے' اور اس سے یہی مراد ہے۔

سوال نمبر 3: والطور ای الجبل الذی کلم الله علیه موسٰی و کتٰب مسطور فی رق منشور ای التوراة او القرآن والبیت المعمور ...... والسقف المرفوع ای السماء والبحر المسجور ای المملوء ان عذاب ربك لواقع لنازل بمستحقه ماله من دافع عنه

(الف) کلام باری و کلام مفسر کا ترجمہ کریں؟

(ب) ''البیت المعمور'' کے محل وقوع اور اس کی عظمت کے عنوان پر ایک نوٹ تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

قسم ہے طور (پہاڑ) کی (یہ وہ پہاڑ ہے کہ جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے کلام فرمایا تھا) اور اس کتاب کی جو کھلے ہوئے کاغذ میں لکھی گئی ہے (یعنی تورات اور انجیل) اور قسم ہے بیت المعمور کی اور قسم ہے اونچی چھت (یعنی آسمان) کی اور قسم ہے دریائے شور کی جو پانی سے پر ہے۔ آگے جواب قسم ہے کہ بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کا عذاب ضرور (مستحق عذاب پر) ہو کر رہے گا' کوئی اُسے ٹال نہیں سکتا۔

(ب) ''بیت المعمور'' کا محل وقوع اور عظمت وفضیلت:

بیت المعمور فرشتوں کے لیے آسمانی کعبہ ہے' حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کسی نے سوال کیا: بیت المعمور کیا ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا: وہ آسمان میں ہے' اسے ''صلاح'' کہا جاتا ہے' کعبہ کے عین اوپر ہے۔ ایک حدیث مرفوع میں ہے کہ اس میں ستر ہزار فرشتے روزانہ نماز ادا کرتے ہیں (طواف کرتے ہیں) جن کی باری (دوسری مرتبہ) تا قیامت نہ آئے گی۔ حدیث معراج میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس کی دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ بیت المعمور عرش کے محاذ میں ہے۔

سوال نمبر 4: قد سمع الله قول التى تجادلك تراجعك ايها النبى في زوجها المظاهر منها...... وتشكى الى الله وحدتها وفاقتها وصبية صغارا ان ضمتهم اليه ضاعوا او اليها جاعوا والله يسمع تحاوركما تراجعكما ان الله سميع بصير عالم

(الف) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں اور آیت کا شان نزول تفصیلاً تحریر کریں؟

(ب) ظہار کسے کہتے ہیں نیز قرآن مجید کی روشنی میں کفارۂ ظہار بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

بے شک اللہ نے اس عورت کی بات سن لی (اے نبی محترم!) جو آپ سے اپنے شوہر کے معاملہ میں جھگڑتی تھی (یعنی بار بار گفتگو کرتی تھی) جس شوہر نے اس سے ظہار کیا تھا' اور وہ اللہ سے شکایت کرتی تھی (اپنی تنہائی' اپنی غربت وفاقہ اور کم عمر بچی سے متعلق کہ اگر بچی کو وہ لوگ اپنے ساتھ شامل کرلیں گے' تو وہ بچی کو ضائع کردیں گے اور اگر وہ بچی خود اس کی طرف لوٹا دیں گے' تو بھوکا کریں گے) اور اللہ تم دونوں (کے سوال وجواب پر کلام مشتمل) سن رہا تھا (اور اللہ تعالیٰ تو سب کچھ سننے والا سب کچھ دیکھنے والا ہے۔

آیت کا شان نزول:

وہ عورت جس کے شوہر نے اس سے ظہار کیا تھا' وہ بار بار گفتگو کرتی' کہ اس کے شوہر نے اس سے

ظہار کیا تھا' اس کے شوہر نے اپنی زوجہ سے یوں کہہ دیا تھا کہ "انت علی کظھر امی" تو آپ نے فرمایا: اسی سابقہ مروجہ کے اعتبار سے جو اہل عرب میں رائج تھا کہ شوہر پر وہ عورت حرام ہوگئی' ظہار کرنا دائمی تفریق کا سبب ہے' اس عورت کا نام خولہ بنت ثعلبہ اور شوہر کا نام اوس بن صامت تھا' تو ان زوجین کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

(ب) ظہار کی تعریف اور اس کا کفارہ:

ظہار کی تعریف: شوہر اپنی بیوی کو اپنی ماں سے تشبیہ دیتے ہوئے یوں کہے: "انت علی کظھر امی" تو اسے ظہار کہا جاتا ہے۔ یہ عمل معصیت پر مبنی ہے' یہی وجہ ہے کہ اس کی سزا یعنی کفارہ بھی متعین کیا گیا ہے۔

ظہار کا کفارہ: ظہار کے سبب مظاہر معصیت کا مرتکب ہوتا ہے' لہٰذا اس کی سزا یعنی کفارہ مقرر کیا گیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ وہ ایک غلام یا لونڈی آزاد کرے' اگر وہ اس کی طاقت نہ رکھتا ہو' تو ساٹھ دن کے مسلسل روزے رکھے گا' اور اگر مظاہر اس کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو' تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

قسم ثانی...... اصول تفسیر

سوال نمبر 5: درج ذیل اجزاء کا جواب دیں؟

(الف) علم تفسیر کی فضیلت میں کوئی دو دلائل تحریر کریں نیز تفسیر بالرائے کی وضاحت قلمبند کریں؟

(ب) علوم خمسہ کے نام ذکر کرنے کے بعد ان میں سے کسی ایک کی تعریف کریں؟

(ج) تحریف لفظی اور تحریف معنوی کسے کہتے ہیں؟ نیز تحریف معنوی کی کوئی ایک مثال تحریر کریں؟

جواب: (الف) علم تفسیر کی فضیلت میں دو دلائل اور تفسیر بالرائے کی وضاحت:

۱۔ تفسیر کی فضیلت میں دلائل: (i) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تذکیر بالموت و مابعد الموت کے حوالے سے فرمایا: جو شخص قیامت کو کھلی آنکھوں سے دیکھنا چاہتا ہے' اسے کہہ دو کہ وہ سورت "اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ٥" کی تلاوت کرے۔

(ii) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خضر اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کے قصہ کے حوالے سے فرمایا: میری آرزو تھی کہ موسیٰ علیہ السلام' حضرت خضر علیہ السلام کے ہمراہ اور زیادہ صبر سے کام لیتے تاکہ اللہ تعالیٰ ہم سے اس قصہ کو اور زیادہ ذکر کرتا۔

تفسیر بالرائے کی وضاحت:

سب سے بہترین تفسیر وہ ہے' جو قرآن کی تفسیر قرآن سے کی جائے' پھر وہ تفسیر بہترین ہے' جو احادیث مبارکہ سے کی جائے' پھر اس تفسیر کا درجہ ہے' جو ارشادات صحابہ سے کی جائے' اور پھر فقہاء کرام اور آئمہ

مجتہدین کی تفسیر کا درجہ ہے۔ تفسیر بالرائے وہ ہے، جو محض اپنی عقل و دانش اور علم و شعور کی بنیاد پر کی جائے اور یہ منع ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ ابتداء اسلام میں سحری کھانے کا تصور نہیں تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے امت محمدی کی آسانی کے لیے صبح صادق تک یعنی رات بھر کھانے پینے کی اجازت دیتے ہوئے یہ ارشاد نازل کیا: وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ (یعنی تم صبح کے وقت اس وقت تک کھا پی سکتے ہو، یہاں تک کہ سفید دھاگہ سیاہ دھاگہ سے ممتاز ہونے لگے) تو بعض صحابہ نے وقت معلوم کرنے کے لیے اپنے تکیہ کے نیچے سفید اور سیاہ دو دھاگے رکھ لیے، تا کہ ان میں امتیاز ہونے تک کھاتے پیتے رہیں گے، جب اس صورت حال کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا، تو آپ نے انہیں اس سے منع کرتے ہوئے فرمایا کہ سفید دھاگہ سے مراد صبح صادق کی سفیدی اور سیاہ دھاگہ سے مراد غروب آفتاب کے بعد رات کے اندھیرے کا آغاز ہے۔ چنانچہ آپ کی وضاحت پر صحابہ کرام نے اپنی رائے تبدیل کر لی اور قرآن کی صحیح تفسیر کو سمجھ لیا اور تفسیر بالرائے کو کالعدم قرار دے دیا۔

(ب) ''علوم خمسہ'' کے نام اور ان میں سے ایک کی وضاحت:

علوم خمسہ کے نام درج ذیل ہیں: (۱) علم احکام (۲) علم مناظرہ (۳) علم تذکیر بآلاء اللہ (۴) علم تذکیر بایام اللہ (۵) علم تذکیر بالموت۔

ایک کی وضاحت:

علم تذکیر بآلاء اللہ: اس سے مراد زمین و آسمان کی تخلیق کرنے اور بندوں کو ان کی ضروریات کا الہام کرنے اور نیز اللہ تعالیٰ کی صفات کاملہ کا بیان ہے۔

(ج) ''تحریف لفظی'' اور ''تحریف معنوی'' کی تعریفات اور ''تحریف معنوی'' کی مثال:

۱۔ تحریف لفظی: وہ تبدیلی ہے، جو لفظوں میں ہو۔ اگر یہ تبدیلی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو تو یہ کمال درجہ کی فصاحت و بلاغت کی وجہ سے ہوگی جیسے ارشاد ربانی: اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ ای من غیر خالق یعنی کیا وہ خالق کے بغیر پیدا کیے گئے ہیں، یہاں خالق کی بجائے ''شَيْءٍ'' استعمال کی گئی ہے۔

۲۔ تحریف معنوی: وہ تبدیلی ہے، جو معانی میں ہو اور لفظوں کے ساتھ اس کا تعلق نہ ہو۔

یاد رہے تحریف لفظی اور تحریف معنوی میں عام خاص مطلق کی نسبت ہے یعنی تحریف لفظی عام اور تحریف معنوی خاص ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جہاں تحریف لفظی ہوگی، وہاں تحریف معنوی بھی ہوگی اور یہ ضروری نہیں ہے جہاں تحریف معنوی ہو، وہاں تحریف لفظی بھی ہو۔ اس کی مثال بھی اَمْ خُلِقُوْا الخ والی آیت ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی للشهادة العالية "السنة الأولیٰ"

للبنین الموافق سنة ۱۴۴۱ھ/2020ء

دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث

الوقت المحدد: ثلث ساعات　　　　مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: پہلا اور آخری سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دوسوال حل کریں۔

قسم اوّل......حدیث

سوال نمبر 1: عن عمر بن الخطاب رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم انما الاعمال بالنیات وانما لامرئ مانوی فمن کانت هجرته الی الله ورسوله فهجرته الی الله ورسوله ومن کانت هجرته الی دنیا یصیبها او امرأة یتزوجها فهجرته ما هاجر الیه.

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟۵+۵=۱۰

(ب) مذکورہ بالا حدیث کی تشریح اس طرح کریں کہ حدیث کو شروع کتاب میں ذکر کرنے کی وجہ واضح ہوجائے؟۱۰

(ج) ہجرت کا لغوی واصطلاحی معنی اور اس کی اقسام بیان کریں نیز حدیث شریف میں ہجرت کا ذکر کرنے کا سبب تحریر کریں؟۱۵+۵=۲۰

سوال نمبر 2: عن معاذ بن جبل رضی الله عنه قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول من لقی الله لا یشرك به شیئا ویصلی الخمس ویصوم رمضان غفرله قلت أفلا أبشرهم یا رسول الله صلی الله علیك وسلم قال دعهم یعملوا.

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ وتشریح سپرد قلم کریں؟۶+۴=۱۰

(ب) بشارت دینے سے روکنے کی وجوہ تحریر کریں نیز بتائیں کہ خط کشیدہ لفظ مجزوم کیوں ہے؟ ۶+۴=۱۰

سوال نمبر 3: عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ان الله عزوجل یبعث لهذه الامة علی رأس کل مائة سنة من یجدد لها دینها.

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ کی صرفی تحقیق سپرد قلم کریں؟ ۶+۴=۱۰

(ب) تجدید دین کا مطلب بیان کریں نیز بتائیں کہ "ہذہ الامۃ" سے مراد امت اجابت ہے یا امت دعوت؟ ۶+۴=۱۰

سوال نمبر 4: عن ابی امامة قال جلسنا الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فذکرنا ورقفنا فبکی سعد بن ابی وقاص فاکثر البکاء فقال یالیتنی مت فقال النبی صلی الله علیه وسلم یا سعد أعندی تتمنی الموت . فردد ذلك ثلاث مرات ثم قال یا سعد ان کنت خلقت للجنة فما طال عمرك وحسن من عملك فهو خیر لك .

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں؟ ۱۰

(ب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خط کشیدہ فرمان کی حکمت زینت قرطاس کریں؟ ۱۰

قسم ثانی ...... اصول حدیث

سوال نمبر 5: درج ذیل میں سے صرف دو اجزاء کا جواب دیں؟

(الف) حدیث متصل اور حدیث منقطع کی تعریف تحریر کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) عدالت کی تعریف کریں نیز بتائیں کہ عدالت کے ساتھ متعلقہ وجوہِ طعن کتنے اور کون کون سے ہیں؟ صرف نام لکھیں؟ ۵+۵=۱۰

(ج) مسند، محفوظ، معلل، متروک اور غریب میں سے کوئی تین اصطلاحات کی تعریف بیان کریں؟ ۱۰

درجہ عالیہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2020ء

دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث

قسم اوّل ...... حدیث

سوال نمبر 1: عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللہُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَا لِامْرِئٍ مَّا نَوٰی فَمَنْ کَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَی اللہِ وَرَسُوْلِه فَهِجْرَتُهٗ اِلَی اللہِ وَرَسُوْلِه وَمَنْ کَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلٰی دُنْیَا یُصِیْبُهَا اَوِ امْرَاَةٍ یَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهٗ مَا هَاجَرَ اِلَیْهِ .

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(ب) مذکورہ بالا حدیث کی تشریح اس طرح کریں کہ حدیث کو شروع کتاب میں ذکر کرنے کی وجہ واضح ہو جائے۔

(ج) ہجرت کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ اور اس کی اقسام بیان کریں نیز حدیث شریف میں ہجرت کا ذکر کرنے کا سبب تحریر کریں؟

جواب: (الف) حدیث پر اعراب اور ترجمہ حدیث:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ حدیث درج ذیل ہے:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: انہوں نے کہا: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے، ہر آدمی کے لیے وہی چیز ہے، جس کی اس نے نیت کی۔ جس شخص کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہو، تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول ہی کی طرف ہو گی اور جس کی ہجرت دنیا حاصل کرنے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کے لیے ہو، تو اس کی ہجرت اس کی طرف ہو گی، جس کی طرف اس نے کی۔

(ب) حدیث کی تشریح و توضیح:

ہر انسان زندگی میں کارہائے نمایاں انجام دینے کی کوشش کرتا ہے، اگر اس کی نیت خیر پر مبنی ہو گی، تو وہ اجر و ثواب کا حقدار قرار پائے گا، اور اگر نیت میں شہرت و ریاکاری ہو، تو اسے اجر سے ہرگز نہیں نوازا جائے گا۔

مصنف مشکوٰۃ حضرت ولی الدین محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے شروع کتاب میں یہ حدیث مسلمانوں کو سمجھانے کے لیے لکھی کہ میری یہ کتاب اخلاص سے پڑھنا، محض دنیا کمانے کے لیے نہ پڑھنا، اپنی دلی کیفیت پر ہمیں مطلع فرمایا کہ میں نے یہ کتاب اخلاص سے لکھی ہے، شہرت یا مال مقصود نہ تھا، یہ حدیث میرے پیش نظر تھی۔

(ج) ہجرت کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ:

ہجرت کا لغوی معنیٰ: لفظ ہجرت کا لغوی معنیٰ ہے ترک کرنا، چھوڑ دینا۔ اس کا اصطلاحی معنیٰ ہے: دین بچانے کے لیے ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف منتقل ہونا، منتقل ہونے والے کو مہاجر، جہاں منتقل ہوا ہو اسے جائے ہجرت اور اس سفر کو "ہجرت" کہا جاتا ہے۔ ہجرت کبھی فرض ہوتی ہے، کبھی واجب، کبھی سنت، کبھی مستحب، کبھی حرام، کبھی مکروہ، کبھی خلاف اولیٰ۔

حدیث پاک میں ہجرت کا ذکر کرنے کی وجہ:

مہاجرین مدینہ طیبہ جاتے تھے، جہاں سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے، وہاں جانے کو اللہ کے

پاس جانا قرار دیا گیا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے دم کی بہار ہے' ان کے بغیر اجڑا دیار ہے' دیکھو مکہ مکرمہ میں رہنا عبادت ہے' مگر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے مدینہ تشریف لے گئے' تو اگر چہ وہاں کعبہ شریف وغیرہ سب کچھ رہا' مگر وہاں رہنا گناہ قرار پایا' وہاں سے ہجرت ضروری ہوگئی' پھر جب وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تجلی ہوگئی' پھر وہاں رہنا عبادت قرار پایا۔ انصار مدینہ نے مہاجرین کی ایسی دائمی شاندار مہمانی کی کہ سبحان اللہ! انہیں اپنے گھروں' باغوں' زمینوں میں برابر کا حصہ دار بنالیا' حتیٰ کہ اگر کسی انصاری کی دو بیویاں تھیں' تو ایک کو طلاق دے کر مہاجر بھائی کے نکاح میں دے دی۔ اندیشہ تھا کہ کوئی زمین' مکان یا عورت کے لالچ میں ہجرت کرے' اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا۔ اس مضمون سے معلوم ہوا کہ "السنیات" میں نیت بمعنیٰ ارادہ فعل نہیں ہے' بلکہ بمعنیٰ اخلاص ہے۔ ریاکار مہاجر بھی مہاجر کہلائے گا' مگر ثواب نہ پائے گا' جیسا کہ "ھجرتہ" سے معلوم ہو رہا ہے۔

اقسام ہجرت:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں چار قسم کی ہجرت ہوئی۔ حبشہ کی ہجرت اولیٰ' حبشہ کی ہجرت ثانیہ' قبل فتح مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت' حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قبائل عرب کی مدینہ کی طرف ہجرت کرنا۔ احادیث میں جہاں کہیں ہجرت کا لفظ مطلق آیا ہے' اس سے مراد مدینے کی طرف ہجرت ہے۔ اس کے علاوہ احادیث میں ہجرت کا اطلاق ان معانی پر بھی آیا ہے کہ شرعی وجوہ کی بنا پر ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا' جیسا کہ بعض احادیث میں آیا ہے' جب تک توبہ منقطع نہ ہوگی ہجرت بھی منقطع نہ ہوگی۔ توبہ سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کے بعد منقطع ہوگی۔ فرمایا: جب تک جہاد ہے' ہجرت ہے' جب تک دشمن لڑتا رہے گا' ہجرت ہے۔ ایک حدیث میں یہ بھی ہے: ہجرت کے بعد ہجرت ہوگی۔ زمین کے اچھے لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت کی جگہ (شام) میں منتقل ہو جائیں گے اور بقیہ زمین پر بدترین لوگ رہ جائیں گے۔

سوال نمبر 2: عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من لقی اللہ لا یشرك به شیئا ویصلی الخمس ویصوم رمضان غفر له قلت أفلا أبشرهم یا رسول اللہ صلی اللہ علیك وسلم قال دعهم یعملوا ۔

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ وتشریح سپرد قلم کریں؟

(ب) بشارت دینے سے روکنے کی وجوہ تحریر کریں نیز بتائیں کہ خط کشیدہ لفظ مجزوم کیوں ہے؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے

ہوئے سنا: جو اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے کہ اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناتا ہو پانچوں نمازیں اور رمضان کے روزے ادا کرتا ہو وہ بخشا جائے گا' میں نے کہا: میں لوگوں کو یہ بشارت نہ دے دوں؟ آپ نے جواب میں فرمایا: انہیں رہنے دو' کہ وہ عمل کرتے رہیں۔

تشریح وتوضیح:

مطلب حدیث کا یہ ہے کہ تمام عقائد اسلام رکھتا ہو نجات کے لیے صرف عقیدہ توحید کافی نہیں ہے ورنہ شیطان بھی موحد ہے' ان جیسی نصوص میں شرک سے مراد کفر ہے' اول ہی سے یا آخر کار' چونکہ اس وقت تک جہاد' زکوٰۃ اور حج وغیرہ اعمال فرض نہ ہوئے تھے' یا ہر شخص ان کے قابل نہیں' لہٰذا ان کا ذکر نہیں کیا۔ بخشش سے مراد گناہ صغیرہ کی بخشش ہے' ورنہ گناہ کبیرہ بغیر توبہ اور حقوق العباد بغیر ادا معاف نہیں ہوتے (اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ رَبُّنَا) یعنی عوام میں مجمل حدیث مت پھیلاؤ کہ اس کا مطلب سمجھیں گے نہیں اور عمل میں کوشش چھوڑ دیں گے۔

(ب) بشارت سے روکنے کی وجوہات:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گناہوں کی بخشش کے حوالے سے لوگوں کو بشارت سنانے سے منع کر دیا تھا' اس کی کئی وجوہات ہوسکتی' جو حسب ذیل ہیں:

(i) لوگ چند اعمال پر اکتفا کرتے ہوئے باقی اعمال کو ترک کر دیں گے۔

(ii) لوگ اعمال صالحہ کرنے میں کوتاہی کریں گے۔

(iii) مجمل احادیث مبارکہ کی تبلیغ سے احتراز کرنا مقصود تھا۔

"یعملوا" کے مجزوم ہونے کی وجہ:

خط کشیدہ سے ماقبل "دعھـــــم" جملہ میں "دع" فعل امر حاضر معروف ہے' جو مبنی علی السکون ہوتا ہے' "یعملوا" فعل مضارع صیغہ جمع مذکر غائب ہے' یہ فعل امر کے جواب میں واقع ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے۔

سوال نمبر 3: عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ عزوجل یبعث لھذہ الامۃ علی رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ کی صرفی تحقیق سپرد قلم کریں؟

(ب) تجدید دین کا مطلب بیان کریں نیز بتائیں کہ "ہذہ الامۃ" سے مراد امت اجابت ہے یا امت دعوت؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے: بے شک اللہ تعالیٰ اس امت کے لیے ہر سو برس پر ایک مجدد بھیجتا رہے گا' جو ان کا دین تازہ کرے گا۔

خط کشیدہ کی صرفی تحقیق:

لفظ "یـجـدد" صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معروف ثلاثی مزید فیہ بے ہمزہ وصل مضاعف از باب تفعیل۔ کھرا کرنا، صاف کرنا اور تجدید کرنا۔

(ب) تجدید دین کا مطلب و مفہوم:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی، ان کا اپنا قول ہرگز نہیں ہے، یعنی اس امت کی یہ خصوصیت ہے۔ یوں تو اس میں ہمیشہ ہی علماء اور اولیاء پیدا ہوتے رہیں گے، لیکن صدی کے اول یا آخر میں خصوصی مصلحین پیدا ہوتے رہیں گے، جو سنتوں کو پھیلائیں گے، بدعتوں کو مٹائیں گے، غلط تاویلوں کو دور کریں گے، صحیح تبلیغ کریں گے۔ خیال رہے کہ اس حدیث کی بنا پر بہت لوگوں نے اپنے خیال کے مطابق مجددین شمار کروائے ہیں کہ پہلی صدی میں فلاں، دوسری میں فلاں، بہت سے لوگوں نے بھی اپنے آپ کو مجدد کہا۔ مرزا غلام احمد قادیانی پہلے مجدد ہی بنا تھا، پھر نبی ہونے کا دعویٰ کیا، حق یہ ہے کہ اس سے نہ کوئی خاص شخص مراد ہے، اور نہ کوئی خاص جماعت، کبھی اسلامی بادشاہ، کبھی محدثین، کبھی فقہاء، کبھی صوفیاء، کبھی اغنیاء، کبھی بعض حکام دین کی تجدید کریں گے، کبھی ایک، کبھی ان کی جماعتیں جو دین کی یہ خصوصی خدمت کرے، وہی مجدد ہے جیسے ایک زمانہ میں حضرت سلطان محی الدین اورنگ زیب عالمگیر رحمہ اللہ تعالیٰ جنہوں نے اسلام سے اکبری بدعات کو دور فرمایا اور جیسے قطب الوقت حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ تعالیٰ یا اس زمانہ میں عالم عالی حضرت امام شاہ احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ، کہ انہوں نے اپنی زبان اور قلم سے حق و باطل کو چھانٹ کر رکھ دیا۔

"امت" سے مراد:

حدیث میں "هـذه الامـت" کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ امت کی دو اقسام ہیں: (i) امت اجابت یعنی مسلمان (ii) امت دعوت یعنی کفار۔ سوال یہ ہے کہ حدیث میں امت سے مراد کون سی امت ہے؟ اس کا مختصر جواب ہے کہ اس سے امت اجابت مراد ہے۔

سوال نمبر 4: عن ابی امامة قال جلسنا الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فذكرنا ورققنا فبكى سعد بن ابی وقاص فاكثر البكاء فقال یالیتنی مت فقال النبی صلی الله علیه وسلم یا سعد أعندی تتمنی الموت فردد ذلك ثلاث مرات ثم قال یا سعد ان كنت خلقت للجنة فما طال عمرك وحسن من عملك فهو خیر لك .

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں؟

(ب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خط کشیدہ فرمان کی حکمت زینت قرطاس کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: ہم لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے' تو آپ نے ہمیں نصیحت فرمائی اور ہمارے دل نرم کر دیئے' تو سعد رضی اللہ عنہ روئے' اور خوب روئے' پھر انہوں نے کہا: کاش! میں مر جاتا' تب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے سعد! کیا تم میرے پاس رہتے ہوئے موت کی آرزو کرتے ہو؟ آپ نے یہ کلمات تین بار فرمائے' پھر آپ نے فرمایا: اے سعد! اگر تم جنت کے لیے پیدا کیے گئے ہو' پھر جس قدر تمہاری عمر دراز ہو' اور تمہارے عمل اچھے ہوں' تمہارے لیے بہتر ہے۔

(ب) خط کشیدہ عبارت کی حکمت:

صالحین کا قول ہے کہ حلق کی بات کان میں جاتی ہے' اور دماغ کی بات دماغ میں پہنچتی ہے' مگر جو بات دل سے نکلتی ہے' وہ دل ہی پر پڑتی ہے' نامعلوم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کیسے پیارے تھے' جنہوں نے صحابہ کرام کے ایمان تازہ' دماغ روشن اور دل نرم کر دیئے' اس کلام کی یہ تاثیر تا قیامت باقی رہے گی جیسا تجربہ اب بھی ہو رہا ہے' یعنی کیا میری زندگی میں اور میرے پاس رہ کر موت مانگتے ہو؟ تمہیں اس وقت میری صحبتیں اور زیارتیں نصیب ہیں' جو موت سے جاتی رہیں گی' اگرچہ تمہیں بعد موت بڑے درجے ملیں گے' مگر وہ سارے درجے اس ایک نظر پر قربان' جواب تمہیں میسر ہیں۔ کسی فقیر سے پوچھا گیا کہ مومن کی زندگی بہتر ہے' یا موت؟ اس نے جواب میں کہا: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں مومن کی حیات بہتر تھی اور سرکار کی وفات کے بعد اب موت بہتر ہے کہ اس زمانہ میں زندگی میں دیدار تھا اور اب بعد موت ہی ممکن ہوگا۔

قسم ثانی ...... اصول حدیث

سوال نمبر 5: درج ذیل میں سے صرف دو اجزاء کا جواب دیں؟

(الف) حدیث متصل اور حدیث منقطع کی تعریف تحریر کریں؟

(ب) عدالت کی تعریف کریں نیز بتائیں کہ عدالت کے ساتھ متعلقہ وجوہِ طعن کتنے اور کون کون سے ہیں؟ صرف نام لکھیں؟

(ج) مسند' محفوظ' معلل' متروک اور غریب میں سے کوئی تین اصطلاحات کی تعریف بیان کریں؟

جواب: (الف) حدیث متصل اور حدیث منقطع:

۱- حدیث متصل: اگر حدیث کی سند سے کسی راوی کا ذکر ساقط نہیں' تو اس کو متصل کہتے ہیں اور عدم

سقوط کو اتصال کہا جاتا ہے۔

۲-حدیث منقطع: اگر سند میں ایک سے زیادہ راویوں کا ذکر ساقط ہے، تو اس کو منقطع کہتے ہیں اور سقوط کا نام انقطاع ہے۔

(ب) عدالت کی تعریف اور عدالت سے متعلق وجوہ طعن:

عدالت کی تعریف: انسان کی اس پختہ استعداد کا نام ہے، جو نفس کو تقویٰ اور مروت کے التزام پر آمادہ کرے۔

وجوہ طعن:

وجوہ طعن کے نام پانچ ہیں، جو درج ذیل ہیں:

(۱) کذب (۲) اتہام کذب (۳) فسق (۴) جہالت (۵) بدعت۔

(ج) اصطلاحات کی تعریف:

۱-مسند: جس کتاب میں ترتیب صحابہ سے احادیث لائی جائیں جیسے مسند احمد بن حنبل۔

۲-معلل: وہ حدیث ہے، جس کے اسناد میں علل اور ایسے اسباب غامضہ خفیہ ہوں، جو صحت حدیث میں قادح ہوں جیسے حدیث متصل کو مرسل اور یا مرسل کو متصل روایت کر دینے، یا مرفوع کو موقوف روایت کر دینے سے۔

۳-متروک: جس حدیث کی سند میں کوئی راوی متہم بالکذب ہو۔

۴-غریب: جس حدیث کی سند کا کوئی راوی سلسلہ سند کے کسی شیخ سے روایت میں منفرد ہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی للشهادة العالية "السنة الأولیٰ"

للبنین الموافق سنة ۱۴۴۱ھ/2020ء

تیسرا پرچہ: اصول فقہ

الوقت المحدد: ثلث ساعات مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: پہلا سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: وان لایکون الاصل مخصوصا بحکمه بنص اٰخر کقبول شهادة خزیمة وحده کان حکما ثبت بالنص اختصاصه به کرامة له وان لایکون الاصل معدولا به عن القیاس .

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں اور عبارت میں مذکور مثال کی تشریح وتوضیح سپرد قلم کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) قیاس کے لغوی معنی میں مختلف اقوال تحریر کریں نیز بتائیں کہ مصنف نے ان میں سے کس کو ترجیح دی ہے؟ ۱۰+۵=۱۵

(ج) عبارت میں مذکور قیاس کی شرطیں عدمی ہیں یا وجودی؟ اپنا مؤقف بیان کر کے دوسری شرط کی مثال تفصیلاً تحریر کریں؟ ۵+۱۰=۱۵

سوال نمبر 2: ولما صارت العلة عندنا علة بالاثر قدمنا علی القیاس الاستحسان الذی هو القیاس الخفی اذا قوی اثره وقدمنا القیاس لصحة اثره الباطن علی الاستحسان الذی ظهر اثره وخفی فساده لان العبرة لقوة الاثر وصحته دون الظهور .

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور استحسان کی تعریف تحریر کریں؟ ۸+۷=۱۵

(ب) مذکورہ عبارت ایک اعتراض کا جواب ہے، آپ اعتراض ذکر کر کے جواب کی وضاحت کریں؟ ۱۵

سوال نمبر 3: واما الممانعة فهی اربعة اقسام ممانعة فی نفس الوصف وفی صلاحه للحکم وفی نفس الحکم وفی نسبته الی الوصف .

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور ممانعت کی مذکورہ چاروں اقسام کا مفہوم بیان کریں؟ ۳+۱۲=۱۵

(ب) ممانعت کی تعریف کریں نیز اس کی اقسام میں سے کسی ایک کی مثال دے کر تفصیل سپرد قلم

کریں؟۵+۱۰=۱۵

سوال نمبر 4: واما المعارضة فهی نوعان معارضة فیها مناقضة ومعارضة خالصة اما المعارضة التی فیها مناقضة فالقلب۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں اور معارضہ کی تعریف کریں؟۱۰+۵=۱۵

(ب) قلب کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں؟ نیز کسی ایک کی مثال دیکر وضاحت کریں؟۵+۱۰=۱۵

☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2020ء

تیسرا پرچہ: اصول فقہ

سوال نمبر 1: وَاَنَّ لایَکُوْنَ الْاَصْلُ مَخْصُوْصًا بِحُکْمِهٖ بِنَصٍّ اٰخَرَ کَقُبُوْلِ شَهَادَةِ خُزَیْمَةَ وَحْدَهٗ کَانَ حُکْمًا ثَبَتَ بِالنَّصِ اِخْتِصَاصُهٗ بِهٖ کَرَامَةً لَهٗ وَاَنْ لَّا یَکُوْنَ الْاَصْلُ مَعْدُوْلًا بِهٖ عَنِ الْقِیَاسِ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں اور عبارت میں مذکور مثال کی تشریح وتوضیح سپرد قلم کریں؟

(ب) قیاس کے لغوی معنی میں مختلف اقوال تحریر کریں نیز بتائیں کہ مصنف نے ان میں سے کس کو ترجیح دی ہے؟

(ج) عبارت میں مذکور قیاس کی شرطیں عدمی ہیں یا وجودی؟ اپنا موقف بیان کر کے دوسری شرط کی مثال تفصیلاً تحریر کریں؟

جواب: اعراب اور ترجمہ عبارت:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ عبارت درج ذیل ہے:

(قیاس کی شرط) یہ ہے کہ اصل مقیس علیہ اپنے حکم کے ساتھ دوسری نص کے سبب مخصوص نہ ہو جیسے مثلاً اکیلے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی کو قبول کرنا ایسا حکم ہے، جو نص سے ثابت ہے، اس حکم کا ان کے ساتھ خاص ہونا، ان کی کرامت واعزاز کی وجہ سے ہے۔ پھر (دوسری شرط) یہ ہے کہ اصل قیاس سے الگ نہ ہو۔

تشریح وتوضیح:

قیاس کی کل چار شرائط ہیں، ان میں سے دو عدمی ہیں اور دو وجودی، مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ اس عبارت

میں دو عدمی شرائط بیان کر رہے ہیں۔ پہلی شرط یہ ہے کہ مقیس علیہ کا حکم کسی نص سے اصل کے ساتھ خاص نہ ہو اس لیے جب اصل کا حکم اصل کے ساتھ مخصوص ہوگا' تو اس حکم کو دوسری متعدی نہیں کیا جا سکے گا' پھر اس اصل پر دوسرے کو قیاس بھی نہیں کیا جا سکتا' جس طرح حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا قبول ہونا بطور اعزاز و اکرام ہے' حدیث میں یہ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی خصوصیت بیان ہوئی' خواہ اس کے مقابلے میں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم ہی کیوں نہ ہوں۔

دوسری شرط یہ ہے کہ اصل یعنی مقیس علیہ خلاف قیاس نہ ہو' اس لیے جب اصل (مقیس علیہ) خلاف قیاس ہوگا' تو اس پر دوسرے کو قیاس کرنا درست نہیں ہوگا مثلاً رکوع و سجود والی نماز میں قہقہہ لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے' تو قہقہہ سے وضو کا ٹوٹنا خلاف اصل اور خلاف قیاس ہے' اس لیے وضو خروج نجاست سے ٹوٹتا ہے' جبکہ قہقہہ میں کوئی نجاست نہیں ہے۔ دوران نماز قہقہہ سے وضو نہیں ٹوٹنا چاہیے' جس طرح خروج نماز میں قہقہہ سے وضو نہیں ٹوٹتا' مگر حدیث شریف کے سبب قہقہہ کو خلاف قیاس ناقض وضو قرار دیا گیا ہے۔ لہٰذا نماز جنازہ اور سجدہ تلاوت کو اس پر قیاس کرنا درست نہیں ہے' کیونکہ صلوٰۃ کاملہ میں قہقہہ کا ناقض وضو ہونا' خلاف قیاس ہے۔

قیاس کے لغوی معنیٰ میں اقوال اور مصنف کا ترجیح موقف:

قیاس کے لغوی معنیٰ میں مشہور دو قول ہیں:

(i) علامہ ابن حاجب فرماتے ہیں کہ قیاس کے لغوی معنیٰ مساوات اور برابری کے ہیں' چنانچہ کہا جاتا ہے: **فلان یقاس بفلان** فلاں' فلاں کے مساوی اور برابر ہے۔

(ii) اکثر علماء کی رائے ہے کہ قیاس کے لغوی معنیٰ اندازہ کرنے کے ہیں' کہا جاتا ہے: **قست الارض بالقصبة** (میں نے بانس سے زمین کا اندازہ کیا یعنی اسے ناپا) **قاس الطبیب قعر الجرح** (یعنی طبیب نے زخم کی گہرائی کا اندازہ لگایا یعنی اسے ناپا) **قس النعل بالنعل** (ایک جوتے کا دوسرے جوتے کے ساتھ اندازہ لگا۔ اور ایک جوتے کو دوسرے جوتے کی نظیر اور مثل بنا)

اصطلاح شرع میں قیاس کی چند تعریفیں کی گئی ہیں: چنانچہ بعض علماء نے ان الفاظ سے تعریف کی ہے: **تعدیة الحکم من الاصل الی الفرع** یعنی حکم کو اصل سے فرع کی طرف منتقل اور متعدی کرنا' لیکن یہ تعریف درست نہیں ہے' کیونکہ حکم اصل کے لیے وصف ہے' اور اوصاف کا منتقل ہونا محال ہے۔ اس اعتراض سے بچنے کے لیے بعض علماء نے یہ تعریف کی ہے: "**ھو ابانة مثل حکم احد المذکورین بمثل علة فی الأخر**" اس تعریف میں آخر سے مراد فرع ہے' اور **احد المذکورین** سے مراد اصل ہے یعنی اصل میں علت کے پائے جانے کی وجہ سے فرع میں اصل کے حکم کی مثل حکم کرنے کا نام قیاس ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب فرع میں اصل کی علت کی مانند علت پائی جائے گی' تو اس علت کی وجہ سے فرع

میں اصل حکم کی مانند حکم ظاہر کر دیا جائے گا' اور اسی کا نام قیاس ہوگا۔

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے دونوں تعریفوں سے اعراض کرتے ہوئے' فقہاء کا حوالہ دے کر ایک تیسری تعریف ذکر کی ہے' چنانچہ فرمایا ہے کہ فقہاء نے جب فرع کا حکم اصل سے لیا یعنی فرع کے اندر اصل کے حکم کی مثل حکم کو ظاہر کیا' تو انہوں نے اس کو لینے اور ظاہر کرنے کو قیاس کے نام کے ساتھ موسوم کیا' کیونکہ انہوں نے حکم اور علت میں فرع کا اصل کے ساتھ اندازہ اور موازنہ کیا ہے۔

(ج) عبارت میں قیاس کی عدمی یا وجودی شرائط اور دوسری شرط کی مثال:

صحت قیاس کی کل چار شرائط ہیں' ان میں سے دو عدمی اور دو وجودی۔ مصنف اس عبارت میں دو عدمی شرائط بیان کر رہے ہیں۔ پہلی شرط یہ ہے کہ اصل (مقیس علیہ) کا حکم کسی نص کے ساتھ مخصوص نہ ہو' اور دوسری شرط یہ ہے اصل (مقیس علیہ) خلاف قیاس نہ ہو۔

دوسری عدمی شرط کی مثال یہ ہے کہ رکوع و سجود والی نماز میں قہقہہ لگانے سے وضو ٹوٹ جائے گا' یہ خلاف قیاس چیز ہے' کیونکہ خروج نجاست سے وضو ٹوٹتا ہے' جو یہاں نہیں پائی گئی' جس طرح خارج نماز میں قہقہہ سے وضو نہیں ٹوٹتا حالت نماز میں بھی نہیں ٹوٹنا چاہیے۔

ایک روایت میں مذکور ہے: ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا رہے تھے' تو اسی دوران ایک شخص جو کمزور نظر تھا' وہ گڑھے میں گر گیا' جس وجہ سے بعض صحابہ کرام حالت نماز میں ہنس پڑے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فراغت نماز پر فرمایا: تم میں سے جس نے قہقہہ لگایا ہے وہ وضو کا اعادہ کرے اور نماز کا بھی اعادہ کرے' چونکہ یہ حکم خلاف قیاس نص سے ثابت ہے' لہٰذا یہ اپنے مورد میں بند رہے گا۔

نماز جنازہ اور سجدہ تلاوت کے دوران قہقہہ لگانے سے وضو فاسد نہیں ہوگا' مگر نماز ٹوٹ جائے گی۔

سوال نمبر 2: ولما صارت العلة عندنا علة بالاثر قدمنا على القياس الاستحسان الذى هو القياس الخفى اذا قوى اثره وقدمنا القياس لصحة اثره الباطن على الاستحسان الذى ظهر اثره وخفى فساده لان العبرة لقوة الاثر وصحته دون الظهور۔

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور استحسان کی تعریف تحریر کریں؟

(ب) مذکورہ عبارت ایک اعتراض کا جواب ہے' آپ اعتراض ذکر کر کے جواب کی وضاحت کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

اور ہمارے نزدیک علت جب اثر کی وجہ سے ہوتی ہے' تو ہم نے قیاس پر مقدم کیا' اس استحسان کو' جو قیاس خفی ہے' جبکہ استحسان کا اثر قوی ہو' اور ہم نے قیاس کو مقدم کیا اس کے باطنی اثر کی صحت کی وجہ سے اس استحسان پر جس کا اثر ظاہر ہوا' اور اس کا فساد مخفی ہو' اس لیے کہ اعتبار اثر کی قوت اور اس کی صحت کا ہے نہ کہ

ظہور کا۔

استحسان کی تعریف:

لغوی معنیٰ کسی چیز کو اچھا سمجھنے کا ہے۔ اصطلاح میں استحسان سے مراد قرآن وسنت یا اجماع کی کسی قوی دلیل کی وجہ سے قیاس کو چھوڑ دینا ہے۔

(ب) عبارت کے حوالے سے سوال وجواب:

مذکورہ عبارت ایک سوال مقدر کا جواب ہے، وہ سوال وجواب حسب ذیل ہیں:

سوال: استحسان کہتے ہیں قیاس خفی کو قیاس جلی کے مقابلہ میں ترجیح دینا، امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ استحسان کے قائل ہیں، اسی لیے احناف کبھی قیاس کو چھوڑ دیتے ہیں اور استحسان پر عمل کرتے ہیں۔ کوئی شخص اعتراض کرتا ہے کہ دلائل شرعیہ تو چار ہیں، یہ پانچویں دلیل استحسان آپ کہاں سے لائے؟ دوسری بات یہ ہے کہ آپ استحسان کے مقابلہ میں قیاس کو چھوڑ دیتے ہیں، جس کا مطلب یہ ہوا کہ دلیل شرعی کو چھوڑ کر غیر شرعی دلیل پر عمل کرنا یہ کیسے درست ہو سکتا ہے؟

جواب: استحسان کوئی نئی چیز نہیں، بلکہ قیاس ہی کی ایک قسم ہے، بس اتنا فرق ہے کہ قیاس جلی ہے، اور استحسان قیاس خفی ہے، جب دونوں قیاس ہی کی قسمیں تو رہا یہ سوال کہ کہاں کس کو ترجیح ہوگی؟ تو اس میں ضابطہ یہ ہے کہ جہاں جس کی تاثیر قوی ہوگی، وہاں اس کو ترجیح دیں گے۔ لہٰذا جہاں استحسان کی تاثیر قوی ہو گی وہاں استحسان مقدم ہوگا، اور جہاں قیاس کی تاثیر ہوگی وہاں قیاس مقدم ہوگا، کیونکہ اثر کی قوت وصحت کا اعتبار ہے نہ کہ اس کے ظہور کا، یعنی اثر کے ظاہر اور خفی ہونے کا اعتبار نہیں ہے، بلکہ اثر کے قوی اور مضبوط ہونے کا اعتبار ہے، کیونکہ بعض اوقات ایک چیز ظاہر ہوتی ہے، مگر اس کا اثر ضعیف ہوتا ہے، اور ایک چیز مخفی ہوتی ہے، مگر اس کا اثر قوی ہوتا ہے جیسے دنیا اگرچہ ظاہر ہے مگر اس کا اثر فنا ہونا ہے، جو ضعیف ہے، اور آخرت مخفی ہے باطن ہے، مگر اس کا اثر بقا ہے، جو قوی ہے۔ لہٰذا قوی کو ضعیف پر ترجیح دیں گے، ظاہر اور خفی ہونا نہ دیکھیں گے، کیونکہ علت کا علت ہونا اثر اور تاثیر ہی کی وجہ سے ہوتا ہے۔

سوال نمبر 3: واما الممانعة فهي اربعة اقسام ممانعة في نفس الوصف وفي صلاحه للحكم وفي نفس الحكم وفي نسبته الى الوصف .

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور ممانعت کی مذکورہ چاروں اقسام کا مفہوم بیان کریں؟

(ب) ممانعت کی تعریف کریں نیز اس کی اقسام میں سے کسی ایک کی مثال دے کر تفصیل سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

اور بہر حال ممانعت تو اس کی چار قسمیں ہیں، نفس وصف کا انکار کر دینا، وصف کا حکم کے لیے صالح

ہونے سے انکار کر دینا، نفس حکم کا انکار کر دینا، وصف کی طرف حکم کے منسوب ہونے کا انکار کر دینا۔

ممانعت کی چاروں اقسام کا مفہوم:

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ علت طردیہ کو دفع کرنے کا دوسرا طریقہ بیان کرتے ہیں، دوسرا طریقہ ممانعت ہے، ممانعت یہ ہے کہ معترض کی دلیل کے تمام مقدمات، یا بعض مقدمات کو قبول کرنے سے انکار کر دے۔

پھر ممانعت کی کل چار اقسام ہیں، جو حسب ذیل ہیں:

(i) نفس وصف کو قبول کرنے سے انکار کرنا۔ (ii) وصف کا وجود تسلیم کر کے اس کے صالح للحکم ہونے کا انکار کرنا۔ (iii) نفس حکم کا انکار کرنا۔ (iv) وصف کی طرف حکم کی نسبت کا انکار کرنا۔

(ب) ممانعت کی تعریف اور ایک قسم کی مثال سے وضاحت:

تعریف ممانعت: ممانعت یہ ہے کہ معترض معلل کی دلیل کے تمام مقامات یا بعض متعین مقدمات کو قبول کرنے سے انکار کر دے۔

ایک قسم کی مثال سے وضاحت:

ممانعت کی ایک قسم یہ ہے کہ وصف کو بھی تسلیم کرے اور اس میں حکم صلاحیت کو بھی تسلیم کرے، البتہ حکم کا انکار کر دے، اور کہے کہ یہ حکم نہیں، جو آپ نے ثابت کیا، بلکہ دوسرا ہے مثلاً امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وضو میں چہرہ اور ہاتھ کو تین بار دھونا مسنون ہے، کیونکہ چہرہ کا دھونا رکن ہے، اور یہ رکنیت کی علت سر کے مسح میں بھی پائی جاتی ہے، لہٰذا سر کے مسح میں بھی تثلیث مسنون ہے، تو یہاں علت رکنیت اور حکم میں تثلیث ہے۔ ہم احناف کہتے ہیں کہ ہم حکم یعنی تثلیث مسنون ہونے کو تسلیم ہی نہیں کرتے، بلکہ ہم کہتے ہیں کہ فرض ادا ہونے کے بعد محل فرض میں کچھ زیادتی کر کے فرض کو کامل و مکمل کرنا مسنون ہے، چونکہ وضو میں پورا چہرہ دھونا فرض ہے، تو اس میں اکمال کی سنت حاصل کرنے کے لیے تثلیث کا حکم دیا اور سر کے مسح میں پورے سر کا مسح فرض نہیں ہے، اس لیے اس میں اکمال پورے سر کے مسح سے ہو جائے گا، اس لیے مسح ایک بار مسنون ہے۔

سوال نمبر 4: وَاَمَّا الْمُعَارَضَةُ فَهِيَ نَوْعَانِ مُعَارَضَةٌ فِيهَا مُنَاقَضَةٌ وَمُعَارَضَةٌ خَالِصَةٌ اَمَّا الْمُعَارَضَةُ الَّتِي فِيهَا مُنَاقَضَةٌ فَالْقَلْبُ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں اور معارضہ کی تعریف کریں؟

(ب) قلب کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں؟ نیز کسی ایک کی مثال دیکر وضاحت کریں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب اور ترجمہ عبارت:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ عبارت درج ذیل ہے:

بہر حال معارضہ کی دو اقسام ہیں: (i) وہ معارضہ جس میں مناقضہ ہو۔ (ii) وہ معارضہ جو خالصہ' تاہم وہ معارضہ جس میں مناقضہ بھی ہو' وہ قلب ہے۔

معاضہ کی تعریف: معلل اپنے دعویٰ پر دلیل قائم کردے' پھر معترض اس کے خلاف دلیل قائم کردے اور معلل کی دلیل سے تعرض نہ کرے۔

(ب) قلب کی اقسام اور ایک کی مثال:

قلب کی دو اقسام ہیں' جو درج ذیل ہیں:

(i) علت کو الٹ کر حکم بنا دینا اور حکم الٹ کر علت بنا دینا۔

(ii) علت کو اس طرح الٹا دینا کہ مستدل کے دعویٰ کے لیے مثبت ہونے کی بجائے اس کے خلاف پر دال بن جائے۔

قلب کی قسم کی مثال سے وضاحت:

قلب کی پہلی قسم' قلب الاناء سے ماخوذ ہے۔ اس کی حسی مثال یوں ہے جیسے برتن کے اوپر کے حصہ کو نیچے اور نیچے کے حصہ کو اوپر کر دینا' علت اصل ہونے کی وجہ سے حکم سے اعلیٰ ہے' اور حکم کے تابع ہونے کی وجہ سے علت سے نیچے ہے' جب قلب کر دیا' تو اعلیٰ اسفل اور اسفل اعلیٰ ہو گیا' گویا برتن کو پلٹنے کی مثل ہو گیا۔ قلب کی یہ صورت صرف اسی صورت میں متحقق ہو سکتی ہے' جب کسی ایسے حکم شرعی کو قیاس کی علت قرار دیا جائے' اور اس میں پلٹ کر دوبارہ حکم بننے کی صلاحیت موجود ہو۔

اس کی مثال امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کفار کو زنا کے جرم میں اگر غیر محصن ہو' تو کوڑے مارے جائیں گے اور محصن ہونے کی صورت میں' اسے رجم کیا جائے گا' کیونکہ ان کے نزدیک محصن ہونے کے لیے اسلام (مسلمان ہونا) شرط نہیں ہے۔ احناف کے نزدیک محصن ہونے کے لیے اسلام شرط ہے۔ لہٰذا کافر محصن نہیں ہو سکتا' تو کافر شادی شدہ اور غیر شادی شدہ دونوں کو سو کوڑے مارے جائیں گے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کفار کو مسلمانوں پر قیاس کر کے کہتے ہیں کہ بکر (یعنی غیر محصن) کو سو کوڑے لگتے ہیں' تو ان کے ثیب کو رجم کیا جائے گا۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کوڑوں کو علت قرار دیتے ہیں اور رجم کو حکم بنایا' تو ہم نے ان پر معارضہ کیا' ان کی علت کو حکم اور حکم کو علت بنا دیا' پھر ہم نے کہا: آپ نے مسلمانوں پر قیاس کیا اور مسلمانوں میں ہم کوڑے مارنے کو رجم کی علت نہیں مانتے ہیں' بلکہ الٹا یوں کہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بکر (غیر محصن) کو کوڑے مارے جاتے ہیں' کیونکہ ان کے ثیب کو رجم کیا جاتا ہے' تو اس طرح رجم علت ہے' اور کوڑے مارنا حکم ہے' تو ان کی علت کو حکم اور حکم کو ہم نے علت بنا دیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی للشهادة العالية "السنة الأولىٰ"

للبنين الموافق سنة ۱۴۴۱ھ/2020ء

چوتھا پرچہ: فقہ

الوقت المحدد: ثلث ساعات　　　　مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: پہلا سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دوسوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: ولا ينعقد نكاح المسلمين الا بحضور شاهدين حرين عاقلين بالغين مسلمين رجلين أو رجل وامرأتين عدولا كانوا او غير عدول أو محدودين فى القذف .

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں نیز بتائیں کہ انعقاد نکاح کے لیے شہادت شرط ہے یا نہیں؟ اپنا مؤقف دلیل دیکر بیان کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) نکاح کے گواہوں کے لیے عدالت شرط ہے یا نہیں؟ احناف وشوافع کا مؤقف مع الدلائل تحریر کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

سوال نمبر 2: واذا خلا الرجل بامرأته وليس هناك مانع من الوطى ثم طلقها فلها كمال المهر وقال الشافعى رحمة الله عليه لها نصف المهر لان المعقود عليه انما يصير مستوفيا بالوطى فلا يتأكد المهر دونه .

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور مذکورہ مسئلہ میں احناف کا مذہب دلیل دے کر ثابت کریں؟ ۱۵=۸+۷

(ب) مقطوع الذکر نے اپنی بیوی کو خلوت کے بعد طلاق دی تو اس کی بیوی کو کل مہر ملے گا یا نصف؟ اختلاف ائمہ مدلل بیان کریں؟ ۱۵

سوال نمبر 3: قال قليل الرضاع وكثيره سواء اذا حصل فى مدة الرضاع يتعلق به التحريم وقال الشافعى رحمة الله عليه لايثبت التحريم الا بخمس رضعات لقوله عليه السلام لا تحرم المصة ولا المصتان ولا الاملاجة ولا الاملاجتان .

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور مذکورہ مسئلہ میں احناف کے دلائل نقلیہ وعقلیہ تحریر کریں؟ ۱۵=۸+۷

(ب) رضاعت کی زیادہ سے زیادہ مدت کے بارے میں اختلاف ائمہ مع الدلائل تحریر کریں؟ ۱۵

سوال نمبر 4: وطلاق الحامل یجوز عقیب الجماع لانه لا یؤدی الی اشتباہ وجه العدة وزمان الحبل زمان الرغبة فی الوطی لکونه غیر معلق أو فیها لمکان ولده منها فلایقل الرغبة بالجماع۔

(الف) عبارت پر اعراب لگائیں اور اس میں موجود مسئلہ کی وضاحت کریں؟ ۸+۷=۱۵

(ب) شیخین اور امام محمد کے نزدیک حاملہ عورت کو سنت کے مطابق طلاق دینے کا طریقہ مع الدلائل بیان کریں؟ ۱۵

☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2020ء

چوتھا پرچہ: فقہ

سوال نمبر 1: وَلَا يَنْعَقِدُ نِكَاحُ الْمُسْلِمِيْنَ إِلَّا بِحُضُوْرِ شَاهِدَيْنِ حُرَّيْنِ عَاقِلَيْنِ بَالِغَيْنِ مُسْلِمَيْنِ رَجُلَيْنِ أَوْ رَجُلٍ وَامْرَأَتَيْنِ عُدُوْلًا كَانُوْا أَوْ غَيْرَ عُدُوْلٍ أَوْ مَحْدُوْدَيْنِ فِي الْقَذْفِ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، نیز بتائیں کہ انعقادِ نکاح کے لیے شہادت شرط ہے یا نہیں؟ اپنا موقف دلیل دیکر بیان کریں؟

(ب) نکاح کے گواہوں کے لیے عدالت شرط ہے یا نہیں؟ احناف وشوافع کا موقف مع الدلائل تحریر کریں؟

جواب: (الف) اعراب اور ترجمہ عبارت:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ عبارت درج ذیل ہے:

مسلمانوں کا نکاح دو ایسے گواہوں کی موجودگی میں ہی منعقد ہوگا، جو آزاد ہوں، ذی عقل ہوں، بالغ ہوں، وہ دونوں مسلمان مرد ہوں، یا ایک مرد اور دو عورتیں ہوں، خواہ وہ عادل ہوں یا غیر عادل، یا محدود فی القذف ہوں۔

انعقادِ نکاح کے لیے شہادت شرط ہونا:

نکاح کے انعقاد کے لیے شہادت شرط ہے، یہ شہادت ایسے دو مسلمانوں کی ہوگی جو آزاد ہوں، عاقل ہوں، بالغ ہوں، دونوں مرد ہوں، یا ایک مرد اور دو عورتیں ہوں، خواہ وہ عادل ہوں یا عادل نہ ہوں۔ اس پر

دلیل یہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: ''گواہوں کے بغیر نکاح منعقد ہی نہیں ہوتا'' اس حدیث میں صاف طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انعقاد نکاح کے لیے گواہوں کی موجودگی کو شرط وضروری قرار دیا ہے۔

(ب) نکاح کے گواہوں کے لیے عدالت شرط ہونے کے حوالے سے مذاہب آئمہ:

انعقاد نکاح کے وقت گواہوں کا عادل ہونا شرط ہے یا نہیں؟ اس حوالے سے آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔
احناف کے نزدیک انعقاد نکاح کے لیے گواہوں کا عادل ہونا ضروری نہیں ہے، یعنی اگر غیر عادل گواہوں کی موجودگی میں کوئی عقد ہوا' تو وہ منعقد اور درست ہوگا۔ احناف کی دلیل یہ ہے کہ فاسق کا فسق و فجور صرف اس کی ذات تک محدود ہے' دیگر لوگ اس سے مستثنٰی ہیں' یہی وجہ ہے کہ فسق کے باوجود شریعت نے اسے اہل ولایت میں سے مانا ہے یعنی وہ خود اپنا بھی نکاح کر سکتا ہے' اور اپنے غلام اور باندی وغیرہ کا بھی نکاح کر سکتا ہے' تو جس طرح فاسق کے لیے ولایت ثابت ہے' اسی طرح شہادت بھی ثابت ہوگی اور اہل ولایت میں ہونے کے ساتھ ساتھ وہ اہل شہادت میں سے بھی ہوگا۔
اس کے برخلاف امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسلک یہ ہے کہ شاہدین کا عادل ہونا ضروری ہے' اور غیر عادل گواہ کی موجودگی میں نکاح منعقد نہیں ہوگا۔ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ بھی اسی کے قائل ہیں۔
امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل یہ ہے کہ شہادت قابل تکریم اور لائق تعظیم چیزوں میں سے ہے' چنانچہ اللہ کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ ''اکرموا الشهود فان الله يحيى بهم الحقوق'' یعنی گواہوں کی تعظیم کرو' اس لیے کہ اللہ تعالیٰ انہی کے سبب حقوق کو زندہ اور تابندہ رکھتے ہیں' یہ حدیث صاف اشارہ دے رہی ہے کہ شہادت باب کرامت میں سے ہے' لہٰذا شہادت کا اہل بھی وہی ہوگا جو قابل تعظیم وتکریم ہوگا' اور فاسق مردود اور ذلیل ہوتا ہے' اسی لیے وہ شہادت کا اہل بھی نہیں ہو سکتا' فاسق کے بارے میں اللہ کے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک فرمادیا: ''اذا لقيت الفاسق فالقه بوجه مقهور'' جب فاسق سے سامنا ہو جائے' تو کھا جانے والے چہرے سے اسے دیکھو' دیکھیے جب حدیث شریف میں فاسق کی طرف نظر شفقت اور تبسم سے منع کیا گیا ہے' تو شہادت جیسی محترم چیز کا اسے کیونکر محتمل بنایا جا سکتا ہے؟

سوال نمبر 2: واذا خلا الرجل بامرأته وليس هناك مانع من الوطى ثم طلقها فلها كمال المهر وقال الشافعي رحمة الله عليه لها نصف المهر لان المعقود عليه انما يصير مستوفيا بالوطى فلا يتأكد المهر دونه .

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور مذکورہ مسئلہ میں احناف کا مذہب دلیل دے کر ثابت کریں؟
(ب) مقطوع الذکر نے اپنی بیوی کو خلوت کے بعد طلاق دی' تو اس کی بیوی کو کل مہر ملے گا یا نصف؟

اختلاف ائمہ مدلل بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

اور جب شوہر نے اپنی بیوی کے ساتھ خلوت کر لی اور وہاں وطی کے مانع کوئی چیز نہیں تھی، پھر اس نے بیوی کو طلاق دے دی، تو اب بیوی کو پورا مہر ملے گا۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نصف مہر ملے گا اس لیے کہ وطی ہی سے کما حقہ معقود علیہ (بضعہ) حاصل ہوگا، لہٰذا بدوں وطی مہر منعقد نہیں ہوگا۔

مسئلہ میں احناف کا مذہب اور دلیل:

اگر کوئی شخص نکاح کے بعد اپنی بیوی کو طلاق دے، جبکہ اس نے خلوت میسر آنے کے باوجود اس سے وطی نہیں کی تھی، تو احناف کے نزدیک شوہر اپنی بیوی کو پورا مہر دے گا۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا بھی یہی مؤقف ہے۔ اس حوالے سے احناف کی دلیل یہ ہے کہ اس بیچاری پر بضعہ کی سپردگی ہی تو واجب ہے، اور اتنا سب مانتے ہیں کہ حتی المقدور ہی واجب کی ادائیگی لازم ہوتی ہے، لہٰذا جب عورت نے خلوت میں شوہر کے ساتھ وقت گزارا، تو اس نے تمام مانع وطی کو زائل کر کے اپنا مبدل یعنی بضعہ اس کے حوالے کر دیا، اور یہی اس کے بس میں تھا، آگے کا مرحلہ تو شوہر کا تھا کہ وہ سگنل دے کر گاڑی چلا دیتا، بہر حال جب عورت نے وہ تمام چیزیں پوری کر دیں، جو اس کے بس میں تھیں، تو اب اسے اس کے حق یعنی کمال مہر سے محروم رکھنا اس کے ساتھ ناانصافی اور تعصب ہوگا، اس لیے ہم تو اس غریب کو پورا مہر دلوائیں گے۔

(ب) مقطوع الذکر کے اپنے بیوی سے خلوت کے بعد طلاق دینے کی صورت میں مہر کے حوالے سے مذاہب آئمہ:

اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے کہ مقطوع الذکر شوہر اپنی زوجہ کو خلوت میں پانے کے بعد اسے طلاق دے دیتا ہے، تو کیا بیوی کو نصف مہر ملے گا یا پورا؟ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے کہ اگر کسی مقطوع الذکر نے اپنی بیوی کے ساتھ خلوت کی (مجبوبیت کے علاوہ) مانع وطی کوئی چیز موجود نہیں تھی، پھر اس نے بیوی کو طلاق دے دی، تو اس مجبوب کی یہ خلوت، خلوت صحیحہ شمار کی جائے گی اور اس پر پورے مہر کی ادائیگی واجب و لازم ہوگی۔ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل یہ ہے کہ مہر عورت کا حق ہے، لہٰذا اگر عورت کی طرف سے کوئی کمی یا کوتاہی پائی جائے گی، تب تو مہر میں کمی ہوگی ورنہ نہیں، اور صورت مسئلہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ عورت کی جانب سے کوئی کمی نہیں ہے، اس لیے کہ شوہر کے مقطوع الذکر ہونے کی وجہ سے عورت پر رگڑنے اور پھیرنے کی صورت میں تسلیم بضعہ واجب ہے، اور وہ اس نے پورا کر دیا، لہٰذا منع وطی میں عورت کے ذاتی عمل کا کوئی دخل نہیں ہے، اسی لیے عنین کی طرح مقطوع الذکر کی خلوت بھی خلوت صحیحہ ہوگی۔

حضرات صاحبین فرماتے ہیں کہ مجبوب کی خلوت فاسدہ ہوگی اور اس پر نصف مہر کی ادائیگی ضروری ہو گی' ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ مرض خلوت صحیحہ سے مانع ہے' اور مجبوب کا جب مریض کے مرض سے بڑھا ہوا ہے (کہ اس صورت میں تو وطی کا امکان ہی معدوم ہے) لہٰذا یہ تو بدرجہ مانع ہوگا' اور اس کی خلوت' خلوت فاسدہ کہلائے گی۔

سوال نمبر3: قال قليل الرضاع وكثيره سواء اذا حصل في مدة الرضاع يتعلق به التحريم وقال الشافعي رحمة الله عليه لايثبت التحريم الا بخمس رضعات لقوله عليه السلام لا تحرم المصة ولا المصتان ولا الاملاجة ولا الاملاجتان .

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور مذکورہ مسئلہ میں احناف کے دلائل نقلیہ وعقلیہ تحریر کریں؟

(ب) رضاعت کی زیادہ سے زیادہ مدت کے بارے میں اختلاف ائمہ مع الدلائل تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

کہا کہ رضاعت میں قلیل وکثیر دونوں برابر ہیں' جب مدت رضاعت میں یہ چیز پائی جائے' تو اس سے حرمت متعلق ہوگی۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: پانچ گھونٹ سے کم پینے کی صورت میں حرمت ثابت نہیں ہوگی' کیونکہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ نہ تو ایک دومرتبہ چوسنے سے حرمت ثابت ہوگی اور نہ ہی ایک دومرتبہ چھاتی کو منہ میں لینے سے۔

مسئلہ رضاعت میں امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے دلائل:

مسئلہ رضاعت میں مام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف بالکل واضح ہے کہ محض دودھ پینے سے رضاعت ثابت ہو جائے گی' خواہ دودھ قلیل ہو یا کثیر' بلکہ خواہ ایک قطرہ ہی کیوں نہ ہو۔ آپ کے دلائل درج ذیل ہیں:

(i) قرآن کریم میں مطلقاً "وامهاتكم اللاتي أرضعنكم" فرمایا گیا ہے' اسی طرح حدیث پاک میں بھی "يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب" کا حکم مطلق بغیر کسی تفصیل کے وارد ہوا ہے' جن میں قلیل وکثیر کے مابین کوئی فرق نہیں کیا گیا ہے' لہٰذا جس طرح مقدار کثیر موجب حرمت ہوگی' اسی طرح مقدار قلیل بھی موجب حرمت ہوگی اور اس میں کسی بھی طرح کی زیادتی یا تقیید' کتاب وسنت میں من مانی اور اضافے کی موجب ہوگی۔

(ii) عقلی دلیل یہ ہے کہ جو دراصل ایک سوال مقدر کا جواب ہے' سوال یہ ہے کہ عقلاً بھی مقدار قلیل کا محرم نہ ہونا ہی سمجھ میں آتا ہے' اس لیے کہ رضاعت کے محرم ہونے کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ اس سے بچے کی نشوونما میں اضافہ ہوتا ہے' اور ایک انسان کی جزئیت وبعضیت کا دوسرے میں شمول اور دخول ہوتا ہے' جو

حقیقی جزئیت کا شبہہ اور شائبہ پیدا کرتا ہے اور ظاہر ہے اگر اس نظریے سے دیکھا جائے تو مقدار قلیل کو محرم نہیں ہونا چاہیے کیونکہ ایک دو مرتبہ دودھ پینے سے نہ تو بچے کی ہڈیاں مضبوط ہوتی ہیں اور نہ ہی بہت زیادہ گوشت پوست چڑھ جاتا ہے۔

(ب) رضاعت کی زیادہ سے زیادہ مدت میں مذاہب آئمہ:

رضاعت کی زیادہ سے زیادہ مدت میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے ان کے مذاہب و دلائل کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ: آپ کے نزدیک مدت رضاعت تیس مہینے ہیں آپ نے قرآن کریم کی اس آیت سے استدلال کیا ہے: "وَحَمْلُهُ وَفِصٰلُهُ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ط" اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فصال اور حمل دو الگ الگ چیزوں کی ایک ساتھ مدت بیان فرمائی ہے لہٰذا مذکورہ مدت دونوں کے لیے علیحدہ علیحدہ کامل طور پر ثابت ہوگی جیسے اگر دو قرضوں کے لیے ایک ہی مدت بیان کی جائے مثلاً کسی کے کسی پر روپے بھی ہوں اور غلہ بھی ہو اور وہ یوں کہے: میں ایک سال تک تمہیں اپنا قرض ادا کرنے کی مہلت دیتا ہوں تو یہ مدت ان دونوں میں سے ہر ایک کے لیے کامل طور پر ثابت ہوگی اور ان پر تقسیم نہیں ہوگی اسی طرح آیت مذکورہ میں بھی ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا والی مدت حمل اور فصال میں سے ہر ایک کے لیے کامل طور پر ثابت ہوگی اور تقسیم نہیں ہوگی۔

۲- آئمہ ثلاثہ اور صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ: آئمہ ثلاثہ اور صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے کہ رضاعت کی مدت دو سال یعنی چوبیس مہینے ہیں۔ ان کی دلیل یہ ارشاد خداوندی ہے: "وَحَمْلُهُ وَفِصٰلُهُ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ط" اللہ تعالیٰ نے حمل اور فصال دونوں کے لیے تیس ماہ کی مدت مقرر فرمائی ہے اور حمل کی کم از کم مدت چھ مہینے ہے لہٰذا جب تیس میں سے چھ کو نکالیں گے تو لامحالہ چوبیس مہینے باقی بچیں گے اور یہی رضاعت کی مدت بنے گی۔

۳- امام زفر رحمہ اللہ تعالیٰ: آپ کا مؤقف یہ ہے کہ مدت رضاعت تین سال ہے آپ کی دلیل یہ ہے کہ دو سال پورے ہونے کے بعد ایک ایسی مدت کا وجود ضروری ہے جس میں بچہ اپنی عادت و فطرت کو تبدیل کرلے اور اس کی وہ نشوونما جو لبن اور دودھ پر منحصر تھی خوراک اور دیگر غذا مثلاً طعام وغیرہ میں تبدیل ہو جائے اور اس تبدیلی کے لیے ایک سال نہایت موزوں مدت ہے اس لیے ایک سال یہ اور دو سال پہلے کل ملا کر تین سال ہو جائیں گے اور یہی مدت رضاعت ہوگی۔

سوال نمبر 4: وَطَلَاقُ الْحَامِلِ يَجُوْزُ عَقِيْبَ الْجِمَاعِ لِاَنَّهٗ لَا يُؤَدِّيْ اِلَى اشْتِبَاهِ وَجْهِ الْعِدَّةِ وَزَمَانُ الْحَبَلِ زَمَانُ الرَّغْبَةِ فِي الْوَطْيِ لِكَوْنِهٖ غَيْرَ مُعَلَّقٍ اَوْ فِيْهَا لِمَكَانِ وَلَدِهٖ مِنْهَا فَلَا يَقِلُّ الرَّغْبَةُ بِالْجِمَاعِ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگائیں اور اس میں موجود مسئلہ کی وضاحت کریں؟
(ب) شیخین اور امام محمد کے نزدیک حاملہ عورت کو سنت کے مطابق طلاق دینے کا طریقہ مع الدلائل بیان کریں؟

جواب: (الف) اعراب اور مسئلہ کی وضاحت:

نوٹ: اعراب لگا دیے گئے ہیں اور مسئلہ کی وضاحت درج ذیل ہے:

حاملہ عورت کی طلاق:

یہاں سے گزشتہ عبارت میں موجود فصار کزمان الحبل والے ٹکڑے کی مزید تشریح و توضیح فرماتے ہیں کہتے ہیں کہ صغیرہ اور آئسہ کی طرح حاملہ عورت کو بھی جماع کے بعد فوراً بلا فرق و فصل طلاق دینا درست ہے' اور اس میں کوئی قباحت یا کراہت نہیں ہے' کیونکہ اس کے حق میں اولاً تو اشتباہ عدت کا کوئی مسئلہ نہیں ہے' اس لیے کہ وضع حمل اس کی عدت متعین ہے۔

دوسرے یہ کہ حمل کا زمانہ وطی سے رغبت اور دلچسپی کا زمانہ ہے' کیونکہ یہ بات طے ہے کہ حمل ٹھہر جانے کے بعد اب وطی کرنے سے شوہر کی رغبت کم ہوگی' اس لیے کہ علوق کے بعد والی وطی بھی معلق نہیں ہوگی کہ حمل پر حمل ٹھہر جائے' لہٰذا فراد عن مزن الولد والا مسئلہ یہاں ختم ہے' اس لیے حمل کے زمانہ میں بھی وطی سے رغبت برقرار رہے گی' نیز یہ بات بھی وطی کو مرغوب کر دیتی ہے کہ حمل کی وجہ سے مذکورہ عورت شوہر کے بچے کی ماں بننے والی ہے' اور شوہر نے پہلے ہی جب بچے کی ذمے داری قبول کر لی ہے' تو ظاہر ہے کہ وہ اس کے حصول اور معرض وجود میں آنے کا منتظر ہوگا' اور زمانۂ حمل میں عورت سے ہم بستر ہو کر اس بچے کی نشو و نما کا سامان فراہم کرے گا' نہ یہ کہ وطی سے متنفر ہو کر بچے کو لاغر اور کمزور دیکھنا چاہے گا۔

(ب) حاملہ عورت کو سنت طریقہ میں طلاق دینے کے حوالے سے شیخین اور امام محمد کا اختلاف:

حاملہ عورت کی طلاق میں مذاہب: صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص حاملہ عورت کو تین طلاق دینا چاہے' تو حضرات شیخین رحمۃ اللہ علیہما کے یہاں اس کے لیے سنت طریقہ اور مسنون وقت یہ ہے کہ ہر طلاق کے مابین ایک ایک ماہ کا فصل رکھے اور ایک ایک مہینے کے بعد تین طلاق دے۔ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حاملہ عورت کو طلاق دینے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ اسے صرف ایک ہی طلاق دے' کیونکہ طلاق میں ممانعت اصل ہے' اور حدیث پاک میں اسے ابغض المباحات قرار دیا گیا ہے' اس لیے حتی الامکان اس سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

دوسری بات یہ ہے کہ قرآن کریم نے "فطلقوھن لعدتھن" کے فرمان سے ایک ضابطہ یہ بھی مقرر

فرمادیا ہے کہ طلاق دیتے وقت یہ بات پیش نظر رہے کہ وہ تین متفرق طہروں میں ہو یہی مسنون طریقہ ہے صورت مذکورہ میں حمل کی وجہ سے حاملہ عورت کو حیض ہی نہیں آتا کہ ایک طلاق دینے کے بعد دوسرے طہر کی توقع ہو بلکہ اس کی تو پوری مدت حمل طہر کے درجے میں ہے اور یہ عورت حاملہ ہے آئسہ یا صغیرہ نہیں ہے کہ مہینے کو اس کے حق میں طہر یا فصل عدت کے قائم مقام مانا جائے اس لیے جس طرح وہ عورت جس کا زمانہ طہر دراز ہو گیا ہو اس کے حق میں مہینے کو فصول عدت کے قائم مقام نہیں مانا جائے گا اسی طرح حاملہ کے حق میں بھی مہینہ فصول عدت کے قائم مقام نہیں ہوگا اور پوری مدت حمل میں اسے صرف ایک طلاق دی جاسکے گی۔

حضرات شیخین رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں کہ بھائی ہم بھی تو طلاق کو ممنوع الاصل ہی مانتے ہیں لیکن ضرورت کے مواقع پر اس کو اختیار کرنے سے گریز بھی نہیں کرتے اور ضرورت طلاق جس طرح دیگر عورتوں میں موجود ہے اسی طرح حاملہ میں بھی موجود ہے اس لیے طلاق کو مطلقاً ممنوع الاصل کہنا درست نہیں ہے۔

اب جب حاملہ عورت میں ضرورت طلاق موجود ہے اور سنت طریقے کے مطابق طلاق دینا بظاہر اس کے حق میں متصور نہیں ہے (حیض نہ آنے کی وجہ سے) تو کوئی ایسی راہ یا مثال تلاش کریں گے جس کو اختیار کر کے اس کی طلاق کو علی وجہ السنۃ بنائیں ہم نے دیکھا کہ آئسہ اور صغیرہ کو بھی حیض نہیں آتا اور ''مہینہ'' ان کے حق میں فصول عدت اور تجدد طہر کی نیابت کر رہا ہے اس لیے کہ صحیح سالم شخص کو ایک مہینے میں عورتوں کی سچی رغبت پیدا ہو ہی جاتی ہے۔ لہٰذا جب مایوس الحیض عورتوں کے حق میں مہینہ حیض اور تجدد طہر کے قائم مقام ہو سکتا ہے تو اس عورت کے حق میں بھی نیابت کرے گا کیونکہ حمل کے ہوتے ہوئے وہ بھی حیض اور تجدد طہر سے مایوس ہی سمجھی جاتی ہے اور چونکہ الحکم یدار علی دلیلھا کا ضابطہ موجود ہے اس لیے اس مہینہ کو حاملہ کے حق میں تجدد طہر اور فصول عدت کے قائم مقام مان کر تین مہینوں میں تین طلاق دینا سنت کو اپنانا اور اختیار کرنا کہا جائے گا۔

امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے حاملہ عورت کو ممتدۃ الطہر پر قیاس کیا تھا یہاں سے ان کے اسی قیاس کی تردید کی جارہی ہے فرماتے ہیں کہ حاملہ کو ممتدۃ الطہر پر قیاس کرنا درست نہیں ہے کیونکہ ممتدۃ الطہر کے حق میں حاجت کی دلیل صرف طہر ہے اور اس سے ہر لحظہ اور ہر لحہ تجدد طہر کی توقع رہتی ہے کہ نہ جانے کب اسے حیض آنے لگے اور پھر وہ پاک ہو جائے اس کے برخلاف حاملہ عورت ہے کہ وضع حمل سے پہلے تو اس کو حیض آ ہی نہیں سکتا اور بالفرض اگر کوئی خون آتا بھی ہے تو اسے حیض کا خون نہیں کہیں گے اس لیے وہ ایک متعینہ مدت (وضع حمل) تک حیض اور تجدد طہر سے محروم رہے گی جبکہ ضرورت کسی بھی وقت پیش آ سکتی ہے اس لیے اس کے حق میں مہینہ ہی تجدد طہر کے قائم مقام ہوگا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی للشهادة العالية "السنة الأولیٰ"

للبنين الموافق سنة ۱۴۴۱ھ/2020ء

پانچواں پرچہ: عربی ادب وبلاغت

الوقت المحدد: ثلث ساعات مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: قسم اوّل کے دونوں سوال جبکہ قسم ثانی سے کوئی دوسوال حل کریں۔

قسم اوّل......عربی ادب

سوال نمبر 1: درج ذیل میں سے کسی پانچ اجزاء کا ترجمہ کریں؟ ۵×۸=۴۰

(ا) فطفقت أجوب طرقاتها مثل الهائم وأجول فی حوماتها جولان الحائم وأرود فی مسارح لمحاتی ومسايح غدواتی وروحاتی ۔

(ب) أما الحمام فميعادك فما اعدادك وبالمشيبا نذارك فما أعذارك وفی اللحد مقيلك فما قيلك والی الله مصيرك فمن نصيرك ۔

(ج) ثم انه لبد عجاجته وغيض مجاجته واعتضد شكوته فتأبط هراوته فلما رنت الجماعة الی تحفزه ورأت تأهبه لمزايلة مركزة ۔

(د) الفيت بها ابا زيد السروجی يتقلب فی قوالب الانتساب ويخبط فی أساليب الاكتساب فيدعی تارة أنه من آل ساسان ۔

(ھ) وسئل لمن هذا البيت وهل حی قائله أوميت فقال أيم الله للحق أحق أن يتبع وللصدق حقيق بأن يستمع انه يا قوم لنجيكم منذ اليوم ۔

(و) فحار الحاضرون لبداهته واعترفوا بنزاهته فلما آنس استئناسبهم بكلامه وانصبابهم الی شعب اكرامه أطرق كطرفة العين ۔

(ز) يا اخاير الذخائر وبشائر العشائر عموا صباحا وأنعموا اصطباحا وانظروا الی من كان ذاندی وندی وجدة وجدا وعقار وقری ۔

سوال نمبر 2: درج ذیل میں پانچ الفاظ کے معانی تحریر کریں؟ ۵×۲=۱۰

(الف) المطاف (ب) رحيب (ج) الأسجاع (د) الجانع (ھ) محجة (و) العبر

(ز) صحائف

قسم ثانی...... بلاغت

سوال نمبر 3: مقدمة رتب المختصر على مقدمة وثلاثة فنون لان المذكور فيه اما ان يكون من قبيل المقاصد فى هذا الفن او لا الثانى المقدمة والاول ان كان الغرض منه الاحتراز عن الخطاء فى تادية المعنى المراد فهو الفن الاول ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگائیں اور ترجمہ سپرد قلم کریں؟ ۷+۸=۱۵

(ب) کتاب کو ایک مقدمہ اور تین فنون پر مرتب کرنے کی وجہ حصر لکھیں نیز مقدمہ کو نکرہ اور فنون ثلاثہ کو معرفہ ذکر کرنے کا سبب تحریر کریں؟ ۵+۵=۱۰

سوال نمبر 4: فالتنافر وصف فى الكلمة توجب ثقلها على اللسان وعسر النطق بها نحو مستشزرات فى قول امرء القيس ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں نیز امرء القیس کا شعر مذکور بیان کریں؟ ۱۰+۵=۱۵

(ب) مختصر المعانی کی روشنی میں شعر کی وضاحت کریں نیز تنافر کے حوالے سے ابن اثیر کا ضابطہ تحریر کریں؟ ۵+۵=۱۰

سوال نمبر 5: الجاحظ أنكر انحصار الخبر فى الصدق والكذب واثبت الواسطة وزعم ان صدق الخبر مطابقته للواقع مع الاعتقاد بانه مطابق وكذب الخبر عدمها اى عدم مطابقته للواقع معه اى مع اعتقاد انه غير مطابق ۔

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کریں نیز جمہور اور نظام کے نزدیک صدق خبر اور کذب خبر کی تعریف کریں؟ ۵+۱۰=۱۵

(ب) مصنف نے جاحظ کے مذہب کو مدنظر رکھتے ہوئے مطابقت کی کل کتنی اور کون کون سی صورتیں بیان کی ہیں؟ ۱۰

☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2020ء

پانچواں پرچہ: عربی ادب وبلاغت

قسم اوّل...... عربی ادب

سوال نمبر 1: درج ذیل اجزاء کا ترجمہ کریں؟

(ا) فطفقت أجوب طرقاتها مثل الهائم وأجول في حوماتها جولان الحائم وأرود في مسارح لمحاتي ومسايح غدواتي وروحاتي .

(ب) أما الحمام ميعادك فما اعدادك وبالمشيبا نذارك فما أعذارك وفي اللحد مقيلك فما قيلك والى الله مصيرك فمن نصيرك .

(ج) ثم انه لبد عجاجته وغيض مجاجته واعتضد شكوته فتأبط هراوته فلما رنت الجماعة الى تحفزه ورات.تأهبه لمزايلة مركزة .

(د) ألفيت بها ابا زيد السروجي يتقلب في قوالب الانتساب ويخبط في أساليب الاكتساب فيدعى تارة أنه من آل ساسان .

(ھ) وسئل لمن هذا البيت وهل حي قائله أوميت فقال أيم الله للحق أحق أن يتبع وللصدق حقيق بأن يستمع انه يا قوم لنجيكم منذ اليوم .

(و) فخار الحاضرون لبداهته واعترفوا بنزاهته فلما آنس استئناسهم بكلامه وانصبابهم الى شعب اكرامه أطرق كطرفة العين .

(ز) يا اخاير الذخائر وبشائر العشائر عموا صباحا وأنعموا اصطباحا وانظروا الى من كان ذاندى وندى وجدة وجدا وعقار وقرى .

جواب: ترجمہ اجزاء:

(ا) پس میں نے سرگردان عاشق کی طرح اس کے راستوں کو طے کرنا اور پیاسے جانور کی طرح اس کے میدان میں گشت کرنا شروع کیا' اور اپنے پیش نظر چراگاہوں اور اپنے صبح شام چلنے پھرنے کی جگہوں میں کسی سخی دانا کو تلاش کرنے لگا۔

(ب) کیا موت تیرا وعدہ نہیں ہے؟ پس تیرے پاس کون سا توشہ ہے؟ کیا بڑھاپے سے تجھ کو خوف نہیں ہے' پس تیرے پاس کیا عذر ہے۔ کیا تجھے قبر میں سونا نہیں' پس تجھے اس میں کیا پس وپیش ہے' کیا تجھے

خدا کی طرف لوٹ کر جانا نہیں، پس تیرا کون سا مددگار ہے۔

(ج) پھر جب اس نے اپنے غبار کو دور کیا اور اپنے لعاب دہن کو خشک کیا، یا وہ خاموش ہوا، تو اس نے اپنے مشکیزہ کو کاندھے پر لٹکایا اور اپنی لاٹھی کو بغل میں لیا۔ پس جب لوگوں نے اس کے جانے کا ارادہ معلوم کیا اور اپنی جگہ چھوڑنے کا قصد کیا۔

(د) تو میں نے وہاں ابوزید سروجی کو دیکھا، جو اپنے نسب میں مختلف البیانی سے کام لے رہا ہے، اور کمال کے راستہ میں لڑکھڑاتا پھرتا ہے، کبھی وہ کہتا ہے کہ میں ساسان کی اولاد سے ہوں۔

(ھ) پھر اس نے پوچھا: یہ کس کے اشعار ہیں اور ان کا کہنے والا زندہ ہے، یا مر چکا ہے؟ وہ بولا: خدا کی قسم! حق بات پیروی کے لائق ہے، اور البتہ سچ بات کا سننا ہی زیادہ مناسب ہے۔ لوگوں سے کہنے والا آج تم سے سرگوشیاں کر رہا ہے۔

(و) حاضرین اس کی بدیہہ گوئی سے حیران ہو گئے، اور اس کے پاکیزگی کلام کا اقرار کیا، اس نے جب اپنے کلام کی طرف ان کی محبت اور اپنے احترام کی طرف ان کا شوق دیکھا، تو اس نے ایک پل کے لیے اپنی گردن جھکا دی۔

(ز) اس نے کہا: اے بہترین خزانوں اور اپنے خاندان کو خوشخبری دینے والو! خدا تمہاری صبح اچھی کرے اور تم صبح کی شراب سے خوشحال رہو، تم اس شخص کی طرف دیکھو، جو کبھی مجلس و بخشش اور توانگری و عطا زمین و مواضعات اور دسترخوانوں و طعام والا میزبان تھا۔

سوال نمبر 2: درج ذیل الفاظ کے معانی تحریر کریں؟

(الف) المطاف (ب) رحیب (ج) الأسجاع (د) الجانع (ھ) محجة (و) العبر (ز) صحائف

جواب: الفاظ کے معانی:

(الف) چکر (ب) وسیع (ج) مسجع کلام (د) مائل ہونے والا (ھ) راستہ کا درمیانی حصہ (و) عبرتیں (ز) رجسٹر/کتابیں۔

قسم ثانی...... بلاغت

سوال نمبر 3: مُقَدِّمَةٌ رَتَّبَ الْمُخْتَصَرَ عَلٰى مُقَدِّمَةٍ وَثَلَاثَةِ فُنُوْنٍ لِاَنَّ الْمَذْكُوْرَ فِيْهِ اِمَّا اَنْ يَّكُوْنَ مِنْ قَبِيْلِ الْمَقَاصِدِ فِيْ هٰذَا الْفَنِّ اَوْ لَا الثَّانِيْ الْمُقَدِّمَةُ وَالْاَوَّلُ اِنْ كَانَ الْغَرَضُ مِنْهُ الْاِحْتِرَازَ عَنِ الْخَطَاءِ فِيْ تَادِيَةِ الْمَعْنَى الْمُرَادِ فَهُوَ الْفَنُّ الْاَوَّلُ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگائیں اور ترجمہ سپرد قلم کریں؟

(ب) کتاب کو ایک مقدمہ اور تین فنون پر مرتب کرنے کی وجہ حصر لکھیں نیز مقدمہ کو نکرہ اور فنون ثلاثہ کو معرفہ ذکر کرنے کا سبب تحریر کریں؟

جواب: (الف) اعراب اور ترجمہ عبارت:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ عبارت درج ذیل ہے:

(یہ) مقدمہ ہے (مصنف نے) مختصر کو ایک مقدمہ اور تین فنون پر مرتب کیا ہے اس لیے کہ مختصر میں جو مذکور ہے، یا تو اس فن میں مقاصد کے قبیل سے ہوگا یا نہیں، ثانی تو مقدمہ ہے، اور اول اگر اس کی غرض معانی مرادی کو ادا کرنے میں خطاء سے بچنا ہے، تو وہ فن اول ہے۔

(ب) کتاب مختصر المعانی ایک مقدمہ اور تین فنون پر مرتب ہونے کی وجہ حصر:

یہ کتاب چار چیزوں پر مشتمل ہے: ایک مقدمہ اور تین مقاصد پر، مقصد اول ''علم معانی'' کے بیان میں ہے، مقصد ثانی ''علم بیان'' کے بیان میں ہے، اور مقصد ثالث ''علم بدیع'' کے بیان میں ہے۔ ان کی وجہ حصر یہ ہے کہ اس کتاب میں جو کچھ بھی ہے، وہ دو حال سے خالی نہیں کہ اس کا تعلق مقاصد کے ساتھ ہوگا یا نہیں، بعض لوگوں نے پانچویں خاتمہ کو بھی شمار کیا ہے۔ اگر کتاب میں مذکور چیز کا تعلق مقاصد سے نہ ہو، تو پھر مقاصد اس پر موقوف ہوں گے یا نہیں، اگر مقاصد اس پر موقوف ہوں، تو وہ مقدمہ اور اگر مقاصد اس پر موقوف نہ ہوں، تو خاتمہ ہے۔

''مقدمہ'' کو نکرہ اور ''فنون ثلاثہ'' کو معرفہ ذکر کرنے کی وجہ:

''فنون ثلاثہ'' کو معرفہ اور مقدمہ کو نکرہ اس لیے ذکر کیا گیا ہے کہ ''فنون ثلاثہ'' کا پہلے اجمالاً ذکر ہو چکا تھا، اس لیے انہیں الف لام عہدی کے ساتھ معرفہ ذکر کرنا زیادہ مناسب تھا، پس اس لیے انہیں معرفہ لایا گیا ہے، جبکہ مقدمہ کا ذکر پہلے کہیں ہوا ہی نہیں تھا، اس لیے اسے نکرہ لانا زیادہ مناسب تھا، اس لیے اسے نکرہ لایا گیا۔

سوال نمبر 4: فَالتَّنَافُرُ وَصْفٌ فِي الْكَلِمَةِ تُوْجِبُ ثِقْلَهَا عَلَى اللِّسَانِ وَعُسْرِ النُّطْقِ بِهَا نَحْوُ مُسْتَشْزِرَاتٌ فِيْ قَوْلِ اِمْرِءِ الْقَيْسِ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، نیز امرء القیس کا شعر مذکور بیان کریں؟

(ب) مختصر المعانی کی روشنی میں شعر کی وضاحت کریں نیز تنافر کے حوالے سے ابن اثیر کا ضابطہ تحریر کریں؟

جواب: (الف) اعراب اور ترجمہ عبارت:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ عبارت درج ذیل ہے:

پس تنافر کلمہ میں ایک ایسا وصف ہے، جو زبان پر کلمہ کے ثقل اور اس کے تلفظ کی دشواری کو ثابت کرتا ہے جیسے امراء القیس کے قول میں لفظ "مستشزرات" ہے۔

امراء القیس کا شعر مذکور:

غَدَائِرُهُ مُسْتَشْزِرَاتٌ اِلَى الْعُلٰى ۔ تَضِلُّ الْعُقَاصُ فِيْ مُثَنًّى وَمُرْسَلِ

(ب) مختصر المعانی کی روشنی میں شعر کی وضاحت:

شاعر اپنی محبوبہ کے بالوں کی کثرت کو بیان کرنا چاہتا ہے کہ محبوبہ کے سر پر اس قدر بال ہیں کہ انہیں تین حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے: (i) عقاص بالوں کا وہ حصہ جنہیں سر پر جوڑا کر کے دھاگے سے باندھ دیا گیا ہو۔ (ii) مثنیٰ یعنی بٹے ہوئے گوندھے ہوئے بال۔ (iii) مرسل یعنی وہ بال جو بٹے ہوئے نہ ہوں، چنانچہ جب مثنیٰ اور مرسل کو کمر میں لایا جاتا ہے تو عقاص، مثنیٰ اور مرسل میں چھپ جاتا ہے۔

تنافر کے حوالے سے ابن اثیر کا ضابطہ:

علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب "مثل السائر" میں بیان کرتے ہیں کہ ضابطہ یہ ہے کہ ذوق سلیم جس کلمہ کے تلفظ کو ثقیل اور دشوار قرار دے، وہ کلمہ متنافر ہوگا، خواہ یہ ثقل ایسے حروف کے جمع ہونے سے ہو، جن کے مخارج قریب قریب ہیں یا بعید المخارج حروف کے جمع ہونے سے ہو یا ان کے علاوہ کسی اور وجہ سے ہو، جبکہ ذوق اس قوت کا نام ہے جس کے ذریعے کلام کے لطائف اور اس کے جوہ تحسین کو پہچانا جاتا ہے جیسا کہ ماقبل میں گزرا۔

سوال نمبر 5: الجاحظ أنكر انحصار الخبر فى الصدق والكذب واثبت الواسطة وزعم ان صدق الخبر مطابقته للواقع مع الاعتقاد بانه مطابق و كذب الخبر عدمها اى عدم مطابقته للواقع معه اى مع اعتقاد انه غير مطابق .

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کریں نیز جمہور اور نظام کے نزدیک صدق خبر اور کذب خبر کی تعریف کریں؟

(ب) مصنف نے جاحظ کے مذہب کو مدنظر رکھتے ہوئے مطابقت کی کل کتنی اور کون کون سی صورتیں بیان کی ہیں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

جاحظ نے صدق اور کذب میں خبر کے منحصر ہونے کا انکار کیا ہے، اور واسطہ ثابت کیا ہے، اور گمان کیا ہے کہ خبر کا صدق خبر کا واقع کے مطابق ہونا ہے، اس اعتقاد کے ساتھ کہ یہ خبر واقع کے مطابق ہے، اور خبر کا کذب خبر کا واقع کے مطابق نہ ہونا ہے، اس کے ساتھ یعنی اس اعتقاد کے ساتھ کہ یہ خبر واقع کے مطابق نہیں

ہے۔

جمہور اور نظام کے نزدیک صدق خبر اور کذب خبر کی تعریفات:

۱- جمہور کا مذہب: خبر صادق وہ خبر ہے، جو واقع کے مطابق ہو اور خبر کاذب وہ خبر ہے، جو واقع کے مطابق نہ ہو۔

۲- نظام کا مذہب: خبر صادق وہ خبر ہے، جو خبر دینے والے کے اعتقاد کے مطابق ہو اور خبر کاذب وہ خبر ہے، جو خبر دینے والے کے اعتقاد کے مطابق نہ ہو۔

(ب) جاحظ کے مذہب کے مطابق ''مطابقت'' کی کل صورتیں:

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جاحظ نے اس بات سے انکار کر دیا ہے کہ خبر صدق و کذب میں منحصر ہے، بلکہ انہوں نے ان دونوں کے درمیان واسطہ ثابت کیا ہے کہ خبر واحد وہ خبر ہے، جو واقع کے مطابق ہونے کے ساتھ ساتھ اعتقاد مخبر کے بھی مطابق ہو۔ خبر کاذب وہ خبر ہے، جو واقع کے مطابق نہ ہونے کے ساتھ ساتھ اعتقاد مخبر کے بھی مطابق نہ ہو۔ اس تعریف کے مطابق کل چھ صورتیں بن جائیں گی، دو صورتیں وہ ہیں، جو مذکور ہوئی ہیں۔ خبر صادق اور خبر کاذب کی چار صورتیں وہ ہوں گی جو خبر صادق اور خبر کاذب کے درمیان واسطہ بنیں گی۔ وہ چار صورتیں درج ذیل ہیں:

۱- خبر واقع کے مطابق ہو، لیکن مخبر کا یہ اعتقاد ہو کہ خبر واقع کے مطابق نہیں ہے۔

۲- خبر واقع کے مطابق ہو اور خبر کو مخبر کے متعلق سرے سے اعتقاد ہی نہ ہو، خبر کے متعلق نہ مطابق ہونے کا اعتقاد ہو اور نہ ہی مطابق نہ ہونے کا اعتقاد ہو۔

۳- خبر واقع کے مطابق نہ ہو، لیکن مخبر کو یہ اعتقاد ہو کہ خبر واقع کے مطابق ہے۔

۴- خبر واقع کے مطابق نہ ہو اور مخبر کا بھی اعتقاد نہ ہو، مطابقت کا اعتقاد ہو اور نہ ہی عدم مطابقت کا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی للشهادة العالية "السنة الأولىٰ"

للبنين الموافق سنة ۱۴۴۱ھ/2020ء

چھٹا پرچہ: عقائد و منطق

الوقت المحدد: ثلث ساعات مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: دونوں قسموں سے کوئی دو، دو سوال حل کریں۔

قسم اوّل ...... عقائد

سوال نمبر 1: عن أنس أن عمر بن الخطاب رضی الله عنه كان اذا قحطوا استسقى بالعباس بن عبدالمطلب فقال "اللّٰهم انا كنا نتوسل اليك بنبينا صلى الله عليه وسلم فتسقينا وانا نتوسل اليك بعم نبينا فاسقنا" قال فيسقون .

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں؟ ۱۰

(ب) کیا مُردوں سے توسل جائز ہے؟ نیز مُردوں سے توسل کی مشروعیت پر کوئی دو دلائل تحریر کریں؟ ۱۵=۱۰+۵

سوال نمبر 2: عن ابن عمر مرفوعا اذا مات أحدكم فلا تحبسوه وأسرعوا به الى قبره وليقرأ عند رأسه بفاتحة الكتاب وعند رجليه بخاتمة الكتاب ۔

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگائیں ۱۰

(ب) ایصال ثواب کے عنوان پر ایک مدلل و مفصل مضمون تحریر کریں؟ ۱۵

سوال نمبر 3: (الف) دفن کے بعد میت کو تلقین کرنے کا طریقہ حدیث شریف کی روشنی میں سپرد قلم کریں؟ ۱۰

(ب) کیا اولیاء اللہ کی زندگی میں اور بعد از وفات کرامات ہوتی ہیں؟ نیز کرامات کے واقع ہونے پر کوئی دو دلائل لکھیں۔ ۱۵=۱۰+۵

قسم ثانی ...... منطق

سوال نمبر 4: فقوله وهو حصول صورة الشیء فی العقل اشارة الى تعريف مطلق

التصور دون التصور فقط لانه لما ذکر التصور فقط ذکر امرین ۔

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ وتشریح قلمبند کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) خط کشیدہ عبارت سے مصنف ایک اعتراض کا جواب دے رہے ہیں آپ اعتراض و جواب دونوں کی وضاحت کریں؟ ۱۵

سوال نمبر 5: اللفظ الدال علی المعنی علی المعنی بالمطابقة اما ان یقصد بجزء منه الدلالة علی جزء معناه او لا یقصد فان قصد بجزء منه الدلالة علی جزء معناه فهو المرکب کرامی الحجارة ۔

(الف) عبارت کا ترجمہ وتشریح سپرد قلم کریں؟ ۱۰

(ب) مرکب کے پائے جانے کے لیے کتنی اور کون کون سی شرائط ہیں؟ نیز بتائیں کہ مذکورہ مثال میں وہ شرائط کس طرح پائی جا رہی ہیں؟ ۸+۷=۱۵

سوال نمبر 6: ورسموه بانه کلی مقول علی کثیرین مختلفین فی جواب ماهو ۔

(الف) ترجمہ کریں اور بتائیں کہ مذکورہ عبارت میں کیا بیان کیا جا رہا ہے؟ ۵+۵=۱۰

(ب) تعریف میں پائی جانے والی قیود کے فوائد لکھیں اور تمام جزء مشترک کی تعریف سپرد قلم کریں؟ ۱۰+۵=۱۵

☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2020ء

چھٹا پرچہ: عقائد و منطق

قسم اوّل......عقائد

سوال نمبر 1: عن انس ان عمر بن الخطاب رضی الله عنه کان اذا قحطوا استسقی بالعباس بن عبدالمطلب فقال "اللّٰهم انا کنا نتوسل الیک بنبینا صلی الله علیه وسلم فتسقینا وانا نتوسل الیک بعم نبینا فاسقنا" قال فیسقون ۔

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں؟

(ب) کیا مُردوں سے توسل جائز ہے؟ نیز مُردوں سے توسل کی مشروعیت پر کوئی دو دلائل تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ جب قحط واقع ہوتا' تو حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے بارش کی دعا مانگتے اور عرض کرتے: اے اللہ! ہم تیری بارگاہ میں اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کرتے تھے' تو بارش عطا فرماتا تھا' اب ہم اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کا وسیلہ پیش کرتے ہیں' تو ہمیں بارش عطا فرما۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کو بارش سے سیراب کر دیا جاتا۔

(ب) فوت شدگان سے توسل جائز ہونا:

علماء رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی محبوب ہستیوں سے توسل جائز ہے خواہ وہ دنیاوی زندگی میں ہوں یا برزخی زندگی کی طرف منتقل ہو چکے ہوں' کیونکہ محبوبین اہل برزخ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہیں اور جو ان کی طرف متوجہ ہو وہ بھی حصول مقصد کے سلسلے میں اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

دلائل: اس کی دلیل وہ حدیث ہے' جو ابن قیم نے زاد المعاد میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص اپنے گھر سے نماز کے لیے نکلے اور کہے: اے اللہ! میں تجھ سے اس حق کے وسیلے سے دعا مانگتا ہوں جو سائلوں کا تجھ پر ہے' اور اس حق کے طفیل جو تیری طرف میرے اس چلنے کا ہے' کیونکہ میں فخر اور غرور اور لوگوں کو دکھانے اور سنانے کے لیے نہیں نکلا' میں تیری ناراضگی سے بچنے اور تیری خوشنودی کو حاصل کرنے کے لیے نکلا ہوں' میری تجھ سے درخواست یہ ہے کہ مجھے آگ سے نجات عطا فرما اور میرے گناہ معاف فرما' کیونکہ تو ہی گناہوں کو بخشنے والا ہے' اللہ تعالیٰ (یہ کلمات طیبہ کہنے والے اس شخص پر ستر ہزار فرشتے مقرر فرماتا ہے' جو اس کے لیے مغفرت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے وجہ کریم کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے' یہاں تک کہ وہ شخص نماز پوری کر لے' یہ حدیث امام ابن ماجہ نے بھی روایت کی ہے۔

امام بیہقی' ابن السنی اور حافظ ابو نعیم روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے تشریف لے جاتے' تو یہ دعا کرتے: اللّٰهم انی اسئلك بحق السائلین علیك...... الخ۔

علماء کرام فرماتے ہیں کہ یہ صراحۃً توسل ہے' ہر بندہ مومن سے چاہے وہ زندہ ہو' یا فوت ہو چکا ہو' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو دعا سکھائی اور اس کے پڑھنے کا حکم دیا' تمام متقدمین اور متاخرین نماز کے لیے جاتے وقت یہ دعا پڑھتے تھے۔

یہ بھی ثابت ہے کہ سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی والدہ ماجدہ (حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا) فوت ہوئیں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح دعا فرمائی: اے اللہ! میری ماں فاطمہ

بنت اسد کی مغفرت فرما اور ان کی قبر کو ان کے لیے اپنے نبی اور مجھ سے پہلے انبیاء کے حق کے صدقے (وسیلے) سے وسیع فرما۔ اس حدیث کو ابن حبان، حاکم اور طبرانی نے روایت کیا اور اسے صحیح قرار دیا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد میں غور کیجیے کہ مجھ سے پہلے انبیاء کے حق کے طفیل مغفرت فرما، کیونکہ اس سے صراحۃً ثابت ہوتا ہے کہ دنیا سے رحلت فرما جانے والے انبیاء کرام سے توسل جائز ہے، اس نکتے کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیجیے، آپ ہلاکتوں سے محفوظ رہیں گے۔

سوال نمبر 2: عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا اِذَا مَاتَ اَحَدُكُمْ فَلَا تَحْبِسُوْهُ وَاَسْرِعُوْا بِهٖ اِلٰى قَبْرِهٖ وَلْيُقْرَاْ عِنْدَ رَأْسِهٖ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَعِنْدَ رِجْلَيْهِ بِخَاتِمَةِ الْكِتَابِ۔

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگائیں۔

(ب) ایصال ثواب کے عنوان پر ایک مدلل و مفصل مضمون تحریر کریں؟

جواب: (الف) حدیث پر اعراب:

اوپر حدیث پر اعراب لگا دیے گئے ہیں۔

(ب) ایصال ثواب پر مدلل مضمون:

ایصال ثواب کے حوالے سے مدلل مضمون درج ذیل ہے:

یہ بات حدیث صحیحہ سے ثابت ہے، اس سلسلے میں دو حدیثیں ملاحظہ ہوں:

1۔ امام مسلم، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ میرا باپ وصیت کیے بغیر فوت ہو گیا ہے، اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کر دوں، تو کیا اسے فائدہ دے گا، فرمایا: ہاں!

2۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: اے اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! میری ماں اچانک فوت ہو گئی ہے، اور میں جانتا ہوں کہ اگر وہ زندہ رہتی، تو صدقہ دیتیں، اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کر دوں، تو ان کو فائدہ دے گا؟ فرمایا: ہاں! انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کون سا صدقہ زیادہ فائدہ دے گا؟ فرمایا: پانی، چنانچہ انہوں نے کنواں کھدوایا اور فرمایا: یہ سعد کی ماں کے لیے ہے۔

اصحاب قبور کے لیے زندوں کے دعا کرنے اور ان کی طرف سے صدقہ کرنے میں ان کا فائدہ ہے۔ (معتزلہ اس حقیقت کو نہیں مانتے اہل سنت و جماعت کہتے ہیں کہ صحیح حدیثوں میں اصحاب قبور کے لیے دعا کا ذکر آیا ہے، خصوصاً نماز جنازہ میں اصحاب قبور کے لیے دعائے مغفرت سلف صالحین کا معمول رہا ہے، اگر دعا کا فائدہ نہ ہوتا، تو دعا کیوں کی جاتی؟ حضرت ابن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم! سعد کی ماں فوت ہوگئی ہے، کون سا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا: پانی! چنانچہ انہوں نے کنواں کھدوایا اور کہا کہ یہ ام سعد کے لیے ہے (یعنی ان کے ایصال ثواب کے لیے ہے) اہل سنت و جماعت کو چاہیے کہ میت کے ایصال ثواب کے طور پر کھانا کھلائیں، تو غرباء و فقراء کو کھلائیں، عموماً دیکھنے میں آیا ہے کہ امراء کھا جاتے ہیں غرباء کو پوچھا بھی نہیں جاتا، نیز! اہلِ سنت و جماعت کا لٹریچر بطور ایصال ثواب تقسیم کریں جب تک لوگ اس کا مطالعہ کریں گے اموات کو ثواب پہنچتا رہے گا) اللہ تعالیٰ دعائیں قبول فرماتا ہے، اور حاجتیں پوری فرماتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا، یاد رہے کہ دعا میں بنیادی چیز یہ ہے کہ سچائی باطن کے خلوص اور دل کے حضور سے دعا مانگے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: جان لو اللہ تعالیٰ غافل دل سے مانگی ہوئی دعا قبول نہیں فرماتا۔ (ترمذی شریف)

سوال نمبر 3: (الف) دفن کے بعد میت کو تلقین کرنے کا طریقہ حدیث شریف کی روشنی میں سپرد قلم کریں؟

(ب) کیا اولیاء اللہ کی زندگی میں اور بعد از وفات کرامات ظاہر ہوتی ہیں؟ نیز کرامات کے واقع ہونے پر کوئی دو دلائل لکھیں۔

جواب: (الف) دفن کے بعد میت کو تلقین کرنے کا طریقہ حدیث شریف کی روشنی میں:

بالغ میت کو دفن کے بعد تلقین کرنا بہت سے علماء کرام کے نزدیک مستحب ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم یاد دلائیے کیونکہ یاد دلانا مومنوں کو فائدہ دیتا ہے۔

شافعیہ، اکثر حنبلیوں، محققین احناف اور مالکیہ نے تلقین کو مستحب قرار دیا ہے یہی وہ حالت ہے جب بندہ یاد دہانی کا بہت ہی محتاج ہوتا ہے۔ ابن تیمیہ نے فتاویٰ میں بیان کیا ہے کہ صحابہ کرام کی ایک جماعت سے ثابت ہے کہ انہوں نے تلقین کا حکم دیا۔ امام احمد نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں، امام شافعی اور امام احمد کے اصحاب میں سے ایک جماعت نے اسے مستحب قرار دیا، ابن تیمیہ نے یہ بھی کہا کہ یہ امر ثابت ہے کہ قبر والے سے سوال کیا جاتا ہے، اور اس کے لیے دعا کا حکم دیا گیا ہے، اسی لیے کہا گیا ہے کہ تلقین اسے فائدہ دیتی ہے، کیونکہ قبر والا آواز سنتا ہے جیسے کہ صحیح حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قبر والا رخصت کرنے والوں کے جوتوں کی آہٹ کو سنتا ہے، اور یہ بھی فرمایا: تم ہماری گفتگو کو (جنگ بدر کے) مقتولین سے زیادہ سننے والے ہو۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ ملخصا)

طبرانی نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد روایت کیا ہے کہ جب تمہارا کوئی بھائی فوت ہو جائے، اور تم اس کی قبر پر مٹی ڈال دو، تو چاہیے کہ تم میں سے ایک شخص قبر کے سرہانے کھڑا ہو جائے، اور (میت اور اس کی والدہ کا نام لے کر) کہے: اے فلاں ابن فلانہ! بے شک قبر والا سب بات سنتا ہے، پھر کہے: اے فلاں ابن فلانہ! قبر والا سیدھا ہو کر بیٹھ جاتا ہے، پھر کہے: اے فلاں ابن فلانہ! قبر والا کہتا ہے:

اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے ہمیں ہدایت دو (یعنی کہو کیا کہنا چاہتے ہو) لیکن تم محسوس نہیں کرتے، تو تلقین کرنے والا کہے: اس بات کو یاد کرو جس پر تم دنیا سے رخصت ہوئے یعنی اس بات کی گواہی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے عبد مکرم اور رسول ہیں اور تم اللہ تعالیٰ کے رب ہونے، اسلام کے دین، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی اور قرآن کے امام ہونے پر راضی ہو، منکر نکیر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہتے ہیں: چلو اس شخص کے پاس بیٹھنے کی کیا ضرورت ہے؟ جسے حجت سکھائی جا رہی ہے، ایک صحابی نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر اس کی ماں کا نام معلوم نہ ہو؟ فرمایا: اس کی نسبت اس کی ماں حضرت حواء رضی اللہ عنہا کی طرف کرتے ہوئے کہے: اے فلاں ابن حواء!

بعد از وفات اولیاء وصالحین کی کرامات کا جواز:

ہاں! ہم پر لازم ہے کہ یہ عقیدہ رکھیں کہ اولیاء کرام کی کرامتیں برحق ہیں، اور ان کی زندگی میں اور وفات کے بعد جائز ہی نہیں، بلکہ واقع بھی ہیں، ان کا انکار وہی شخص کرے گا جس کی بصیرت اندھی ہو چکی ہو اور طبیعت میں فساد ہو۔

دلائل:

کرامات کے واقع ہونے کی دو دلیلیں ہیں، ایک تو وہ ہے، جو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک مین بیان فرمایا، مثلاً حضرت زکریا علیہ السلام ان کے پاس محراب (عبادت گاہ) میں جاتے تو ان کے پاس رزق پاتے، انہوں نے کہا: اے مریم! یہ رزق تمہارے پاس کہاں سے آیا ہے؟ مریم نے کہا: یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بے حساب دیتا ہے۔

مفسرین فرماتے ہیں کہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے پاس سردیوں کا پھل گرمیوں میں اور گرمیوں کا پھل سردیوں میں موجود ہوتا تھا، اور یہ پھل ان کے پاس خلاف معمول طریقے سے آتا تھا، اور یہی کرامت ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم رضی اللہ عنہا کو اعزاز دیا اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ حکم دیا کہ کھجور کے تنے کو اپنی طرف حرکت دو، وہ تم پر تروتازہ اور پکی کھجوریں گرائے گا۔

اسی سلسلے کی کڑی اصحاب کہف کا واقعہ ہے، جو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بیان فرمایا ہے: وہ لوگ تین سو نو سال کھائے پیے بغیر (غار میں) سوئے رہے، اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی ظاہری ذریعے کے ان کی دائیں اور بائیں جانب تبدیلی کو اپنے ذمہ کرم پر لے لیا، تاکہ ان کے پہلوؤں کو تکلیف نہ پہنچے، نیز انہیں سورج کی تپش سے محفوظ رکھنے کا یہ انتظام فرمایا کہ سورج طلوع ہوتا یا غروب ہوتا، تو اس کی دھوپ اس جگہ نہیں پہنچتی تھی، جہاں اصحاب کہف لیٹے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں حضرت خضر اور سکندر ذوالقرنین کا ذکر فرمایا اور حضرت آصف ابن برخیا

کا بھی ذکر فرمایا جن کے پاس کتاب کا علم تھا۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ صحابہ کرام' تابعین اور ان کے بعد ہمارے زمانے تک کے اولیاء کرام کی کرامات تواتر معنوی کے ساتھ منقول' شہرہ آفاق اور زبان زد عوام وخواص ہیں۔

امام بخاری اپنی صحیح میں روایت کرتے ہیں کہ سیّدنا حبیب رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ میں لوہے کی بیڑیوں میں قید کی حالت میں بے موسم پھل کھایا کرتے تھے' حالانکہ مکہ مکرمہ میں اس وقت وہ پھل دستیاب نہیں ہوتا تھا' یہ رزق تھا جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمایا اور یہ ان کی کرامت تھی۔

یہ بھی امام بخاری کی روایت ہے کہ جب سیّدنا عاصم رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے' تو مشرکین نے ارادہ کیا کہ ان کے جسم کا ایک ٹکڑا کاٹ لیں' اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھیوں یا بھڑوں کا ایک جھنڈ ان کی حفاظت کے لیے بھیج دیا' چنانچہ مشرکین ان کے جسم کا کوئی حصہ حاصل نہ کر سکے۔ یہ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد واضح کرامت تھی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت اسید بن حضیر اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہما ایک اندھیری رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے اور آپ کے ساتھ گفتگو کرتے رہے' جب رخصت ہوئے' تو ان میں سے ایک کی لاٹھی (ٹارچ کی طرح) روشن ہوگئی' اس کی روشنی میں وہ چلتے رہے' جب ان کے راستے الگ الگ ہوئے' تو ہر ایک کی لاٹھی روشن ہوگئی' اور وہ اس کی روشنی میں روانہ ہو گئے' اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

اولیاء کرام کی کرامات تو حد شمار سے باہر ہیں' اور یہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا معجزہ ہیں' جو چیز کسی نبی کا معجزہ ہو۔ وہ ولی کی کرامت ہو سکتی ہے (سوائے ان معجزات کے جو انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ مختص ہیں مثلاً قرآن کریم۔

بعض اولیاء کرام آگ میں داخل ہوئے' اور آگ نے انہیں کوئی تکلیف نہ دی بعض نے تھوڑے وقت میں طویل مسافت طے کر لی' بعض ہواؤں میں پرواز کرتے تھے' بعض کے جنات فرمانبردار تھے' وغیر ذلک۔

قسم ثانی...... منطق

سوال نمبر 4: فَقَوْلُهٗ وَهُوَ حَصُوْلُ صُوْرَةِ الشَّیْءِ فِی الْعَقْلِ اِشَارَةٌ اِلٰی تَعْرِیْفِ مُطْلَقِ التَّصُوُّرِ دُوْنَ التَّصَوُّرِ فَقَطْ لِاَنَّهٗ لَمَّا ذَکَرَ التَّصَوُّرَ فَقَطْ ذَکَرَ اَمْرَیْنِ۔

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ وتشریح قلمبند کریں؟

(ب) خط کشیدہ عبارت سے مصنف ایک اعتراض کا جواب دے رہے ہیں آپ اعتراض و جواب دونوں کی وضاحت کریں؟

جواب: (الف) اعراب، ترجمہ عبارت اور تشریح وتوضیح:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ عبارت درج ذیل ہے:

پس مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول "وَهُوَ حَصُوْلُ صُوْرَةِ الشَّيْءِ فِي الْعَقْلِ" اشارہ ہے مطلق تصور کی تعریف کی طرف نہ کہ تصور فقط کی تعریف کی طرف، اس لیے کہ جب اس نے تصور فقط کو ذکر کیا ہے، تو دو چیزیں ذکر کی ہیں۔

تشریح وتوضیح:

انسان کی عقل ایک آئینہ کی طرح ہے کہ جس طرح آئینہ میں صورت منقش ہو جاتی ہے اسی طرح عقل میں بھی صورت منقش ہوتی ہے، لیکن ان دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ آئینہ میں صرف ان اشیاء کی صورتیں منقش ہوتی ہیں، جو آنکھوں سے دکھائی دینے والی ہوں اور ہوں بھی آئینہ کے سامنے بخلاف عقل کے کہ اس میں معقولات اور محسوسات دونوں کی صورتیں منقش ہوتی ہیں یعنی سنی جانے والی، چکھی جانے والی، دیکھی جانے والی، سونگھی جانے والی تمام اشیاء کی صورتیں منقش ہوتی ہیں پھر وہ اشیاء خواہ عقل کے سامنے ہوں یا نہ ہوں۔ وَهُوَ حُصُوْلُ صُوْرَةِ الخ سے غرض شارح رحمہ اللہ تعالیٰ مراد ماتن کو متعین کرنا ہے کہ "هُوَ حُصُوْلُ صُوْرَةِ الشَّيْءِ فِي الْعَقْلِ" یہ مطلق تصور کی تعریف ہے نہ کہ تصور فقط کی۔

(ب) خط کشیدہ عبارت کے حوالے سے سوال اور اس کا جواب:

سوال: سوال یہ ہے کہ "حُصُوْلُ صُوْرَةِ الشَّيْءِ فِي الْعَقْلِ" کو مطلق تصور کی تعریف بنانا صحیح نہیں ہے، کیونکہ اس کا معرف وہ بن سکتا ہے، جو "هُوَ" ضمیر کا مرجع بن سکے اور "هُوَ" ضمیر کا مرجع وہ بن سکتا ہے، جو ما قبل میں مذکور ہو، اور تصور مطلق، چونکہ ما قبل میں مذکور نہیں ہے، اس کا "هُوَ" ضمیر کا مرجع بننا بھی صحیح نہیں، جب "هُوَ" ضمیر کا مرجع بننا صحیح نہیں، تو لہٰذا اس کا معرف بننا بھی صحیح نہیں، جب تصور مطلق کا معرف بننا صحیح نہیں ہے، تو "حصول صورة الشيء في العقل" اس کی تعریف کیسے بن سکتی ہے؟

جواب: جب مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے تصور فقط کو ذکر کیا، تو اس نے گویا دو چیزوں کو ذکر کیا: (i) تصور فقط (ii) مطلق تصور۔ وہ اس لیے کہ مطلق تصور مطلق ہے، اور تصور فقط مقید ہے، تصور فقط خاص ہے، اور مطلق تصور عام ہے، اور وجود خاص وجود عام کو مستلزم ہوتا ہے، اور مطلق مقید کے ضمن میں پایا جاتا ہے۔ لہٰذا جب مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے تصور فقط کو ذکر کیا، تو اس کے ضمن تصور مطلق کا ذکر بھی ہو گیا، جب وہ مذکور ہے، تو "هُوَ" ضمیر کا مرجع بھی بن سکتا ہے۔ جب اس کا "هُوَ" ضمیر کا مرجع بننا صحیح ہے، تو اس کا معرف بننا بھی صحیح ہے۔ لہٰذا "حصول صورة الشيء في العقل" تصور مطلق کی تعریف ہے۔

سوال نمبر 5: اللفظ الدال على المعنى على المعنى بالمطابقة اما ان يقصد بجزء منه

الدلالة علی جزء معناه او لا یقصد.فان قصد بجزء منه الدلالة علی جزء معناه فهو المرکب کرامی الحجارة ۔

(الف) عبارت کا ترجمہ وتشریح سپرد قلم کریں؟

(ب) مرکب کے پائے جانے کے لیے کتنی اور کون کون سی شرائط ہیں؟ نیز بتائیں کہ مذکورہ مثال میں ہ شرائط کس طرح پائی جارہی ہیں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

وہ لفظ جو معنیٰ پر مطابقۃً دلالت کرتا ہو یا تو اس کی جزء سے اس کے معنیٰ کی جزء پر دلالت کا ارادہ کیا جائے یا ارادہ نہیں کیا جائے گا' پس اگر اس کی جزء سے اس کے معنیٰ کی جزء پر دلالت کا قصد کیا جائے گا' تو وہ مرکب ہے جیسے "رامی الحجارۃ" (پتھر پھینکنے والا)

تشریح وتوضیح:

فاضل شارح رحمہ اللہ تعالیٰ "اقول اللفظ الدال الخ" متن کی وضاحت کررہے ہیں اگر لفظ کی جزء سے اس کے معنیٰ کی جزء پر دلالت کا ارادہ کیا جائے تو اس کو مرکب کہتے ہیں مثلاً رامی الحجارۃ ۔ اس میں لفظ کی جزء سے اس کے معنیٰ کی جزء پر دلالت کا ارادہ کیا گیا ہے' اس لیے کہ "رامی" سے مقصود اس ذات پر دلالت کرنا ہے' جس کے ساتھ "رمی" قائم اور "حجارۃ" سے مقصود جسم معین پر دلالت کرنا ہے' اور اس کے معنوں کا مجموعہ "رامی الحجارۃ" کا معنیٰ ہے۔

(ب) مرکب کے پائے جانے کے لیے شرائط اور مثال میں ان کی وضاحت:

مرکب کے پائے جانے کے لیے چار شرائط ہیں:

(۱) لفظ کی جزء ہو' اور معنیٰ کی بھی جزء ہو۔ (۲) لفظ کی جزء معنیٰ کی جزء پر دلالت کرے۔ (۳) وہ جزء لفظ جس معنیٰ پر دلالت کرے' وہ معنیٰ مقصودی کا جزء ہو۔ (۴) دلالت کرانا مقصود بھی ہو۔

مثال:

"رامی الحجارۃ" میں لفظ کی جزء سے اس کے معنیٰ کی جزء پر دلالت کا ارادہ کیا گیا ہے' اس لیے کہ رامی سے مقصود اس ذات پر دلالت کرنا ہے' جس کے ساتھ رمی قائم ہے' اور الحجارۃ سے مقصود جسم معین پر دلالت کرنا ہے' اور ان کے معنوں کا مجموعہ "رامی الحجارۃ" کا معنیٰ ہے۔

سوال نمبر 6: ورسموه بانه کلی مقول علی کثیرین مختلفین فی جواب ماهو ۔

(الف) ترجمہ کریں اور بتائیں کہ مذکورہ عبارت میں کیا بیان کیا جارہا ہے؟

(ب) تعریف میں پائی جانے والی قیود کے فوائد لکھیں اور تمام جزء مشترک کی تعریف سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

جنس کی تعریف مناطقہ نے اس طرح کی ہے کہ جنس وہ کلی ہے، جو کثیرین مختلفین بالحقائق پر "مَـا هُوَ" کے جواب میں بولی جائے۔

عبارت کا مقصد:

کلی کی کل پانچ اقسام ہیں. (i) جنس (ii) نوع (iii) فصل (iv) خاصہ (v) عام۔ مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ اس عبارت میں اول الذکر کلی یعنی جنس کی تعریف کرر ہے ہیں کہ جنس وہ کلی ہے، جو "مَـا هُوَ" کے جواب میں ایسے کثیر افراد پر بولی جائے جن کی حقیقتیں مختلف ہوں۔

جنس کی تعریف میں قیود کے فوائد:

اس عبارت میں کلی معرف ہے، اور مقول علی کثیرین الخ معرف ہے۔ کثیرین جنس قریب ہے، جس میں تمام کلیاں شامل تھیں۔ مختلفین یہ فصل اول ہے، جس کی قید سے نوع خارج ہوگئی۔ فی جواب ماھو یہ فصل ثانی ہے، جس کی قید سے فصل، خاصہ اور عرض عام تینوں کلیاں خارج ہوگئیں۔ اب تعریف مکمل ہوگئی اور تقریب تام ہوگئی۔

جزء مشترک:

وہ چیز ہے، جو متعدد امور کا حصہ بنے جیسے جنس کی تعریف میں لفظ "کثیرین" ہے، کیونکہ اس میں تمام کلیاں شامل ہیں اور یہ سب کلیوں کی تعریف کا حصہ بن رہا ہے۔ اس کو "مـابـه الاشـتـراك" بھی کہا جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆